

p cal

194

Cal. Coll. 194

شہنشاہ

میں ہے

بزم وصال

جسے ایک شاعر عجم نے بفضاحت کلام و مضامین و حسبِ نظم کیا

اور سفیرِ باوقار انگلستان مقیم دارالسلطنت ایران ڈوگورنٹ

کو بطور تحفہ کے بھیجا اور ایک بڑے ذی علم انگریز نے اس پر تقریظ

لکھی اور اسکی بہت تعریف کی اور ڈوگورنٹ سے حکم ہوا کہ یہ شہنشاہی

تمام احاطہ نہیں شائع کی جائے

لہذا

سب الایامیے جناب مستطاب معالی القاب کالمنہ اور برہنہ و ننگ

بہادر ایم اے ڈاکٹر شری شریہ تعلیم اووہ

مطبع مشہور نولکشور مقام کنوین چہی

۱۹۴۳ء

کتاب
۱۹۴

تقریظ بزم وصال مع فصاحت

ہوئی چپ کی تیار بزم وصال	زہی بارک اللہ نظم خیال
عجب تمنوی یہ دل آویز ہے	کہ ہر مصرعہ معشوق نوخیز ہی
ہر اک شعرا کا ہی شعری شعار	ہر اک لفظ اس کا گل نوبهار
بیان ہی کہ ہی اک بیان طلسم	نیا ہی کیا گستاخ طلسم

یہ ہے جان فزاوستان سخن
کہ ہے باعثِ نطفِ محمدِ انجمن

سبحان اللہ یہ وہ کتاب ہے جسکی جی جان سے صاحب زبان قدر
کرتے ہیں یعنی اہل ایران تھر کرتے ہیں ہمیں نظر وزیر مملکت
واقع طہران دار السلطنہ ایران نے ازراہ قدر دانی حضور
گور زخبرل کے پاس سہجوائی اور حضور مدوح نے صیغہ تعلیم
کے تمام سرشتوں میں پڑھنے پڑھانے کی بابت ہدایت فرمائی
اول یہ کتاب عجائب خانہ ہندوستان میں رکھی گئی اور نیز
استفادہ عام اطلاع دی گئی کہ جو شخص چاہے اسکی نقل کر سکتی
اے سی سیلی صاحب بہادر سی ایس آئی سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا
کی چٹی جو بنام صاحب چیف کشر بہادر ملک اودہ وصول ہوئی
اوس سے اور نیز انتخاب کتاب سے صان عیان ہے کہ یہ کتاب
کس تہ کی ہے اور اسکے مصنف عالی و ذلی کا کیا پایہ و شان ہے
اس امر کا لحاظ فرما کر جناب شی نو لکشنور صاحب مالک مطبع
اودہ اخبار نے تجویز کی کہ ایسی بے مثل کتاب کا چھوٹا ایک

Sl. No. 029390

دریائے فیض کا بہانا ہے لہذا حسب صلاح جناب فیضیاب اگر کرمیہا
 سرشتہ تعلیم صوبہ اودھ کے منشی صاحب عالی بہت نے اس کتاب
 اور دلکش مثنوی کی طبع کا بیڑا اٹھایا اور نہایت درجہ کی
 تصحیح کے ساتھ عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپوایا الحمد للہ کہ درنیو لایہ گنجینہ
 فراست و خیرت بکمال آب و تاب قالب طبع سے مجھے ہو کر نیا بیان ہوا
 اور نجوم شوق کی گرمی بازار سے خریدار اس کا ایک جہان ہوا
 واضح ہو کہ یہ کتاب بزبان فارسی نظم میں لکھی گئی ہے اور اس میں چار
 پان سوا شعرا سے کچھ زیادہ ہیں بزمر وصال اسکا نام ہے جو
 اسم با سمی ہے ہر چند مصنف نے تیسس زمر یعنی مجالس پر اس کو
 تمام کیا ہے اور ۳۶۔ بیان ہیں لیکن صاف صاف ذکر صرف
 ۱۷۔ زمر کا ہے اور ۲۵۔ بیان کے اخیر میں سلسلہ حکایت کا
 منقطع ہو کر مصنف ایک اور حال بیان کرتا ہے۔ اب ہم
 مختصر طور پر ایک تھوڑا سا ذکر اس کے مختلف بیانوں کا حوالہ ظم
 کرتے ہیں جس سے ناظرین کو اس کتاب کی اجمالی کیفیت حاصل
 ہوگی (یاد اس انتخاب کا لقب لباب ہے جو گورنمنٹ ہند میں کیا گیا تھا)

بیان اول

بجز مقل و دل محمد خدا و نعمت نبی و نبوت علی کریم کتاب کو شروع کیا ہے۔

بیان دوم

سبب تالیف کتاب بیان کیا ہے جس سے عام مصنفوں کے
 موافق مصنف نے دو باتوں کی آرزو کی ہے۔
 اول یہ کہ یہ کتاب یادگار رہے۔

دوم۔ جن عمدہ باتوں کے مصنف نے اوپر عادات اور قاعدہ
شایان نامہ آرا اور بزرگان کبار کے بیان کیا ہے اوس سے
معرض یہ ہے کہ اسکو پڑھ کر لوگ نصیحت حاصل کریں اور خاص
رٹ کے نیک آدمیوں کی پیروی کریں اور بری باتوں سے باز رہیں

بیان سوم

اسمیں مصنف کو بعض بعض غیر نزوں اور دوستوں کا حال اور
ایک سفر کا مذکور ہے۔

بیان چہارم

اسمیں بھی ایک سفر کی کیفیت ہے اور غارتگریوں کے حملہ کرنے
اور قافلہ سالار کی جو افریدی سے اونکو زک دینے کا واقعہ جو
قلم ہے۔ یہ سفر مصنف کا دوست ہے اور اوسکی تعریف شاعرانہ
طور پر بہت خوب کی گئی ہے۔ یہ شخص ہر ایک دن کے تین چھ
کرتا ہے اور ہر ایت کرتا ہے کہ ایک حصہ کاروان کی سفر لڑیکا
ہے اور دوسرا حصہ واسطے رفع ماندگی اور کسل راہ دور کرنے
کے اور تیسرا حصہ صنایع حقیقی کے صنایع و بدائع کا حال دریافت
کرنے اور مختلف اشیاء موجودات کی تحقیقات کے لیے ہے۔
یہ شخص مصنف کی طرف مخاطب ہو کر درخواست کرتا ہے کہ تم
اس بنام میں جو کچھ کہتے دیکھا ہے بیان کرو پس مصنف خوش ہو کر
ایک سنجیدگی اور عمدگی کے ساتھ اقسام انصاف کا حال بیان کرتا ہے

بیان پنجم

اسمیں ایک عمدہ و توجہ عمل انصاف کا مرقوم ہے۔

بیان ششم

کاروان ایک چھوٹی سی گائون موسومہ جو اگ کو جانا ہے جہا پر رہنے والے کاروان ایک پسندیدہ سبق انصاف کا بڑا نوکرتا ہے۔
 باشندہ جو اس گائون کے مسافروں کے پاس بعد از عظماء
 بزم میں جمع ہوتے ہیں اور مصنف سے درخواست کی جاتی ہے
 کہ صاحبان بزم کو چند باتوں سے آگاہ کرے کہ وجہ پیدائش
 کی کیا ہے اور پیدا کنندہ کے اوصاف کیا ہیں اور انسان کو حیوان
 پر بزرگی کیوں دی گئی اور خداوند تعالیٰ کو انسان کے پیدا کرنے
 کی وجہ کیا تھی اول پیدائش دینا سے کل چیزیں موجود تھیں یا نہیں
 اور اگر تھیں تو ظاہر تھیں یا نہان تھیں اور آدمی کیوں مختلف
 درجوں پر پیدا ہوتے ہیں یعنی بعضے شاہ اور بعضے فقیر مصنف
 یہ جواب دیتا ہے کہ ایسی باتوں کا استفسار نہ تو بہتر ہے کیونکہ
 نتیجہ تسرار واقعی نہیں حاصل ہو سکتا ہے اور کہتا ہے کہ کل چیزیں
 واسطے آدمی کے پیدا ہوئی تھیں جیسے کہ کرہ عروس سجایا جاتا ہے
 واسطے عروس کے اور جو چیزیں کہ پشت پر پیدائش نبی کے پیدا کرنے
 نہیں وہ فقط اوسکے جلوہ کا عکس تھا بعد ایک جھپک جلال
 خدا کی تھی اور بعد اسکے سب چیزیں تازیک معلوم دی اور بزرگی
 انسان کی اوپر حیوان کے بوجہ تعقل کے ہے خدا تعالیٰ کا کوئی
 ذاتی فائدہ یا خواہش عوض کی نہیں تھی جس وجہ سے آدمی
 بنایا جیسے کہ سمندر اپنی لہروں سے طالب نہیں ہے یا سورج
 اپنی روشنی سے جو کہ تابان ہے برابر اوپر کہہ ویر کے البتہ

مخلوق کی خواہشیں بے شمار اپنے اپنے درجوں کے موافق ہیں۔

بیان ہفتم

بیان پر ایک ٹیبل بیان کی ہے کہ دو بیسے ایک شاہ کے شکار کیلئے گلو اور پسے ہوا بیان کو بہت پیچھے چھوڑ دیا اور سوار گئے وہاں تک جہاں سے گھوڑے آگے نہ چل سکے اور یہاں پر رہتے بھول گئے تب تو گھوڑوں پر سے اتر کر بیادہ پاپلے بڑا بھائی چوٹے بھائی سے دو فرسنگ آگے تھا اور اسکو چوڑوں نے پکڑ کر بہت مارا اور اسباب چہین لیا بعد کو یہ ایک گانومین ہو چکا اور وہاں ایک عورت نے اسکو ٹیبا بنایا جسکے اولاد تھی اور اسکی شادی کی اور لڑکے ہی ہوئے چھوٹے بھائی کو بھی چور مٹے اور اسکو بھی مار کر اسباب چہین لیا بعد چند حادثوں کے اسکو ایک بادشاہ نے متنبی کیا اور وہ شاہ جاوگروں کا تھا

بیان ہشتم

کاروان آگے بڑھا اور بقام و نجان تکمیل ہوا جہاں پر تین یوم قیام و آرام کیا اور سرد سرد ہوا کہانی اور بہت سے خواروں اور اسبچار سایہ دار کا لطف دیکھا مصنف نے پھر پوچھا کہ تم سمجھاؤ کہ خداوند تعالیٰ جو بے نیاز ہے وہ کیسے اپنی بندوں سے اطاعت چاہتا ہے۔ اور پیغمبروں کے پیچھے سے کیا غرض ہے۔ مصنف نے اسکا جواب دیا ہے۔

بیان نهم

راستی اور سچائی کے خزانہ کی جستجو کی ٹیبل۔

بیان دہم

اسمین ایک شکار کا بیان ہے اور گفتگو درمیان مصنف و اسکراون کے درباب جواز شکار کے۔

بیان یازدہم

یہ ایک کہانی ہے جسین شکار کیلئے کی برائیاں ہیں اور ناحق زخمی کرنا بے قصور جانوروں کا۔

بیان دوازدہم

اسمین بیان ہے ایک بزم خوشی کا جو کہ مسافروں نے تریب دی تھی۔

بیان سیزدہم

اسمین بیان ہے کہ ایک شہزادہ کس طرح پر حیرت ناک رہا اور پردار پیدائش انسان کے اور اسوجہ سے کہ کیونکر انسان چلتا پرتا ہے اور بولتا ہے چنانچہ ایک جلسہ کا بیان ہے کہ جس روز ایک تہلی والے گوتیلیان نچاتے دیکھا تو اول اس نے جانا کہ تیلیان خود ناچتی ہیں بعد معلوم ہوا کہ ایک شخص ہاتھ سے نچاتا ہے اور بذریعہ ایک آدمی کے یہ کل حرکتیں کرتی ہیں جسکے ہاتھ میں ڈوریاں ہیں اور پس پردہ کام لے رہا ہے بعد دریافت اس کیفیت کے اسکا دشتک رفع ہو گیا اور یہ سمجھا کہ گروہ آدمی کا سہی ایک نوع کی تیلیان ہیں جو اسکی دست چھڑا مین ہیں یہ سمجھ کر اس نے دنیا کو ترک کیا اور تخت و تاج چھوڑ کر فقیر ہو گیا۔

بیان چہارم

کاروان کا مقام کان میں روز پہونچتا اور وہاں اور فائدہ سخاوت کے گفتگو ہونا۔

بیان پانچواں

اسمین بیان سخاوت کے نیک نتیجہ کا ہے آوزنیر یہ کہ کہیں بیک شہرہ تلف نہیں ہوتا۔

بیان ششام

اسمین ایک مختصر سا بیان اور فائدوں تعلیم کے ہے۔

بیان ہفتم

کاروان مقام صفمان میں پہونچا اور حسب قاعدہ مصنف سے کہا گیا کہ بزم میں کچھ نصیحت آمیز گفتگو کریں بعد کچھ نصیحت کے گفتگو ختم کی اور عمدہ تعلیم کا فائدہ بیان کیا۔

بیان آٹھم

کاروان مقام دزلی کر دین پہونچا اور بیان پر خٹک و جدال افسر کاروان آواہا اسکے بہانی سے ہوئی جو اتفاقہ مل گئے تھے چنانچہ ہر دو جانب کے کچھ آدمی مارے گئے بعد کو دریاں ہونے پر اور ان کے ملاپ ہوا بڑا بہانی جو کہ افسر کاروان ہے وہ بصف سے پوچھتا ہے کہ بہادری کے کیا معنی ہیں اس پر بیان یہ جا کر سوراہا اور چوٹے بہانی کو گفتگو سننے کے لیے چوڑ گیا۔

بیان نوزدہم

اسمین بیان ہے کہ جو فردی کے کیا معنی ہیں پس مصنف اور سن چکا

حال بیان کرتا ہے جو درمیان حضرت علی ابن ابی طالب اور ابو سفیان کے جو کہ درمیان مکہ معظمہ و مدینہ کے ششہ ہجری میں ہوئی اور وہ مشہور ہے غزائی خندق جہاں برکہ علی ابن ابی طالب نے اپنے ہاتھ سے خلع و دو کو مارا تھا جو کہ شش و پوزاد کے تھا اور جنگ آزمودہ تھا۔

بیان بستم

دوسری رات کو خیمہ گاہ میں بزم آراستہ ہوئی اور خوشی کی بے پروقت دیکھنے ساقی و شراب کے ایک عالم سکوت میں بیٹھا اور مصنف سے وجہ سکوت دریافت کی۔

بیان بست وکم

اس میں عجیب غریب ایک دوست کے سفر کا قصہ ہے جو دور و سفر کے اور دنیا سے نیرا ہو کر آیا ہے جمع دیگر حالات کی

بیان بست و دوم

دوسرے روز عشرہ ذی الحجہ کا تاج عید قربان مشہور ہے بعد دستورات معینہ کے بزم جمع ہوئی اور مصنف سے دریافت کیا کہ خوشی اس دن کی کیوں ہے اور کیوں ماوداشت رکھی گئی کہ حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند کو قربان کرنا چاہتا تھا اور سبب بوسہ دینے حجرا سود کا پوچھا۔

بیان بست و سوم

اس میں تشبیلاً بیان ہے ایک بادشاہ کا جس کے ملک کی طرف ایک کاروان جاتا تھا اور بروقت پہنچنے قریب شہر کے

بادشاہ نے ایک قاصد بھیجا کہ وہ کاروان کا استقبال کرے
اور اوکو تہلے نزدیکی راستہ شہر کا متع دیگر حالات کی۔

بیان بست و چهارم

کاروان کا دست شہرین و خسروین پہنچتا اور وہاں ایک بزم کا
جمع ہونا اور ان دونوں مشہور عاشق و معشوق کا حال دریافت کرنا
اور مصنف کا جواب دینا۔

بیان بست و پنجم

اسیمن بیان ہے کہ ایک نوجوان مرہ عاشق ہوا ایک نوجوان
عورت چرس کو اوسنے غسل کرتے ہوئے ایک چشمہ بردیکھا بیان
اسکی محبت کا عام میں مشہور ہوا لڑکے کے مان باپ نے واسطی
رفع بذامی کے ظاہر کیا کہ لڑکی اوس چشمہ میں نہاتی ہوئی ڈوب کر
مگنی بروقت سننے اس بات کے وہ نوجوان وہیں ڈوب کر مر گیا
جہاں پر کہ اوسنے جانا کہ بیان پر ڈوبی ہوگی اس کے بعد اوس
لڑکی کا غرق ہونا۔

بیان بست و ششم

ایک زرد لڑکے کا بیان ہے جو شہر شیراز میں در بیان آخر ہفتہ
ماہ شوال ۱۲۳۱ ہجری کے آیا تھا اور اوس سے بہت مکان
گر پڑے تھے تہجد اوسکے مکان مصنف بھی گر پڑا تھا بعد گو
مصنف شناخانی بادشاہ فتح علی شاہ کا شاخوآن ہجرت ہونے
۱۲۳۴ء میں قضا کی اور اون کی بجائے اون کا فسر زرد
نصیر الدین تخت نشین ہوا جس سے انہوں نے استدعا کی تھی

کہ دس برس کا ٹکس معاف ہو جائے بعد کو اور مختلف
بیان ہے۔

بیان بست و ہشتم

اسمین تو نگری کا بیان ہے۔

بیان بست و ہشتم

اسمین ایک قصہ تو نگری کا ذکر ہے۔

بیان بست و نهم

اسمین مصنف بیان کرتا ہے کہ ایک رات خضر میری ملاقات
کو آنے تھے اور اونہون نے ایک قصہ بیان کیا اور کہا کہ
عام بین مشہور کیا جائے وہ یہ ہے۔

بیان سی ام

ایک شاہ کے دو بیٹے تھے بروقت قضا کرنے اس شاہ کے
دو نوں میں ملک تقسیم کیا گیا۔ الخ۔

بیان سی و یکم

اسمین حال بناوت ایک سردار کا بیان ہے مع دیگر حالات
مفصل کے۔

بیان سی و دوم

اسمین جلسہ شادی کا بیان ہے۔

بیان سی و سوم

مصنف بیان کرتا ہے کہ میری نہایت آرزو ہندوستان کے
سفر کی تھی کیونکہ اس نے بہت سے صاحبان انگلستان سے

فارس میں ملاقات کی اور اون کو اس نے نہایت ذمی شعور پایا تھا اس واسطے کہ ۱۱ ہجری میں معنف بندر ابو شہر میں داخل ہوا اور وہاں پر شہزادہ تیمور کا ظلم دستم کرنا۔ اور اور مختلف حالات۔

بیان سی و چہارم

دینا کے چیزوں کی بے تباہی و بے بنیادی کا بیان ہے مع دیگر حالات کے۔

بیان سی و پنجم

کر بلا کی کرائی کا بیان ہے جو عشرہ محرم کو ۱۱۱۱ ہجری میں موتی تھی جبکہ حسینؑ فرزند علیؑ شہید ہوئے تھے۔

بیان سی و ششم

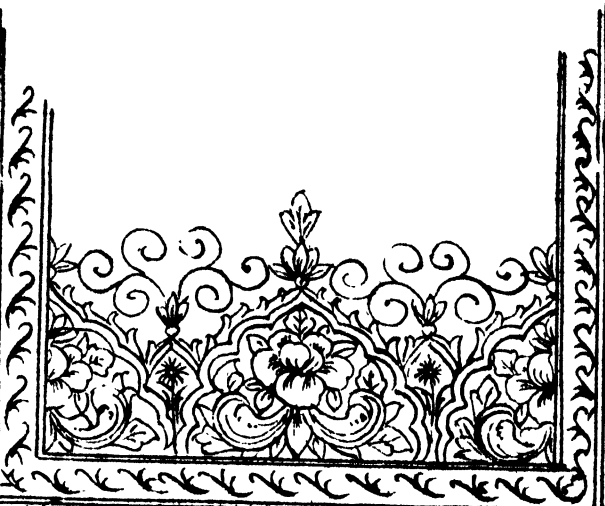
اس میں بیان ہے حالات حسینؑ کا کہ پیشتر تشریف لیجانے جنگ کے کس کس طور سے وہ اپنی رشتہ دار عورتوں سے جدا ہوئے تھے اور خواب میں دیکھنا اپنی مادر بزرگوار کا اور ارادہ پھرم کرنا جنگ کا۔
یہاں پر کتاب ختم ہوئی۔

القصد جو لوگ یہ مذاق رکھتے ہیں وہ نہایت تعریف کرتے ہیں اور یقین ہے کہ اسکو سب صاحب پسند کریں گے کیونکہ یہ کتاب نہایت درجہ دلچسپ ہے۔

عز و شرف و کرامت و فضل و جلال از شما
بزرگان این دین و این ارض و این آسمان



درین روزهای شریف و مبارک و عزیز
و درین روزهای عزیز و مبارک و شریف



بسم الله الرحمن الرحيم

حمد باری تعالی

که گسترده و افراشته بیخ زمین
 فرزندان خرد گوهرگان است
 که از شاخ برگ آورد گاه بار
 هم او آفریند هم او پرورده
 نخستین بعبس مان او شد پند
 کند قطره را گوهر شا هواش
 چمن از گلبن کند چون چمن
 درست کند کس نیار و شکست
 شرف و ادش از مردم دوی

این بیت از کتب معتبره است

جهان آفرین اسد آفرین
 همه آفرینش بعبس مان است
 جهان آفرین دوی کند که بهار
 چه از مرغ و ماهی چه از دام و د
 خرد گوهر گنج هنر آفریند
 خدای راز نیاکان کند باره
 فلک از اختر کند همچو باغ
 شکسته کند کس نیار و شکست
 ز هر جانور برگزید آدمی

<p>که تا دیگران را بخوانند پیش پسینش به بغیر می برگزید</p>	<p>ز مردم گروی بر آرد زشیش یکی را که از همگنان پیش دید</p>
<p>جهان آفرین ای پیام آوردت سپهر جلال آفتاب عرب جزا و کیست بغیر تیغ زن یکی بگردنش کی بحر جود و</p>	<p>در نعت احمد مختار صلی الله علیه و سلم محبوب گردگار که وجودش درین عالم بی مدار باعث دار و مدار</p>
<p>زین فرمان پیرو دین است بر او باد صحاب پیوند او</p>	<p>محمد که بر انبیا سرور است شده خلق را پیشوا می طلب ز تیغش جهان پرواز مردون دو دریاست دست دلش درود جهان تا جهان رسم و آیین او هر اراکان درود او خندا و نداو</p>
<p>منقبت اسد الله الغالب م مطلوب کل طالب ذی المناقب علی ابن ابیطالب علیه السلام</p>	
<p>مبین پیشوا صاحب و الفقها بهین گوهرش آمد از بحر جود سر از انزو در خیمه گرفت ولی تازه از آب تیغ علی است وزین دو بر آرنده کا جهان زدیند ریش دین شده در سپاس ز درخواه او جان ما نشاد باو</p>	<p>ای پرتیزه علی شیر پروردگار در شه دلش در بحر جود شهی که چو تیغ دو پیکر گرفت اگر باغ دین دست گشت حلی یکی حکم آورد یکی حکم ران خدا جوی حق گوئی روان شناس بر زور شمارش ز مایه باو</p>
<p>سبب تالیف کتاب مبینیت نصاب گوید</p>	
<p>که آوردم از بهر گرانچه در بیان</p>	<p>من این نعت مختار دلکش بیان</p>

مبین پیشوا صاحب و الفقها
بهین گوهرش آمد از بحر جود
سر از انزو در خیمه گرفت
ولی تازه از آب تیغ علی است
وزین دو بر آرنده کا جهان
زدیند ریش دین شده در سپاس
ز درخواه او جان ما نشاد باو

<p>دو چو بزرگان در نظر داشتیم سخنهای سنجیده در روزگار که خلق خدا را بود و سو میسند طریق بزرگان رو بکنند زان ز بهر گونه برود سخن داستان هنر و گریز این گونه دیگر مباد</p>	<p>انام و چون ملی دیده داشتیم سخن آنگه مانند من یادگار ز اندر نیز دان پردهی و چند ز این شایان رسم روان ز رسم سخن گفتن داستان که این رسم در راه از جهان فتنه</p>
--	---

پند و اوان به برزند و بکنند و نام نهادن این مثنوی
سرخ پیوند

<p>گر انما به پور خسرو بند را به آئین آزادگان بگرد نه با سغله گان و زنی از گان به از سغله گریه بر سر زنده همه مردمی و وفاد دیده ام بزرگان بزمی بسیار استم نه راه و خاک را ز خود مین او همه پای کی و ساوگی صفت چو پاسخ دهد هر امی فرخ نهد از ان که روش نام بزم وصال ز روحانیا نست نسی این</p>	<p>ذکر پند و اندرز ز سر زنده را که بر راه آزاد مردان رود گر آید به پیوند آزادگان که آزاد گه گرسنگ بر سر زنده چون که بزرگان صفا دیده ام تشنای ایشان همی خواستم نه برگردونی سخن چمن در او گر و همی در او جمله مهر و وفا ز کس تان به پرسی نه پاسخ دهد چو بزم وصال آنچه نار و طلال درین بزم کوش چو خرم چمن همیشه از خوشی بزد و مباد</p>
--	---

بیان محبت با انگلسار و تصنیف که در روز وفات او در کتب مشهور است

یکی یار آزادگان دوشتم
 مرا چهره او روز نوروز بود
 بزم و بزم و بهر و بنگ
 گرفته جهان از خوش حال
 ز کوهی گران عشق در سنگ بود
 درخشنده مهری سپهرش جلال
 ببالا یکی سروین مبد جوان
 بدان جابه و منصبی اضع کون
 یکی با برسی ترک با فرو پوش
 شهنشسته بر او آفرین خوانده
 امیر و شهبان و سزانه
 خدا جوئی خوش خوی صاحب
 تو گوئی از تو تازه دار جهان
 رعیت از او خانه آراسته
 فلک بر یکا بشخصیت کنست
 گرش طعنه گوئی که نبشت
 به خاصان نیردان نمی بدشت
 به مهر اندرش جان من بگرد
 شب زود بزم او جامی من
 برویم همی مجلس آراستی
 من از جان شده بر دوش من

که مهرش ببل همچو جان شستم
 ششم روشن روز فیروز بود
 خداوند دست و اول همک
 اهل محبت از دستش آمان خویش
 تو گفتی کتابی ز فرزندک بود
 بلند آسمانی و مهرش جمال
 ز فرزندگان و زور کران
 تو گفتی سپهری بود بزین
 بفراندرش بود گفتی سرش
 و را نامدار همین خوانده
 و لیسری حسد و مند مرد
 پدر بر پدر پاک و والا کفر
 همه رسم و آیین نوشیرون
 بصد آرزوش از خدا خواسته
 زمانه از او بانوئی خوش
 خورد زخم و چون کوه ز خیزد
 ازان و که جانی خدا جویدشت
 که رای کهن است با نخت نو
 دو بالا از بود آلامی من
 همه آرزوی مرا خواستی
 چون کبک باشکوه بود بهمان

گران

باغش کزان غلدر بید و ارم
 سباران چو گل کشید از خرت
 چنان با بشد ماه اردیبهشت
 گی سبزه فرشم شدی در چمن
 تو گفتی من هست پس لولون
 بی تنگی چو رو کرد عیش منراخ
 بدو گفتم ای آسمان زمین
 نه بینی کزین بوستان خمی
 همه برگ ریزان کند شاخسار
 گلستان بخور شید و ساز شد
 چمن سوخت خواهد خرد ادا
 بینی برگی گلشن این زمست
 نیز دان نمی کرد با بی سپاس
 همه غزار و همه چشمه سار
 بصو اکنون گشت باید یله
 بنید از دل بکن ز بالا وزیر
 گذاران گذر کن گی بر رمه
 چنین تا من در زنده روزگار
 همه کام بر گیمه بردار بر
 بخوشنودی من بند رفت ز تو
 نفرمود تا بنده گان باخند

مرا پیشتر بودی آرام گاه
 چو بلبل کشیدم بد انباغ خرت
 ز گل گشت آن باغ شکست
 گم خیمه بر سر زودی بارون
 زمین کرده اطلبس هوا پر بیان
 زرافشانی از دتش آموختن
 فلک سوده بر آستان جبین
 چو عمر بداندیش شد در کمی
 چو تیغ سرفشانت در کار زار
 ره پر تو اندر چمن بازش شد
 شود ز رود چون چهار دشمن گیاه
 که بی برگ نتوان بعشرت نشست
 که کرد هست ملک ترا بقیاس
 بدل روح بخش و تبین ساز کار
 بگشت چرا گاه و اسپ گله
 گی لکبک و تیهو کی غم شیر
 که داغ تو دارند بر تن همه
 رود در تر از او چو ز معیار
 وزان پس عنان باغ ز گردان
 که خوشنود باوا از سپهر کبود
 هیچ سینه را همه ساختند

بزم وصل

بزم وصل

تنی چند از آزادگان چنان نبرد
 که اول رفیق است آنکه طریق
 یکی نامور بود و اما داوود
 جوانی خردمند و قراح سر مست
 بسی بزرگشته سپهرش بس
 دهری در گنغز وار زنده داشت
 نگو خوی و میاد دل را می آن
 مراسما بود تا یار بود
 سده دیگر یکی بند که گوی طریف
 بزوی سخن گوی و آهسته گوی
 چو شد راست کار سفر بچو پیر
 چو پیران جوان سخت خوش برون
 چو پیر آتش گشته افروخته
 ابو القاسم آن شاه ملک فنا
 پسید بر و نش بر روی چو روز
 قرچون خورش بود می آهسته
 شب قدر بودی چو پیش تعب
 ز سیرش دو منزل و جواز عدم
 ز سیری شده مجلس الماس بود
 ز آغاز و انجام آگاه نیست
 از آن کرده خامش لب گفتگوی

همراهی خوشی تن چون سحر
 چنین گفت آن بر خلاق شیفته
 که آرامش دل بد از یاد
 یکی سر و بن بجز باغ بهشت
 بدان سال اندک فراوان
 که جان را به پیمان او زنده داشت
 جوان هر دو دانا و شیرین سخن
 بن مهربان بود و غم خوار بود
 نبرد محبت بودن حریت
 پداز شرم جان و پراز مروت
 سپرد و در قسم بدرگاه پیر
 گواه درون موسی کافور گران
 همه حسرت من آرزو سوخته
 که اندر دوش نیست غیر از خدا
 بلالی است گفتی و دیگرستی فردا
 نگاشتی بهر ماه اگر کاسته
 اگر تافتی در شب قدر بدر
 ز سیرش دو آیت حد و حاکم
 خضر ز آب حیوان و جبر عنون
 که در راه او این در راه نیست
 که در گفتگو نماید اسرار او می

لبش منبع چشمه زندگی ؟
 ز فرش زمین و زمان امان
 شده زاده چندان که ره یافته
 ز خود رسته تا خود صفاییده
 چو دستوری از خضرش یافتم
 یکی یار در نیام بودیست
 هیشواری از رحم از اوگان
 که روشن لی دانش اندوز است
 اگر نام جوئی از ان نامجوی
 خردمند موی می سوری
 بسار روزگار از روزگار
 بسا کشور آسوده از داداو
 هنوز آفرینش از تازه است
 هنوز آسمان یاد او میکند
 هنوز آستانش فلک پایه است
 هنوزش فلک ام خوا بد زند
 اگر ملکش از دست شد کو مرغ
 خدا را سپاس خداوندیش
 دو تنبیده او که یک بین بی
 بدست تبه کاری آید تبه
 برین ز غمبینه زیوان کو است

نورانی

دلش مسدن گو بر بندگی
 دو مغز زمین است و قطب ان
 هم از گرد روی شه یافته
 خدا را چشم خدا دیده است
 سوی هم بان وی بز نامتم
 شدم پیش او بر پدرو فیز
 مهین اومی از آدمی اوگان
 همی خوبی بادانش انور است
 بتازی ز شیر خدا نام جوئی
 شده حکم فرما بر کشوری
 بکشتی شده همچو خرم بهار
 بسی خلق شاد از کف را داد
 بگیتی ز نام وی آوازه است
 جهان عهد او آرزو میکند
 جهان را هنوز از کفش پای است
 هنوزش قضا بار جوید چیدر
 هنوز ننازد به ملک و مرغ
 که بر جاست ملک و زمینش
 جهان ابجائی جهان بین بی
 وزین درد شه روزم و سپاه
 که بنبیده ام را جهان بی خبیات

<p>بدل بفرز و آن دو بنیده است و یا از رهت برگشته همه شیوه مردم آزار است عراقی شمار درم پارسی نو بریدار یاران نیار آمدم که بندی و سازز فتن کنی که خوش نیست دوری ازین پیشتر زمانی ز انصاف ایس کرد که با درد دوریم بگذشتی که تا قدر زسی ساله هجران شناخت که سالی پروزیت کیفر و با که یار و زاندازه اندر گذشت که این نشت خوبی و آبروی است جهان سیر سب آرزو و هو است خوش آمدی که از اندیشه است پدر را یکی نغمه فرزند می همه سادگی جمله نوحه است درون ماز و بیوش آسوده که در سادگی کردن از فرخ است بهشتم فلک بین چرخ برین که آتش سوز است در سادگی</p>	<p>ولی خوشدم کم فرینده است مرا گفت شود دیده برگشته کن کاین نه راه وفادار است بدوری که نشیتیم از سال ستی پس از روزگار می که با آمد بجای و وفا که با من کنی بسی ساله دوری میفرزادگر بعد از دوری گفتم ای نیکو تو سی سال بر من واداشتی یعنی وزه دوری پایت خست زمانه بسی منتت بر خند و دیگر که در زیر این ساطشت بر آفریز و آن چه جای منی است بگفتیم و پدر و دریم و حات ز اندیشه گیتی بیارسته است ز دل بیخ اندیشه برکندمی که امین پدر آگه پاک از هو است بر پیروی از رنگ بی پرده است همه رنگ از زیر پی ساخته است گواهی اگر خولای ای دل برین بره ساقی آن زهرا شیر زه</p>
---	--

<p>گر پیشه شمشیر اندیشه را خنجر بسیار است آن را بر شستی و او سرگردان نزد و دور بدین باغ از میوه معلوم</p>	<p>بسوزم بسوزم بسوزم این پیشه را</p>
<p>باغی فرو و آمیم از نخت بشستی خوش و نغز آراسته ببیش صبا ز نیشاند گذر تو گفتی که گل چهرگان فرنگ بگردان درون ز رویه بهی تو گفتی یکی حقه که با است کفیده انار از بر شاخسار مردش شده رایج دل قوت و روح بمانا که دهقان نشین گام آب عروسانه کافور کون شهر شده طارم تاک بار اویش بهمه مشتری زنگ مرغش لبسته اش باشک خنده بون شده محفل عناب چون محفل طور در آن باغ خرم به عیش طرب چو خورشید گشت از روان گلستان جهان شد چو رنگی قطران برین در آن شب سهیل برین شب تیرگون بود گفتی برین</p>	<p>که میوه به حدیث در اوره هست ز میوه در اورد آنچه دل خواسته یکی نیمه سبغ و دیگر نیمه زرد سکند به سر چادر ز روزنگ چو فو خطلی از بچ رود بهی بیاکنده دهقان مشک خطا بهمه باغ را کرده یا قوت از چو مردم که آستین آمد بروج سپاسی انگبین سخت با گلاب بهمه را داده از غازه رنگ سپهرش با همه هستش چو ز بهر شده مایعیش خوش شکر سپه اش را بجان بند بود به بنیده آتش نموده ز دور یکی روز کردیم با هم بشب زمانه پیشید مشکین بریند دو دو دام از دشت خجروش چو را می صواب زد دل امین بهمه شبیه آواز و چو شباب</p>

بزم وصل

بر فرمود پس پهلوان گزین
 جنیت کشان بشید نزدیک
 سرفراز بر نیله جبا نمود
 یکی نیز تازنده تازی گشت
 براه اندرفت آخیزل و بنهر
 همه شب من چند فرزند اش
 چو شد زان شب تیو گون میوه
 یکی سخت ره پرور و شیب
 کویوه کویوه همه سنگ لایخ
 یکی کوه یا برز البرز داشت
 سراقنده گردون پیغارا و
 سپهر از برش ره باندیشه داشت
 ز تیغش نمودی فلک چون دره
 بدهر و شیب فرازش بهم
 بلندیش آسب پوموی ماه
 ازان دیو لایخ و ازان سخت گوی
 چو یک نیمه شد زان شب پر نیو
 پیاده گرد و چه زیلات گز
 سره گرفتند بر سرفراز
 چنان آتش افشان شدند و تنگ
 ندانستگان شیر پر خاشاک

در کوه یا برز البرز داشت
 سراقنده گردون پیغارا و
 سپهر از برش ره باندیشه داشت

که بر تازی اسپان نهادند زمین
 بشبید ز دیو ز و سمند و گنگ
 چو خورشید خشان بچرخ کبود
 مرا برش اندید آن نامور
 ز سودای منندل نخواست
 خواب بستم ز افسانه اش
 بیوش اندر آمده پر بهراس
 گریزان از دیو با صندب
 سم تازی اسپان از و شایخ
 کی البرز ز افسان و بنده داشت
 که گنجیدی اندر بن عسار او
 که در یار خود از اختران شیشه داشت
 چران اندران دژ گاه و بره
 رمی کرده گردون گردون رمی
 دراز زمینش از سرفراز
 سواران تنگ دستوران تنوه
 بر آمد بناگاه با گنگ غنویو
 سراز هوش خالی از کینک
 چو آید بشیر از کینک گز
 که چون سوز گشتان شیر و گنگ
 نه شیری است کار در آتش خند

برایشان شده آتش تاناباک
 چو دید آن سرفراز مرد و سیر
 بفرمود تا آتش افشان شدند
 خود از کین بر آتخت بزد تیغ
 پیاده شد از تازی آسپان گره
 ستاره دران ماند اندر شکفت
 چو دشمن چنان دید بنمود پشت
 کفی خاک چون ابر بالا گرفت
 بناکه چو شد ابر گوهر نشان
 کین کرد زوبه بشیر عسین
 بهر پای نتوان نمودن ستین
 پی مشیر باید که تاز او زد
 چو از دشمنان زه سپرد خند
 چو بنواخت نوبت زن با کوس
 بشد خسر و زنگ و محل بگشت
 بمنزل رسیدیم ازان راه دور
 سرو تن شستند هر یک کرد
 خنودن دزان صبحکه تا بچاشت
 برآمد سر از خواب شان نیم روز
 چو برخاست سر از خواب کران
 ز پانگونه و لور مشهد و کرد

چراغی فتنه روزان بر آه هلاک
 که گرگان کین کرده بر تیره
 بکشت حد و برق خشان شدند
 خروشان بگردار بر تیره میخ
 که نتوان سواره بر آمد به کوه
 که سیلی چنان راه بالا گرفت
 که نتوان درفش آرنمودن پشت
 که با ابر نتوان ز نژاد شکفت
 ازان کرد و گنداشت نام نشان
 همانا بر او گرم شد پوستین
 بسا پای کا مد برائے گریز
 پی کور ما نیم جان در بزد
 کجا ور به بیزار وان ساختند
 بگوش اندر آمد خروش خروس
 شته روم آمد بجایش شست
 همه خسته جان از سوار و ستور
 جهان دار را هر یکی یاد کرد
 که یک خسته زان جواب سر برداشت
 ز بس گرم بفرودخت گیتی فروز
 خورش رست کرد دخالی کران
 کباب از بر کبک و ران بره

خرد

بزم وصال

کتابخانه ملی ایران

ز هرگون شراب ز هرگون طعام
 درون چون برود خشم از خورش
 جمانجوی اوفه شیوار مرد
 یکی جره بر راه پیوندش
 سوم بهره با مرد آسوزگار
 سخن گفتن از کارو با جهان
 مرا گفت پس اوفه پیوده ایم
 کنون جانی گفتار بازانت
 سخن اندم از داد بروی نت
 بدگوشتم ای آسمان بلند
 همه بادل حرم و شاد ز نمی
 فلک تا بود بر مرد تو باوچه
 ترا ملک یکیا به کیساله باد
 جهان بگذرد نیک بد بهر چه
 بمشتر اگر نیک اگر بد رویم
 خدا بنده هست فریاد رس
 ز مظلومستان بظالم ده
 پسندی که یک تن بود از تو شاد
 یکی را بزرگی دهد و دیگری
 دگر نه ز شاه که افرق صیت
 اگر آنچه گیری تر از دست

پذیرایی طبع و گوارای کام
 که تن ابود از خورش پرورش
 سبزه شب روز از بخش کرد
 دو دم بهره از بهر آسودش
 نشان جستن از گردش زرگار
 بر آوردن از مایه نمان
 زرنج درون نخی آسوده ایم
 که گوش و دل ما باند زرتست
 که بید او گره به پیوند بست
 مباد ای جان اختر انت گزند
 زرنج و غم گیتی از اوزی
 همه هر چه گویم به یاد تو باد
 دل بد سگالانت پر کاله با
 بد و نیک مان باز ماند بیت
 همان گشته فوشین بر رویم
 که بر بندگانش نبود ادب
 به پیوده تن در مظالم ده
 جهانی بنفرین کنند از تو یاد
 که خوردان شو بد زوی و حال
 که این هر دو در آفرینش کمیت
 تو مستان که او خود بیایند بیت

گرت میت و ز جمع گیری ز کس
 جهانجوی پسیدگان او هست
 بدو خست امی بایه سردری
 دو گونه است ادای هر فرزند
 یکی آنکه از نامه پاستمان
 که بازیر پستان چنان بوده اند
 تو نیز آن شوش شیشه خود کنی
 در آنکه از خوشی متن در ای
 چو زت از دولت نوی آهستی
 فردغی زیزدان در آور کنی
 کنی بر چنان پس به پیش کنی
 بدانی کجاست ز بهر بالیت بود
 اگر سرتانی گرفت زدهی
 هر سان نباشد دولت کی نفس
 تو امی است کرد از تو کیو شست
 ولی و دین به او پناور است
 نهیمیش از زهر نمانی ز چاه
 نخستین بهت سخت آهی بود
 چو کوری که ره طی کند به صفا
 بیکه درت دیا شو و دستگار

ز درستی پستان او

چو مال تو نبود و بالست و بس
 بکوی در حق گفتن ایدر بالیت
 که دانی و پرسی ز نیک اختر ی
 بگویم چو دانستی از وی مگرد
 بخوانی فراگیری آندستان
 چکونه ره داد پیچیده اند
 بز نیکان مگویی به بد بد کنی
 دل پاک بر پاک زیوان نمی
 بپذیرت آینه ات روشنی
 دل و جانت را از ره آگه کند
 همه داد با آفرینش کنی
 کجا نیز باز بهر بالیت بود
 اگر ز رستانی و گرز زدهی
 که آن کرده کردگار است لب
 توانی شدن زین و تراهشت
 رونده و رونیر پناور است
 رونده است بنینده و تراه
 بهر گام او بیم چاه بود
 و یا دست و پالسته در شنا
 شود غرقه یا جاکند بکنار

فهمانیزن مجروح عالی مرتبه ظهار حقیقت تباختن بر تپ فرط

<p>که دو روز تو بد کیش و گمراه بودی خدا کرد و از لبعبتی پیوستی وزان سنگ چشمم گرم داشتی شبستان از گشته چون میزدی بلبل جاودا نگیز شیرین سخن نجم گشته از با و او از می شکفت هست یا تو گنج نهرش که از گلستان حبه آرا نگاه دو آهوی او بود ناوک گلن که او شک چین ایتار ایچ دو یگیتی کس از سر و نا خورده بر شه از زنی و فال خود جوستی بغیر خست ایوان زمانده ماه بگردون شبار کج بانگ سرد خور آورده پر دین ماه آفتاب نمانی بر فشانند برومی دلف رسانده برین نج سونین دوش که از زم و در پرده راندی سخن و آینه اش گفتی اقامت مصر بر آتش میفرزود اندیشه کاست فرود سخت در ساغر آبناک</p>	<p>کیمی تا جود حقن شاه بود هو ابسته چشم خدا بنیش همه سر پای صندم داشتی بکاخ اندرش بود یک ل فرو بیابا بگردار شمشاد بن دو بار روی او چین و سوسوی دو غناب او گشته شکر فروش دو زلفش لبان دو ماریه ز ناوک فلکن بجه آهوی بن بگیسوش آهوی چین باغ بجز ناپستان آن سیمبر به صبح که خواب بر خاستی شبی بر شین می آریست شاه می و طرب بشمع و او امی زود به جام اندرون می می جباب دلف آورده ناهید محفل کبک دل نامی روئین بر آورده بهین جنگ بودی آن سخن ز هر سو پستار می آینه چهر می آورده ساقی در بیلای زمینای می آتش تا بناک</p>
--	--

گفت است کانش در آب آهنگند
 بت سنگ دل در پرتاب بود
 چو ساقی می اندر تاج ریختی
 پی پیودی آنکه بسالار خویش
 زهی مایه از بهر پائیندگی
 چو جهان یافت از بادش پودش
 پیری چهره در خوان فرو برده دست
 بچسبید کافت ز کامش فرو
 همی بست خونابه از نامی وی
 چو شه دید خونابه چشم براند
 بسی جمد کردند و هیسودنی
 شهنشسته به بیمار در روانه شد
 ز سنگی دوانی دل لیش خواست
 نشد چاره سازش بجز نیاز
 ز نو میدی آن جسم جهان گشت
 که امی دادگر جامی بخشاش است
 بکفرای جهان آفرینیم گمبیر
 بت خویش را اگر بنیم وان
 مراد لیور ه ز در حلیت گری
 هنوز آن عا بر لب شاه بود
 کنیز می ره فرود گویان رسید

وزین حلیه آبی بر آتش زند
 که دلدار شه بود و دعوا بود
 شکر لب بشهد لب سسختی
 بیا سودی آنکه ز تیار خویش
 می کوشد چشمه زندگی
 اگر آید نشان بسوئی خویش
 یکی استخوان در گلوش نشست
 شد آن استخوان محکمش در گلو
 چو صهبامی گلگون مینامی
 بزرگان کار آگمان را بگویند
 چو آید قصصا چاره راستونی
 برهنه سرد پا پینانه شد
 بت خویش را از بت خویش خواست
 که چاره چون شود چاره ساز
 به بنشند جهان بر آورد دست
 و گر چه مرا یکسر آلاکش است
 و گر نیز گیری بر اینم گمبیر
 و گر کی پرستم بت بی روان
 نباید مکافات آن با پیری
 که ایزد بندت بخشش نمود
 که آن در دنیا که در مان رسید

که آن سخنان ز کلامش محبت
 روان پیش شه خود آمد می
 ز پامی آمد رفت بهوش ز سر
 بانگس که نازیت بگانه نرسیت
 ازین پیش دان لطف نیران پاک
 که پادشاهش کیدار سلطانی است
 تو کردی ستم دیده را بازخواست
 ترا این زمان گشته فریاد رس
 بود او جان دل نواز ترا
 دل از نقش بیگانگی شگفت
 که از آتش دوزخت بازخواست
 به از با خدا مرید ادا کرده
 ستم گزید او در چه شود
 زبید او بگذر با نصاب ده
 برو دیو نبس او از زیو بند
 از دو او خود دستا نم نومی

یکی عطسه بر آن منم داود است
 کنون شاد و خندان خرامد می
 چو این مرده بشنید آن نامور
 در اندیشه گاین آشنای حسیت
 خطاب برش گامی مسلمان پاک
 تو را این نمره فریاد مسلمان است
 به پیشیت ستم دیده داود است
 زمانی چو بر او در ندی نفس
 چو پذیرفت یزدان نیاز ترا
 همان آشنای حق جستن ات
 همه بود پادشاهش آن بازخواست
 بگنزانند رون گر بود او کرده
 که مگر خدا نصاب در ره شود
 بیاساتی آن با دوه صاف ده
 مگر تا خرد را که شد دیو بند
 زبید او او را نام نومی

استفسار احوال گروه پیشین از مولف فرست قهرین

که بدخانه چند بی ساز و برگ
 سیه روز آشفته چون لطف خل
 که جان دلش جامی نصاب او
 بنویسی کی سخن ساختیم
 ای بنای ۱۲

چو زان بوم مرتیم سوئی برگ
 در او بگردی پرگنده حال
 بر ایشان جنبش و انصاف او
 ز خواب خورش چون بر تو ایم

۲۸۸

سخن ز آفرینش همه باز رفت
 مرا گفت کانی مردانش پرده
 که الماسش چو درنقش اند
 نخست آفرینده اکا صیبت
 چو بر پای استغن بی پایه داشت
 گرش بایه بود از ان بازگویی
 ز جانور که برتر شده است آدمی
 کم اندیشه شده کادمی خواندش
 همان آفرین اغرض تا چه بود
 بگو تا در این کار که بر چه ایم
 چنان میستی هست شهر را کرد
 چو کیسه بر آورده داوریم
 یکی چون گدا شد یکی پادشا
 بگو قسم آسمان خاک تو
 سخندان و بنیاد و هوشیا
 چو پرسی ز رازی که ناگفته به
 مجو پاسخ می راه از استی
 سخن چندی پرده رانی چنین
 همه زیر نامند از پیش و پس
 همه به چیرا باز جستی نخست
 پرانگنده بشنید از مهر کی

ز حیوان

حکایت ز انجامم آغاز رفت
 سخن باز سر کن پیشین کرد
 سخن ز آفرینش چنان گفته اند
 نخست آفرینش که فرمود کیت
 ز بی مانگی بود یا مایه داشت
 و گرنه ز بی مانگی ساز گوی
 ز پیشی است آن ترستی با کی
 و یا پیشتر کاین تسلیم را ندش
 که او اخت این بارگاه کبود
 چرا که او چه ایم و که ایم
 چو شده است چنان باشند باز شو
 چو نو یک زد دیگری بر تریم
 یکی گشت گسره یکی بهر نسما
 که تا بدی گوهر پاک تو
 خردمند و انا و پسرین کار
 چو جوئی ز دوری که ناسفته به
 دهد مرد در دم کاستی
 ز پیکانگان بر خد را بشین
 به بنگاه فردان مجنابان
 سکندر ز فرزانگان با محبت
 که از دل گمانش نبرواندی

کلامی است که در این کتاب است

اگر آنچه گویند و گویند و گویند
 به پیوه گفتار گرد و دراز
 بگویم ترا آنچه دانم همی
 نخست آفرینش بود آدمی
 و گر هر چه پیداشد از بهر اوست
 مکن دیده پریشانی مهسرو ماه
 چو زیبا عروستی باید همی چو
 شبستان کنی چون کی تا نوبت
 ز پریشانی در گسترده
 چو پرده شادخانه و خوابگاه
 هم پیش بود آنچه کردی دست
 ز قول بجایین سخن روشن است
 جز این هر چه فرمود آن محترم
 همه وصف انسان بود پیشگی
 و گر مایه این جهان خواستی
 همه مایه این جهان قدرتت
 چو گوید پیشو چرخ بر پاشود
 چو گوید بر آشاخ بالاجهد
 بیک جبهه اش نیست هستی کند
 ز ماهیگی اصل پیدایی است
 و گر کن همه اشرف است آدمی

کجا زنگی از دل فرو شو میت
 که از گفته و ناک گفته است باز
 ولی از در پرده را نم همی
 کجا هست با دانش مردمی
 همه نه زاده از بجا اوست
 که اول سپاه آید آنگاه شاه
 که نم کا بد و جان ننداییم
 می و مطرب لعل و شمع و چراغ
 ز نو شنیدنی و هم از خوردنی
 پیر دازی آنگه بدیدار ماه
 ولی دیده بر ما هر دو نخست
 که موجود اول مندرع من است
 ز عقل و ز عرش و ز لوح و قلم
 اگر صد نه راست اگر اندکی
 تو انانای حق بود راستی
 جهان آفریننده بی الت است
 چو گوید بخوان مرده گویا شود
 چو گوید بد کسک در یاد بد
 بیک جبهه اش عقل مستی کند
 و گر مایه جوئی تو انانای است
 بگویم هم از پیشی هم کمی

توضیح: در این کتاب که در سال ۱۲۱۲ هجری قمری در کربلا نوشته شده است. در این کتاب که در سال ۱۲۱۲ هجری قمری در کربلا نوشته شده است.

<p>ز حیوان فزون از فزونی بادست کم اندیشه را طبع انسانی است فزون بودگر طبع نادان بر با کن که عقل ترا دشمن است که جوید چو از خوبی و از بدی که ایتم ز نیسان پریشان شده هر از که افتد پسندت بگیر ز هر گون غرض پاک خالی بود نه از جو دشمن عوض باشدش که با دبا بجانش نهر از آفرین که بر بقیاری متداروست که که در شیب است و گاه بی او که بفرز آبا و همچون خراب ولیکن بکاری نه پرداخت به جو جو بجوید شمار همه که نتوان شدن بیغرض یارو ز آینه جز صورت خویشین بغیر از پریشانی عند لب بجز سوز پرده نه سوخت بغیر از نفسان دل فاخته اگر با پشما هست اگر خود گداست</p>	<p>کز اندیشه از عقل خیزد کموت و مانند شیه از خوبی حیوانی است چو اندیشه ات سوختی دان بر و مانند شیه راه با بر من است و گر حسبی از خوشش از بری چرا ایم زین گونه حیران شده و گو پاسخ بر این باشم و پند جهان آفرین لا ابالی بود نه از آفرینش غرض باشدش مرا پیر و اندو بی متدین نگو گفت و این یادگاروست چه دارد غرض بجز جوشان بوج چو خواهد ز تابین بلند آفتاب همه کارها را خدا ساخته است بنو نو کند راست کار همه و گر غرض جوی از کار او چه دارد غرض بایستیم بدن چه دارد غرض نوکل ز لویب چه دارد غرض شمع فسخته چه دارد غرض سرو و افراخته بهر دل سرو کاری و اجابت</p>
--	--

شالی بر این که گویم بر است
 یکی گنج بد پر ز قد و گس
 همی خوست تا خوشی میکند
 بیا و در خلقی پدید از زمان
 همه گنج را خواستار آمدند
 همه از گویدان بر آوردند
 چو دید آن همه جوش گفتا خروش
 ز نیزنگ آن گوهر سار و رنگ
 و گرد آسنی چند تنگ از نسون
 همه در پی دژ گوهر شدند
 تنی چند را سر مه اندر کشید
 که گر جسد را کردی آن چینه
 بر آن گنج مار سیه جایشت
 چنان بی ادب بانگ بز و گن
 مرا نیز ازین گنج بهری سان
 و گر نه من این راز پید کنم
 ندانست نسون خویش ازین
 بگفتا تر ابهره جز بر نیست
 نداد او پس در جهان بلیه
 هم آنان که جو می گویشند
 که هست آن سنگ بزرگسال

نه قول من است این قول است
 نبوده بدان گنج کس از بهر
 جهانی بر آن گنج شیدا کند
 همان گنج را بر کشید از زمان
 ز سودای این قیصر آمدند
 ولی برینا می لبس و گهر
 که از زان خزانند زان گهر
 همه دژ و گوهر خسته گشت و رنگ
 چو در گوهر کرد آن فوسفون
 خریدار سنگ فرو شدند
 که آن کی میاشد برایشان پدید
 برسی گنج پنهان چو در خونت
 نهانی نظر بفسونش گماشت
 شدم که از راز این سخن
 که دیدم فریب تو را با کسان
 فسون نهانت هوید که نسون
 فسون وی آن بی ادبش
 که گستاخ گوید ز خو گنج نیست
 که قلاب از ر بود نام سره
 بسنگ فسون خوانند و گفتند
 دن و منصب و ملک فرزند بول

خو استگار

همان گنج کاندز نظر گشته است
 برشیاں فرستاد پیغمبران
 که از سنگ دل و ارماندیشان
 به آنکس که گفتا نشان پست
 بکنج روان بزد و سودیست
 شمر آنگه دعوی ایشان دروغ
 ازان دوع آکوده مستی کند
 چو خوش گفت دانای آموزگار
 نکو گو را خوار مایه گلیستر
 بحرف نکو خواه بدل مشو
 اگر مردی بر این مشو
 دلیل از دلایان نه جویدی
 ولیکن نبایست این نشست
 اگر راه جوی با خلاص جهد
 و مگر نه ترا عقول از ره بر

غم و درد و نوح آمد پیش و
 که بودند آنکه ز گنج گران
 سوئی گنج گوهر گشاندنشان
 نظر سوئی گنج گهر بر گماشت
 ازان رنج آسود و بهبودیت
 نه بنید بکار خود اندر فروغ
 ازان شکمات پستی کند
 که هر است کاری بود ترنگ
 ترا هر چه گوید بجان در نپد
 بر این چه که ره داشت خواند
 که گم گشته ره می نیاید بنزد
 دلیل آنکه ناگه بمنزل رسی
 که هم عقول در راه هم خضر است
 خضر را بود باروان بود عهد
 ز تبیس استمانش در چه بر

بودن سگاهی او فرزند روانه کردن دو بر ای امیران پور

تسیدم که شاه دو فرزند
 دو نو باوه بوستان جمال
 شده هر دو شاه لیسه کار ملک
 چنان بی نظیر چنان دین پر
 برهن را می شده خسر و باجو

دل از روی تماش و خورشید
 دو خوشید تا بان باوج جلال
 دو چشمند گفستی بخشا ملک
 که بد به یکی دیگری نظیر
 بکار و پودر گرامی گشته

که چندی برون از برشته شوند
 بر بنیاد سامان هر کشوره
 ز آئین هر ملک دانا شوند
 که نا دیده مردان جهان گرم شود
 ندیده کس از ریخ و سخی نشاز
 بر بقع بیرون ز شهر پیر
 بر شهر نامی مکان ساختند
 بصید و برایش ز کوه وزد
 قضا را بدستی ره افتادشان
 باز می غزالان در آن مغزا
 در آن جبرک بود آهوی گشت
 چو آهوی چشم دل آرام بود
 اگر بند بروی روان بودی +
 هر آن دل که را می ستم دشتی
 چو از پیش شهرادگان ز حکمت
 بهم هر دو گفتند تا ز آوریم
 گفتند یوازی آن بر می
 بگردار برق خود خشنده حجت
 همی رفتی و باز دیدی ز پی
 چو دیدند آن چاکب استاد را
 سپردند از صبح تا چاشت گاه

ز نیک بد کشور آگه شوند
 خبیر باز چونید از پردی
 که در ملک انی تو انا شوند
 بخوانند مردان هر دوش برود
 کجا یا بد از ریخ و سخی کشان
 و و فرخ لیسر با سپاه و شتر
 بشهر و کردل سپرد حجتند
 گذشتند چند آنکه نه مگذشت
 که داد از بشت بن باستان
 دل آسوده از باز نمی زدگان
 که بر شک مویان صید آهوی گشت
 که گانه زمان بود که رام بود
 ز گیسوی نمویان نرا بود
 مر او را چو صید بجرم دشتی
 بهر دل از او آرزوی داشت
 له بی زخمی او را فریادیم
 بیست از کمی شان جلیانگی
 کجا برق خشنده مقدمت
 دو کی را فرود می ل مهر
 سپردند هر یک به عنان باد
 فزون تر ز هفتاد و فرنگ گاه

بمانند اسپان تاز می زدند
 تن مرد خسته بی هیچ پیش
 زمین لغت شد بکنه خورشید تا
 بغاری بناچار برزد درخت
 بختند از خشکی تا به شب
 شبانگه چویشان برآند خواب
 بی بازگشتن دوشورید سینه
 ز تار یکی آن هر دو گم شدند
 نوشتند تار و ز بس آه و
 سپیده چو پیدایش از کوهها
 و در وقتان بنده در فیتند
 بریدند بس آه ناچایانگاه
 بمانند بر جایی اسپان پیش
 مهین پور شده که هنر پیش بود
 بنا که تنی چند فدایان برآه
 کشیدند خست از تنش بیدیک
 یکی از دروان بجاودل بستند
 که ناچار و تشنه است مگر داه
 چه بینی بدو داد و مرشس نمود
 در آید پس از سختی بی شمار
 زد بهشت سر سیمه ناکوان

هم از تاب و نیرود و سالارند
 سپاه از لیس پشت آهوی پیش
 بود چون سمن سینههای شکست
 جانها ز پرورده در درخت
 ز بی زاد و برگگی تاب و تب
 جگر با خضه داوشان دیده است
 همی تا ختمند اندران آهت
 نهادند راه را و پیره شدند
 نیاموده بکین ز مرد ستور
 بدل شد ز کافور شکست تا
 که بیا هر بود آنچه شب تا فتنه
 ز پویر شد اسپان تاز می رام
 پیاده راهی برگرفتند پیش
 بر رفتن دوزخ سنگ و پیش بود
 بره برگزشتند بر پور شاه
 سراپای خستندش از چوب سنگ
 بدانتش و جان برآورد خست
 بجانی غم اندوز حالی تبا
 بشهری که در پشت آن گشته بود
 برهنه در آن شهر دل سوگوا
 کشد بر در خانه باغشان

بر آورد آهی که راهی و هید
 که هستم غریبی بگر خواره
 برهنه رسیدم از راه دور
 قصار در آنخانه بالوزنی
 که بودش همه چیز و فرزند
 بدستوری شومی برپاشی
 که چون دل کند خوش بگر باز
 چو افتادشان دیده برخوب
 به تیار آن خسته پرداختند
 پذیرفت هر یک بغزندیش
 محبت چنان نهن هوش بود
 چونیک چند بگذشت ازین بزم گاه
 پس خوانده را دوزن ختری
 مرا و را بسی نغز فرزند شد
 ز کمتر برادر نبودش بیاد
 و دپاش از پی آن بندوان سپید
 ز راهی و گرشه بدان شهر باز
 شه کشتورش دید و چیرش ماند
 چه صهبایی عیش و طربش کرد
 ز نان کرد و فرزند با بی شمار
 و ز آن سو سپه سومی شه آمدند

به چنان ومانی سپاهی و هید
 ز شهر و دیار خود آواره
 تنی ناتوان و دلی ناصب
 بخدمت بر شوی انوشی
 دلی بود او را و دل بند
 ز همان نو کلبه آرامی شد
 دهد کرد گارش بگر باره
 برو هر دورا بر بکشید مهر
 بجز خودش جابنه نتواند
 که از چهر او بود خورشیدش
 که از شهر خویشش فراموش شد
 ملک زاده را دختر می گاه
 با یوان شه بر نشاند ختری
 نهال امیدش بر بومند شد
 که او هم ببنگونه گارش قمار
 بر نهن شد اما بر بدان سپید
 برو گشت در نامی نعمت فرار
 بجان برود فرزند خویش بخواهد
 ز باب و بر او شد اموش کرد
 بر آسود از سختی روزگار
 ز آرم شه و سپه آمدند

شه احوال شهر اوگان ^{مختر} گفت
 که چون دنی بود با گدشت
 جهان بین یکی جام خشنه
 نگه کرد و دید آن دو پور جوان
 کهن جا و از حیل و چشم بند
 پذیرفته نیزنگ جا و گری
 شده شهر بند آن دوزخ سپهر
 دل شه بر احوال شان بسخت
 برایشان فرستاد پس محرمی
 که از حال شه نیک گاه بود
 برگرفت روتا بجا و ستماز
 یکی جامه جادوی ساز کن
 مگر تا بدان نسبت همسری
 فرستاده پیشان ز ره برگشت
 ز شهر اوگان جست از هر سو
 بیور همین نامه شه رساند
 فرستاده تدبیر کار برد
 بیا آدمش ملک بوم پدر
 بپای فرستاده سر بنهاد
 که آئینه دنی بر پرده خستی
 گنون زفت باید پشاه باز

ای شیراز

نخستین بر آشت و آنجا گفت
 بساید کنون از پی جا گشت
 بجام جهان بین نظر بر گماشت
 در افتاده در خطه جادوان
 پلاسی برایشان نمود و پند
 اسیری برایشان شده سحر
 فراموش شان گشته شهر پدر
 ز غیرت چو آتش که بر فروخت
 فرشته نهادی خسته دمی
 همه کرده شس کرده شاه بود
 دو آزاده از بند جادوستان
 بشهر اوگان خویش مساکین
 ز نیزنگ جادوی شان اخیری
 که ناجان بدان مرز کشتو گرفت
 بر در همه جامه جادوئی
 فروماند سختی چو آن نامه خواند
 گلاز دلش نقش جادو بسته
 ز بیرون نمانش از آن بوم
 که آینه در آفرینگی و ماد
 ز شهر و پدر آگه ساختی
 که باشم بر ساعد شاه باز

بخت آن برادر که کمتر است
 بسی گشت کردی هم آگاه شد
 بر آن کمترین بس گران بدید
 تدبیر با سویی او راه حُبت
 بدو گفت ای پور شاه جهان
 ز شاه و وطن دل سپردخت
 کنون وعده با گشت تیغ
 که شاه چشم چشم بر آهست
 ترا شاهي ملک جا و بیست
 ترا باشد ایوان باز نگار
 چرا بوده با چنین با پی بند
 چو شهزاده بشنید خندید و گفت
 فرستاده گفت ای شه استکار
 چه دیوانه خوانی که بن سخنم
 زهر تو این راه پیوده ام
 فرستاده شاه را در پندیر
 بر آشت خسرو بران ارجمند
 پد شاه و جو یای پوری چون
 که ز می من فرستد فرو پای
 فرستاده خسروان این بود
 کجا خسروی طوق زین نو

درین ملک میایدش با بخت
 سگالش گمان برد شاه شد
 که او شاه را جابی فرزند
 نبر می سخن رانده با و حُبت
 جدا گشته از دار ملک جهان
 بویرانه جا و دان ساخته
 زویرانه مشت جا و گوگز
 بملک پدر شو که دخواست
 ازین جا و دولت چه است
 در او برده بس گوهر و زربکا
 بنا و دکشا جابی ناول سپند
 که مسکین با خویا گشته حُبت
 سخنها می لغز مر است
 امین سهم سرند از م روم
 برور و شبان بر نیا سوده ام
 مشو بر پدر شهر یار الویسر
 که چندین سخنهای ناول سپند
 بنودش سرفرازی است
 چنین بدیوامر و دون پای
 که با و تلق و ستار پشیم بود
 کجا حاتم گوهر آگین نو

ز شامت کجا جامه کوفتشان
 بختارشه چاره سانا دم
 همه راه میورده ام یک تنه
 به درختی گریبان و ساز
 بمن آنچه شده او ز انعام
 که ایدون بیایی به همراه من
 بدو گفت ما شناسان این کجیم
 نگیرد بمن تسبیل چشم بند
 فرستاده گفت ای شاد رگبری
 زیند من از جادوی داری
 و گر آنکه اندر من نشنوی
 تبرک تو خیر و نگوید همی
 ولی گریه به راهی من شوی
 و گرنه ز تو شسته شود کینه جو
 بنواری نیز دیک شاهت کشد
 بر آشفتن کی شمع ز روزگار
 سرخوشی تن گیرد زین ملک و
 بفرمود در اندیش از پیشگاه
 چو آمد بر شاه گردن فراز
 پدر پور خود دید و بنواختش
 ولی عهد خود ساخت و بلند را

کجا در کاتب همت کشان
 چلیت در این شهر باز آمد
 نه است چشم نه شپاه و نه
 بمن راه کوتا گشتی دراز
 در این ملک کی گنج خج کیش
 به پیشی به پیش پدر جبار من
 که ترک کی و افسرد می کنم
 که آگاه دل ستم و بهیمنند
 کنون تسبیل جادوی میجوی
 گدائی دهی باز گیری شوی
 بفرمان سالار من بگری
 سپهر را پدر باز جوید همی
 به پندارت کام دشمن شوی
 فرستد یکی ز خیم خیم خوی
 به بندگران زین گنا جت کشد
 با بر چه شور می ای روزگار
 و گرنه شوی خشم مارا کرد
 فرستاده با پور شسته شد بره
 بگفت آنچه را گفت بشنید با
 بر او زلف خود جا گد با خنجر
 خلافت فراداد من ز نرا

به پور کین بر بیا شفت سخت
 یکی شرک در خیم بد شاه را
 شکسته بسی قلعه جاودان
 بگفتا برو موکشانش بیار
 که او دشمن مانده من زنده است
 چنین کرد و طبعه اش نماند
 بلکه شمش بر دنا خواه خوا
 ندانم شد از جرمش اندک شد
 ولی دایم آتشاء والا کسر
 بیاساقی آن باد و در جام بوز
 مگر تا که استیزه از سر بنم

که ناپاک دل گشته و تیر سخت
 تبه کردن جان بدخواه را
 بسی سرشان گشته زودان
 بدست عقوبت کشانش بیار
 سزاوار و شایسته بند است
 برو بوم جا و دهم شکست
 بزندان سپرد آن تن رنگاه
 و یا از از عتابش چه بر گشت
 به بنشانش و لطف بودی هم
 ز جام فرو شوئی زنگ ستیز
 بیای کن خواه مسهر بنم

بزم وصال
 در زخم با گوشت ناکون

مرحبت پس مقصود حاصل کرد در زخم با گوشت ناکون

از آن مرز چون مرزبان بان
 یکی سرزمین بود چون نوبهار
 هوایش بدانگونه کاندردن
 شده چشمش در گوارنگی
 خوش گریگی کور پروار بود
 روان گشته انتیج گو آب او
 تو گفتی که عبره از آسمان
 چنان سرد کز وی کنم کون

بجایی که و تقانش در لغان بنوا
 همه کوهساز و همه چشمه سار
 بگر کین نیاز آمدی نیم روز
 که اراترا از چشمه زندگی
 خوردند بیک آب باها ر بود
 در خشنده چون اخترش کین
 ستاره فرشته از ککشان
 مانند گرگ میسم در سخن

ز بس مایه کان که هرگز زین
 کنارش ز هر گونه گل رسته بود
 ز ترخی بس مغز اشتهاد شست
 نه هر سو بدستان بسی مرغ شست
 ز خرم درختان پر برگ و بر
 درختان ز یک سو گر ایام باد
 دو یار پشیمان از رده آمد
 غنودیم در سایه نارون
 در آن پس خویش ساز که در دما
 گزین چشمه ساران دلکش چمن
 سه روز اندرین جا بگهغبونیم
 کمون کردو کاری که با نیست
 رحمت بنواند بر سپیدشان
 همه هم زبان برکشودند لب
 که گیتی ندارد بداد تو باد
 فغانی گزین بوم گردون بود
 کفی که بر آسمان بر گماشت
 بر آسود روشن دلش چون
 که دادش چنین دولت و تبرک
 وزان پس مرا گفت کاشی بومند
 بگو آنچه وانی که حق فاش به

بدامان وان گشت بجز می گرفت
 ز سرخ و ز زرد و سپید و کبود
 تو گفتی مگر باوه با باد شست
 ولی زانده بود مرغ سپهر شست
 همه شست پر بندر طاوس ز
 یکی بغز نامت م آمد بسیار
 که در آشتی سر بهم برداند
 که از خستگی سختی آسودن
 چو پر خسته شد گفت روشن دان
 بزودی ز سرخ است پیران
 بچارم سوئی شول بیرون بیم
 ندانم جز از کتران با خست
 همی کرد از خود پر امیدشان
 که روز مرادت مبینا دشب
 خشک آن پر کین ماید تو باد
 همه با یک شکست و آوای تو
 بهر ند اگر جز دعائی تو شست
 نهانی همه سکه یزدان بگفت
 ولی کو گر اید بغرمان بر می
 بیا تا چه داری زاندر زویند
 نهانی ز ما هیچ درول مست

گشودم سر درج گوهر بهشت
 بدو نفتم ای آسمان بدورت
 جهان کمن را تو باد اجوان
 متاب از پرستار می اورت
 بجز پاک پزدان همه ره بلی
 ز دین خداوند بردار پوست
 همه دین داد از فرمان برستی
 ولی برخی از ترس می بگیرند
 گروهی بیومی بهشت و خوشی
 گروهی سوم زمین و اندیشه پاک
 پرستاری دادگر پیشه شان
 پرستند حق را و نیت کشند
 اگر دوزخ افزونست کوفروز
 بهشت آنهمه کومید از خون
 اگر هست شان هنوز می از دور
 ولی فارغ از آرزوی بهشت
 شکستند دل تا در آید خدا
 نگیرند در پیش تیرش سپرد
 اگر در جسد او او تمسکند
 شنید این سخن چون سرفراز
 بقباچه بر خیزد از مشت خاک

فشاندم گمراهی جان پرست
 فرغ جهان ای جان پرست
 سباد این چنین خالی از اغوی
 که تا بنده کرد این چنین گوهرت
 میزدان بر صورت آب و گل
 که دین خدا پیشگی مهر است
 بود کافران کوز فرمان برستا
 سباد که فردا بدوزخ روند
 کشیدست پای از ره سرکشی
 پر تشنه اند از طبع نند ز باک
 نه از نیک نه از بد اندیشه شان
 که از باد تندگی سرخوشند
 که او آتشی هست بیگانه سوز
 بچوان کس سپردان از زمینان
 و گردوزخی نسبت به چو بی
 که با دوست خوبی شان گفته است
 که پایید جز او در شکسته بنا
 و گرنیز گیرند سینه است و سر
 و راز پا در آرد عصا دهند
 زمانی به چپید و اندیشه کرد
 گزود سود جوید خداوند پاک

ان

از

از

بود که نیازش خصلت نونی است
 دیگر بندگی باید از کمر است
 چو با بیز ستاده نو کردنش
 بناچار با بستگی از بی شماره
 بگفتم فزونی انت گفتار لغز
 خدا بی نیاز از پرستندگی است
 یکی سفره بی منتی گسترده
 گرفتیم نفر ما بدت بنده باش
 چه گردن کشتی او نیار زویان
 گناه تو برومی ز یان کی بود
 چنین است تازه قرارش بری
 چو دریافتی لذت یا منت
 کفون پرستش نموی سبب
 ترا خشکی هست تا در ره
 چه بجان کبکی آهوز از عشق
 پیمبر فرستادن بی شمار
 جهان را ز هر یک آواز هست
 فرستنده چون یک بود بیگی
 اگر صد هزار آید اندر پیش
 فرستاده که کردگار آید است
 منت آنکه دانند خود و بچ

۱۱
 می فرستادند که بگویند

پرستش چو خواهد از ما گزنی است
 پسند است بکین ز پند ببران
 بهر چندی این باغ خاک و دلش
 چرا مهر برزد و بی پایان کار
 بنغزیت بنامم از پوست مغز
 ولی بندگی لازم بندگی است
 خورنده نباید که منت برود
 چه محتاج او بی پرستنده باش
 ولی پایی عذری به اندر میان
 چو پوزش کنی عفو بروی بود
 چه پیشش بی نمود نمازش بری
 در بیج آیدت روی از تو مانع
 چو دیدی پرستش کنی بی سبب
 بمنزل خود از خشکی و اری
 بوصل اندرون و داری عشق
 از آن نیک بودیم فرموده گاه
 همان عهد بر نیه را تازه هست
 فرستاد گانش مدان خبرگی
 بعضی یکی باشد آن عهد نه
 بگیتی دردن برسد کار آمد است
 که بگیتا خدا نیست باک شرک

زشته صفت بادوان نگر خرد
 که آبا و ماند با ایشان زمین
 همه پاسبان از ند راه خرد
 و گر گون نه رسم دو گر گون مان
 که رسم کهن گشته را نگویند
 که مهر از چه بر زوین سپیدی
 نیز دان گجا پر تو می ز نه نیست
 یکی از هزار نمی از می است
 نیار و کز آن خاست را تر شود
 نمی گوهر ماعر قشاک شفقت
 همه راه با کی نور دیده اند
 نوشتند این هزار بالا و پست
 ولیکن ز منزل خبر داده اند
 همه هر چه گفتند او باز دید
 که اینها فراتر شدن از نیست
 که نتوان فرارند از اینجا آمد
 نسا زند منزل خرابیها که من
 رزان گنج را دید که رنج دید
 از آن بد که مهرش بر سر زد
 بیایست اندی او شدن
 ز حسرت بدندان گزنی شست

و گر آنکه بخوبی ایشان روند
 سیم آنکه با هم نیارند کین
 ز گفت و شنید ز داد و ستد
 همه رنج چون باز گون شدن جهان
 یکی را در آن جایی تو کسند
 و گر با جستی ز دانش وری
 کمالات ایزد بر انداز نهیت
 از آن هر چه راه بر او آدمی است
 بران پایه چون آدمی بر شود
 ز بینی گزاین پایه چون با گفت
 و گر سروران گر چه دیده اند
 با ندازه خویشین هر که هست
 چون نزل ندیدند استاده اند
 رسول عرب چون منزل سپید
 خبر داد آن را که آگاه نیست
 و گر هر که گوید فریب است و بند
 چنان که سپارنده را که من
 از آن مهر سر زد که او گنج دید
 کسی کو بر آن گنج گوهر نزد
 تو نیز بر آن گنج خواهی گون
 او گرنه با فسوس خواهی شست

این سخن در بزم محال است
 و در کتب معتبره است
 و در کتب معتبره است

بیان شاه فرعی اقتدار مسلم و تهن سلطنت ابد و سالیان

ملک اندیش میر و سالار بود
 کلمه سوزده بر طارم مهر و ماه
 شمش داده بر ملک خویش
 کشیده ز اورنگ شان مهرگون
 همه مخزن شاه در دست او
 گهر ناهنر یب تاج شهبان
 آبا باد می گنج پر دست
 گهر کرد می و بر فرودی به گنج
 سرا سر ز گنج پذیر حین
 ز خامی به بیوه سازد و لطف
 ز خواری نفعی بو آماندگی
 که او بایه عیش منیر و زست
 نه یاران خور و نگو دست خوری
 مرا گفت پنهان یکی گنج هست
 که کشایدش جز سیسی اومی
 نماید بچو نیده این گنج زلف
 همه از پنهان هویدا کند
 نهانی سرا سر بر او شد پدید
 گفت دامن خضر باز آورید

یکی پادشاه را سپیدار بود
 ز رفعت زده بر فلک بارگاه
 امین بود و نادل و بخت یار
 همه دشمنان شده از وی بون
 سر بر سر گالان شرسیت او
 خود اندوخته نیز گنجی نهان
 ولیکن پیشمینه ساخت
 بهر چو از جهان یافتی دست خج
 فراوان سپردت فرخ سپر
 که اقتدایان را چو گنجی کف
 ز راند ز راند در ماندگی
 ز راند ز می اطاعت اندوخت
 بنید روز آنرا که با خود بری
 سپید جوخت از جهان هست
 طلسمی بر آن گنج بستم همی
 خضرش کند این طلسم شکر
 یکی سر مردار و که دنیا کند
 از آن سر مرد و چشم هر کس کشید
 پس از من بکنج کار نیار آورید

بخوانندگی

راهی شدن و شور یکلقب و اطلاع و بی و غیره

بر خزان که ذخیره بود بی نهایت

بگفت این پس دیده بر هم نهاد
 چون باوه گان بی پدرمانند
 بشاه جهان هر یکی را نظر
 شد آن پایتیشان کرد می نغم
 جوان از کجا راسی پیر از کجا
 بختند چون با لگانه پدرونه
 سخنور می چو کس ناز پدرونه
 سر از آرمی پیران خورد می تپا
 زمین که در می اندید است خو
 درختی که آسب در حقان خورد
 چو یکچند زین گذشت آنگر و
 پراگنده و بانیا ز آمدند
 از ایشان یکی بود مهر سال
 پس این دو سخن پس این تا بیخ
 بگویشیم و از خضر جو یا شویم
 به بیبیا ره اش بر کشود ز کام
 پدیرمان اگر داشت گنج کهر
 گر این گنج بودی نه پر خسته
 و گر هست گفته است خضر که است
 نه پس رنج و سخن بیچارگی

بدیکر سبب از دست خندان مست
 بر رخ اشک خندان بر شاندند
 که بخت بد و جایی گاه پدید
 ولی کار دل بود و باز و تیغ
 گوزن از کجا تا آب شیر از کجا
 بزود دست هر یک بکار می گر
 کجا در بزرگی هنر و رشود
 که اندر بزرگی شو می گمیا ب
 کجا در بهار آورد کشت لوت
 از ان چون آن میوه نخر خورد
 ز ستمی بر پیشان شدند و ستوه
 به بیچارگی عیاره ساز آمدند
 چنین گفت کای قوم گشته حال
 بسا پد کنون گشت جو یا می گنج
 که از ننج گوهر توانا شویم
 که کس بر محالی زان دست گام
 چرا کرد بیگان را با جسد
 که آنسان به شمشید ستمی
 با آسان بر خضران کی است
 که با ایستمان بدن آوارگی

نه بس این بزم دور و دور بود
 تو گر بایدت گنج تن و دل
 دل از نظر نشان و آتش جا
 بسی زه نور و دیدنم کشید
 بنامیرد آن تیره از روی
 بهم راست نماند عشق و خرد
 درونی چو دریای آتش بچون
 بریده ز خود با خدا ساخته
 به بخشود چون در مندمش بدید
 چو یکپند در صحبت خضر ماند
 از آن همه پیش دیده چون با گشت
 چو در خانه خویش باز آمد
 ز زین زمین گنج بر سر شده
 شکستی چنان دید خیره ماند
 بگفت ایبت گنج نهادن ز خاک
 پدر آنچه می گفتان است بدید
 بگوین بیایید و در منم کنید
 رسیدند اخوان همسایگان
 بدیدند بسیار و مغزن نبود
 به بیهود گفتن کشا و دلب
 زهی لعل نشان ز جو شتاب

که جان باخت باید به پیروی
 که ما خود نداریم پروای گنج
 به تنها بره شد پی رهنمای
 نیا سود تا خضر بنینده دید
 همه بپوشیاری هم پیروی
 خرد و شت با عشق آن معتد
 ز بانی پر از راز لیکن جوش
 دل از غیر حق باز پرودخته
 که بی در و توان بران رسید
 به چشم اندرش سر نه باز آمد
 روانی سوئی شهر خود گشت
 همه خانه پر ز در خشنده دید
 جهان از فروغش منو شیده
 بخود و جلد یاران خویشان بخورد
 فروغش گرفت هر سگ تاسماک
 همه گفته اش بی کم و کاست بود
 بگنج گهر ز جو پیش گسید
 بیونی که گوهر بود از لکان
 گران سر نشان دیده ز خون
 که بیهوده مسکین کرد طلب
 ز اینوهی اختر تباب تقاب

بزم وصال
 ۳۴
 این بزم دور و دور بود
 تو گر بایدت گنج تن و دل
 دل از نظر نشان و آتش جا
 بسی زه نور و دیدنم کشید
 بنامیرد آن تیره از روی
 بهم راست نماند عشق و خرد
 درونی چو دریای آتش بچون
 بریده ز خود با خدا ساخته
 به بخشود چون در مندمش بدید
 چو یکپند در صحبت خضر ماند
 از آن همه پیش دیده چون با گشت
 چو در خانه خویش باز آمد
 ز زین زمین گنج بر سر شده
 شکستی چنان دید خیره ماند
 بگفت ایبت گنج نهادن ز خاک
 پدر آنچه می گفتان است بدید
 بگوین بیایید و در منم کنید
 رسیدند اخوان همسایگان
 بدیدند بسیار و مغزن نبود
 به بیهود گفتن کشا و دلب
 زهی لعل نشان ز جو شتاب

یکی گفت آن در تابان مرا
 یکی جام نیروزه جستی از او
 بستم نرسد و ندان از بلوی
 گر آن دیده بودی که نیکم
 شده مرد حیران که یارب نصیب
 شب از فروزت چشمش بر بوی
 برو بر بخت نیک کامی از حرام
 ندانی که نفر ایدت جز عقاب
 ترا نیز کرده دیده میان بود
 بنا از مسوده مکن فاش راز
 ز نادان بجانند اشوان
 چو این گفته از خضرش آمد گوش
 بر آورد و بودش بسال اندکی
 چو دیدند آن بی نیازیش را
 گمان نیک کردند در راه بند
 از آن سرستان خضر میانم
 بر ایشان سرئی تسی گشت پر
 ز بهر پیشه کردشان بی نیاز
 بر این چون بر آمد بسی روزگار
 بنا رسید ابرو بنا لید مشاخ
 نیار و در کس تاب زور سخت

و گر گفتی آن شاخ مرجان مرا
 یکی گفتی آن درج یا قوت کو
 که دیدند کنجش ز گوهر هستی
 با پیش نهادندی از عمر نهر
 که ایشان یکی در خور کنج نیست
 خضر را همی دید کا شتاب
 بنمود بر چو پیشور می این مشام
 چو باشب پرده گوی از آفتاب
 جز انکار این کنج کی تا نبود
 چو گفتی و تسحر شفقتی بساز
 ندیدی چو دیدند پیغمبران
 ز حجابش نسبت آن لب خوش
 وز آنها فرون هر دو در زیر کی
 تو اگر پیش مرد در ویش ما
 وزان کنج پنهانی آگه شدند
 بدان کنج هر یک نظر بر کشود
 همه لعل و یا قوت مرجان در
 چو دولت رسد مرد را گو باز
 در گو نه شد حال بر آن یار
 به تنگی بر آمد جهان منراخ
 از آن شهر بیرون کشیدند

تسحر

ای خطا سال شد

سپید ز اوان از ان بودم و
 هم آنان که گنج گران داشتند
 بپذیرفت گنج گمشان و حاج
 همه کرده از کوهرش هوا
 بر آنکس که او گنج گوهر داشت
 پریشان و آشفته در آن دیار
 تمنای او خانه بود نه
 در آورد سر با همه در و در
 بعد محنت و در و در بخت
 سرایش که اندرز با و ز داشت
 اگر رنج بر خود روا داشتی
 بر آنکس که از رنج دین سز داشت
 بیا ساقی آن سهر چشم و پیش
 بن ده که روشن کن جان خویش

مقاوند هر یک بکلی در گره
 ز تو قصر ایوان برافروختند
 نشستند از تخمه سخت حاج
 کمیند و جام افسر و گو شوار
 در آن بوم و بر بار بار و ز داشت
 نجای نشست و سامان کار
 نیازش بویران بود نه
 بشا گردی مرد گلشن فروز
 شبی روز میگرد و روزی
 از ان گنج سرایه بر ز داشت
 پادشاه گنج بقا داشتی
 چنان ان که او گنج گوهر داشت
 که بنیاد است آنکه او کرد و گوش
 شوم آگه از گنج نه چنان خویش

رقن شهر حضرت آمدن سحر نور می تمام حیدر کرد و ویراوه

دوم روز سر رسید آفتاب
 در آمد سپرو از بازی سفید
 یکی خمیه بست از بنجان رنگ
 ز باران کشت از رخ سحر کرد
 هوا صاف شد چون آن روز

ساره برج بست زیر نقاب
 وز و بیگان حاصل رسید
 ز تر می هوا گشت چون درنگ
 همه دست نهفت در لاجورد
 زمین پاک شد چون وان

بزم وصال

شده کبک در خنده آهوی بلایغ
 در تخان شتقاق چو خشتان درش
 هو اطر سامی صبا گل فروش
 ز سنبل چرا کرده آهوی چین
 جوان نخت اشد هو امی شکار
 و شاقان کشیدند هر شوتاب
 پیاده فرستاده دیگر گروه
 خود از دامن کوه راند می نمود
 ز دراج و تیه و چنپ و کور
 گر یزان شده شیر بازوزن
 چو شاهین ز بس خورده چنگه تیر
 ز هر سو سگ فگنده شیران بگو
 ز بیم سگ صید حبه شتاب
 بنچو خیر کارا چنجان گشته تنگ
 دو ان رو باز چو یوز شد
 اگر چه بر صید بنده نهاد
 نخستین ز شیرش باید بگوش
 اگر شیر یا شتی مشو خود سپند
 گوزنش چو چین گفت گامی یار
 من از چرب پهلونه پرور می
 ز در با شش از خوش ایندستان

ز بس زعفران خرد و در کوه و
 همه کوه از گشته کان خورش
 شمال مغنبر و نقل فروش
 شده نافه نشان در انستین
 طلب کرد در کان تازی هوا
 سگ یوز و شاهین و چنچ و قفا
 بلیه کردن صید راتا بکوه
 سواران برش تاناده کند
 فگنده و بستند نزدیک دور
 بسا مان گوزنان ز چرم گون
 بر آورده گشته چنچ کسیر
 ز پهلوی کوران گنده سوز
 چو آهوز آهوی خرگوش خراب
 که حبه کشاد از کلام بلنگ
 بگر می نسوی پوتین ز رش
 ز هر صید و گوش بند پی نهاد
 که ای نامور مرد با فرود
 که موری بشیری رساند گزند
 ز خود مددی بستین پیش
 که بیا تیر چنچیران خورد می
 که در باده باز است گر جهان

در این کتاب
 از کتب قدیم
 است

ز غمگوش بشنید گامی نامود
 زهی نامداری چنین بوشند
 بمنزل چو راندند از انجا آمد
 نشستند و خوان بنهاد پیش
 زیگانه پردخت چون سخن
 مرا گفت گوهر بر آرزو گفت
 مگفتلخ گفتش گامی زه شیر
 ترا دیدم امروز در زخ اشتاب
 بسابی گنه را که سفتی برش
 برش از مکافات خون رخسار
 مشو با تن بی گنه کینه خواه
 بخون ریزی ناتوانان تما
 ترا آنچه بر خود نیاری سپند
 مشو فر به از پهلوی لایزال
 تو از لپشه خیره کرد دست
 بخونش کشتی گت فرو بر پیش
 مگر ناتوانست در داری
 پرا ندیشید نامو چون شرفت
 همه نامر پستان بار کن
 همه نامه آسمانی بخوان
 مرا و عبادت از قرآن
 که فرمودمان ناپه گیریم بمر

ازین خواب غمگوش مرغی آمد
 که گیزد ز پنجه در گوش بند
 همه لعل گون کرده از خون
 به گشته نهان باز روی خویش
 فرس اند طبعش بصد سخن
 نهفته بر آرزو بایت گفت
 بخون خوردت سخت نیم بود
 چو دشنه بخونی چشنه آب
 همانا نیدیشی از کیفش
 ز آرزوم روز بر این سخن
 میا لای از خون تن بگناه
 مگر آنچه نتوانیش داد باز
 نباید پسندیده برستمند
 مکن پهلوان پهلومی دیگران
 که یک قطره خون کبیر از برت
 چه سازی با دافه جرم خویش
 تبرس از توانایی داور می
 به تنها مرا این بنیاد گفت
 که این پیشه ایشان فکند ندان
 و گر قول بغمی بر از دان
 هم از صیغه نبرد هم رسیدند

بدو گفته امی سرور است و
 تشکارا فلکی با ستار نیست است
 همه چون او داد بسپرده اند
 چنان خورشیدی که چرخانو
 ستاروز بر دست بر زیر دست
 بهر چند گاهی نشدندی سوا
 شدند می بنگد فلک بر گیر
 نه تا پروا نند پهل و وبال
 و گرانه آسمان شنوی
 که از صید اگر بهیچت گاهی است
 دل آن زرف دریاست ^{میکند}
 تشکارش همه نش و آگهی است
 بچو گوهر علم و دانش از و
 فرا هم کن اندیشه ابرخست
 بچو دل آن شست چون انگلی
 چو بر صید صبح کشد رانی تو
 همه جوئی حامی ^{میخیزد} است
 همه را می زشت و همه جوئی به
 درین شقت است ^{از شکی}
 ز کوشش کند می گفت با گیر
 همه این برود شت از دام و

بنقر می سخن گوئی با نوح
 ولی بعده آن از پی با نوح
 بهر پیوده کس اینا ز رعا
 بر آسوده باشند از نیکو گر
 نیا بند شیران به نچه دست
 پی داد خواهی نه بر شکار
 که بر کور و آهنگی بر گیر
 نه پشت گوزن سرین ^{مخال}
 باید به معنی آن بگویی
 نه مقصود کور است نه ماهی است
 پای پی چو لجه بر بیکران
 سر است برل کر اینها ^{است}
 جز آن صید ازین وقت به چو
 که چون سجا نه است با یک دست
 همه صید معنی بر دن انگلی
 همان هستی تو است صحرای
 ز دستان و کین و به شیر است
 فرا هم شده در وی ز دام و
 شستین بر اسپ خرو شو ^{سوا}
 ز اندیشه تیز بین باز گیر
 بهر داز یعنی خیالات بد

بگفتا علی خصم دارم بسی
 مرادش نماند همراه خویش
 بشهر اندرون دست ایشان
 مرا نفس از دهن تو شمشیر
 در آن شهر هست آن همه آتشی
 فراهم چون آینه حیره شوند
 چو از هم جدا افتند این لغز
 در این کوه این هر سه در بند
 بدیو بدروز بر دهن لب
 ز غولان کوهم نباشند پ
 چو آگاه دل یافتش با پناه
 که ستاخ اینجا فرس تا ختم
 دو دستش ببوسید و در کشید
 بدو گفت کامی پاک آن کار
 که بر من نبشید خداوند
 گرامی یکی نور بخش مرا
 شود از گلی گلشن آرا من
 چنین گفت ایزد پیرت از
 شب آمد شه آید با یون پر
 پی هر چه آمد چو سوسه
 از آن بزمستان صدف شست

بی چاره شان ناید ز کسی
 نه بگفته که از ایشان خویش
 که نه شاه و نه شمشیر دار
 که هر جا روم این کشور باشند
 زن و نلک فرزندان سماج
 دل و جان را اندیشه خردند
 مرا هست بر آن سه در بند
 که ضحاک را خداداوند به
 به از دیو دل مردم بدید
 بشهر ندغولان مردم فریب
 پیاده شده گشت از و غده
 تو خود شاه بودی ز شایختم
 بز می گفتن زبان بر کشید
 چو باشم که در خواهی از کردگار
 نبرد همی پاک پیوند من
 که بر دیدگان نور بخشد مرا
 پس از من بخاند تهنی جان من
 که در جبهت ایزد که گفتند
 طلب کردی شمشیرستان خویش
 خرافان با یون شاه شمشیری
 همه قطر آگشت خرد شده

چو شاه این خبر گوهر گوش کرد
 بدرتقان بخشید و رامش نمود
 ز شاد می برافروخت همچون بهار
 بشکرانه آنکه او چاره یافت
 از آن پس که آمد به نخل گاه
 صدف دید از در بر چرخست
 پیچید از دور و شد تافته
 بدگرستی باز پرداخت شاه
 چو چندی شد دامنش خیر کرد
 چنین باز شده پادشاه پیر
 شبی دست بردت بر آسمان
 همی گفت پاک جهان داورا
 ازین پیش در دم ز نابود بود
 کنون رفت سرمایه از دستیز
 همی گفت و نشان در بهره خون
 برو بنخشید زردان منور
 چنان دید که اندر یکی مرغزار
 در آن مرغزاران یکی بارخیزد
 یکی آنجن دید پاکان همه
 هم نوجوانان رفتند به خاک
 یکی چاک پهلویش از تیغ تیزتر

۴
 منت
 زنده

همه در روانه فراموش کرد
 بخوابنده زرد و کوشش نمود
 بسوز قداش هوای شکار
 باز ابر چاگان بود می یافت
 دشت تا شبستان بیدار راه
 یکی بکینه نارس انداخت
 ولی بی خبر گز گجایافت
 ز شنه بار و شد فروزنده ماه
 سموم از نهانش فرزند
 نهال امیدش نشد بارو
 دلی پر زود و دلی پر فغان
 چه کردم که ناکام خواهی مرا
 ز مایه زیان بود و نه سود بود
 که سود می نیند و ختم یک پیشیز
 ز زحمت در نفس همین لاله کون
 بخوابانند و ن شود ای ز زود
 سواره همی اند بر شکار
 درون رفت از هر سوئی همی
 گرهی دگر در ناکان همه
 به تن ناتوان و بدون کس
 یکی بیک از خنجرش زیز ریز

یکی سینه اش مفتوح بکای تیر
 پیر سید کاین قوم شوز خیرت
 کیانند و از تحفه کس بستند
 یکی گفت اینان زخم تواند
 مرا گفت درد هر فرزندیست
 یکی گفت بستند ز زند تو
 که گشتند خودنا رسیده هلاک
 بر آن زخم که کین وی بر کار
 بهر صید که پا در انداخته
 ندانی تین هر که احسان بود
 خدا ز شنیدی که فرزندیست
 از آنست تا هر که زور آورد
 سگافات زردان بماندیت
 چون مخلوق او را بخوار می کشی
 شد از خواب جیب چون این
 سگاو طلب کرد و بر شد رسوا
 همه گشت تا جبت در پیش او
 نیایش کنان گفت آن مرد کار
 که ز این پس نیازم از خودی
 بخندید و انا و لب بر کش او
 دعا کرد و سخنش زردان فرود

بزم وصال
 در این بزم وصال
 در این بزم وصال
 در این بزم وصال
 در این بزم وصال

یکی در کند ستم و سنگیر
 بجان ناتوان بدل نکشت
 چنین خسته جان از چینی چستند
 ملک آده اندو گو بهلواند
 و که بود کسینم پستان حسرت
 جگر گوشگانند و لب تو بود
 ز زخم تو تن شان همه پاک
 بنوبادگان تو زد و کردگار
 یکی زین عزیزان بر انداختی
 بر آفریننده یکسان بود
 تباروزن خویش میو نیست
 نیاروز کین زور بازیرست
 که چون بنده کار خداوندیت
 کشد از تو آنرا که باو نمی شوی
 از گشت حیرت پزدان گزید
 شد اندر بر سپرد که بسیار بود
 بیایش نهاد آن سر خویش را
 ما این خسته را تو بجهت شاک
 پیشمانم از کرده خود بسی
 ستم پیشه را از گنه تو بداد
 فزون آنچه پرواز ستم کار هر

گرافس زخم خاک پایی تو ام
سگ اغدار تو ام کز حسد
نه بیم ز زنجیر زلف تو سر
بیا ای شکیب من از روی تو
بیا ای خرام تو آشوب دل
بیا ای شعیبون عشقت بجان
بیا ای برخ ایستی شعله ور
بیا ای بی لایمی نوخو هسته
بگفتی دل از دست بگذارت
مکن کین ندرسم وفا دار است
کسی که غیر از تو کس را بچو است
گرم پایی بر سزنی خوش بزنا
گراز تند نوئی ز من سر کشی
چو پروخت گوینده این اغفر
بنا که ز من بی من آذوقان
فَكَوْضُ أَصْبَحَ الْقَلْبَ نَاكَرًا فَوَالِ
عَدَاوِي حَبِيْبِي تَنَجَّوْنَ
دَعُوْا لِلَّهِ مَا لَكَمْ عَلَيْهِ الْفَيْقُ
فَلَا جْرَاءَ فَصَا حَبِيْبِي بَدَلًا
چنان گشته دور می بیل کادر
چگونه می ازان ماه دور می سپید

وگر پاوشا هم گدای تو ام
ز من مرغ بجان شیران رسد
که مجنونم اما نه تا این قدر
بیا ای دلم صید گسیوی تو
بیا ای جفای تو مطلق بل
بیا ای دلم ناوکت نشان
که بر سوز تر هر که زود دور تر
بلائی که خلقتش بجانج هسته
چو بیدل شومی آن است آرت
همه شیوه مردم آزار است
بر او گر تو غیر می کنی جفا
ز بزم که گشتم سز پایی تو من
بر بزم که باخوی چون آتشی
تو گفتی بر گشتم آتش میز
که یا یسینی طال هَبَاكَ اللَّهُمَّ
وَكَلِّمْ أَوْلِيَاءَ الْهَيْهَاتُفِي الْهَيْهَاتُفِي
وَنَزِيْرِي وَجِيْدًا وَهَذَا الْبَعِيْدُ
فَكَوْضُ تَدْمُوْنِي بِمَا لَا أُطِيْعُ
إِلَى حَاذِلٍ قَوْمًا شَيْتَ كُلِّ
که از طعن بدگونند ارم خبر
که چون باز بر خویش درم چندان

بید گفتم اورا سببنا و کس
 سببندی بی چشم بدخوست سوخت
 دل اکنون محبت جدائی گشت
 چو بیوه میگوم این ارمیت
 کجا حالی از اوست تا مل بود
 کجا نیست یا راز تو بر تو می
 بجائی برافروخت تو گل
 توئی گریه و سروی افروخته
 توئی آنگه ز سبب جلوه ساخت
 زنی تیردان تیر را خود رفت
 زنی چنگ آن چنگ خود بود
 تو جام تو صهبا و تو می گسار
 خود افسانه گوئی و خود افسانه گوی
 که تاب آورد چو نشوی جلوه کرد
 که پامی با حمله زره شیر
 چو آن بزم فرخنده انجام یافت
 سرفراز گفت اندر این سخن
 سخنها بگفتی همه معنوی
 که بی خویش بودی شنای
 تو گفتی کفنه کی پیش است
 یکی چون بکیرم نه بران شود

با این چشم بر چشم من بود و لب
 نخستین کجا من آتش فروخت
 که می بیند او با جدائی خوش است
 وصال و فراق این سخن است
 که بیجان تنی زنده شکل بود
 کجا پر تو می آنچه بسیم توئی
 بجائی دیگر سوخته بلبلی بند
 توئی گریه و دست دل باخته
 توئی آنکه بیخود شده ان بخت
 دهمی قطره دان قطره ان خود صفت
 دهمی درد آن درد را خود دوا
 تو باغ و تو در جهان و تو نو بهار
 خود نمون خرد خویش افسون برش
 مگر خود بر آن جلوه آری نظر
 مگر همچو او زره شیر می بسیر
 ز گفت پریشان دل آرام یافت
 ز وحدت بیسی باز را ند سخن
 مگر دیش لیکن صحبت توئی
 کندش بیرون بیارای باز
 بگردارش این احتمالاً فایده است
 ز یک هم چنان جمله لوان شود

چسان هم گستاودم هم خندید
 یکی چون هم آت هم آرز شود
 بدو گفتم ای سرور پاک مغز
 ببران چسان کردو آنکفته حفت
 ولیکن چو خواهش کند مر زبان
 دلیل بر این بز آواز نیست
 هزاران ره شعبة بنایدت به
 که آزاد آرد گمی شادوان
 گمی راه شبنیز و گم راهوی
 گمی راه کل که شود خار کن
 ازینا گذر کن ز چنگ ز با
 ز بوق وز طنبور طبل و غیر
 ز مرغان چکا و دتدرو هزار
 و گم نامی خوش نغمه آدمی
 همه هر چه بینی جز آواز نیست
 چنین هر چه بینی همه هستی است
 نبینی بجز هستی اندر جهان
 همه در جهان هر چه بینی از او
 چهار خوب زشت و چه بالا است
 جهان جمله هستی است یا نیستی است
 مگر هست هستی هم از خوان لیس

چسان هم دست اویم و لغت
 هم او آفتاب هم اوزر شود
 تو گوئی و پرسی سخنهای مغز
 که گوئیده اش خود نداند گفت
 سخنهای خود را شوم تر بر جان
 و ز آواز جز نغمه ساز نیست
 گمی غم گمی شادی افزایدت
 گمی دلکش و گاه پالیزبان
 گمی کین با چرخ گمی پیلومی
 گمی زیر انگند گرد و به فن
 سه نامی دف و سنج و زنگ رسا
 صهییل و نایق طنین و حمیر
 شبا ویز و شجوان و طوطی
 که ز آواز داندوه رودر گمی
 چو دیدی براه گمان بر لبست
 اگر خود بلند می اگر تپستی است
 ز آب ز خاک ز جسم ز جان
 سجودی بجز هستی امی نامجو
 ز هستی است سالیه هر چه هست
 باین زمین و ما خود سر او است
 و گم نیستی جمله از زبان پس

صهیر / از بزم / در روز / عین / از بزم / در روز / عین

بین تا خود از این دق و جویستی

شگفت است سرمایه از نیستی

حکایتی معرون احمی بکشد بقیل و دیش فرو بود بسلوک اچومد

یکی نامور بود در هند احمی
 چو خورشید تابان بر روشن دهن
 خداوند دست عدل عز و نور
 بسی سرکشان اسرا ندر خسته
 پرانده شیشه جانفش ز روز خمرت
 همه دردش کافوریش چسبیت
 سر و دست و پا را چو بیارای
 بناید خود این گفته نیز از جوی
 جز این نیست آنکس که گفت چنین
 و گر گفتی آن کین مهم گفتمت
 ز صورت نیاید که گوید منم
 چو پنهان بود کن که دانند که
 نیارم یکی گفتنش در بهار
 اگر دیده بر روز می از رنگ بود
 بهر جا که داشوری یافت چیت
 ز بس در دل ایگونی از کشیدند
 به راه و چهل روز خلوت گزید
 چو از حد شد اندیشه و جستجو

بهوش بدانش بفرود برای
 چو کیوان بسنی درش بهندون
 ز تجر او مهرش کلاه و کسر
 بسی دشمن از پا در انداخته
 در آن پنج کرد و چینی شاخ سرت
 کسی که در این من ختم گفت کسیت
 که من گوید آنکه چنین ناتوان
 که چون رفت جان گویش از ساسا
 ببا یدهی جست از مردوزن
 چو بریدت است این از گفتگوست
 چو معنی بود چو نش پدید آمدیم
 بهر جایکی ما بهر جایکی است
 که بهر جا که گوننه دار و شمار
 بهر جا که بینی نه بینی جز او
 بخواند بر سپید و پانج حکمت
 ز شاهای و فرماندهی باز ماند
 ز اندیشه و روی مطلب ندید
 خداوند نبود راهی بدو

حکایتی معرون احمی بکشد بقیل و دیش فرو بود بسلوک اچومد

چنان بگم که آید یکی در حشر
 بزرگی ز کارا گمان جهان
 سراسستی سووه بر آستان
 بجان برده بن نت ما و گان
 که نا کرده خدمت بر دوان فرد
 مشعبد صفت شد نیز دیک شاه
 بگفتا اگر شاه را در خورم با
 نمایم بسی نقشها اول سپند
 بسا طرفه کارم پدید از نمان
 نعم گفت و اورا بندامی لهو
 چو بگرفت و تنوری از شهر یار
 یکی پرده او بخت در پیش او
 در آن پرده هر گونه لعبت نه
 همه لعبتان رسیمانها بسز
 نخست از پس ده که در آتکا
 همی نرفت را او همیر بخت آب
 در آمد به راه چل خواجه ماش
 نهادند پهلوی هم استوار
 دو صد پیل با خر صده نشان
 دو صد پیل تازی بز برین تنام
 پیاده بسی تیغ هندی بگفت

بدر بار او هندوان گشته کشن
 که بودش دلی فانیخ از آوان
 که تا گشته از زمره بهستان
 که از ساوگان گشته آزادگان
 نگرد و کس از خیل مردان مرد
 که روشن کند جان تاریک شام
 مشعبد یکی مرز با نسی گرم
 که بنیند وزو کرد و اند نشیند
 اگر را می ارا می با شند بدان
 مگر تا کند از دل اندیشه محمود
 یکی خمیر افروخت بس استوار
 خود اندر درون خفته هنگام جو
 که شه را دل زان نشین گفتی ربو
 سر زینمان در کف حمید که
 یکی مرد بر صورت پیش کار
 بشد در پس و لبس با شتاب
 همه تخت زین بکف در زین
 چنان که بود و ز غم شاد بر بار
 بسی سختی بار کش هم چنان
 سواره همه ترک بندهی غلام
 بر آرد و هر سو میار به صفت

دگر چاهوشان کله زلفت پیش
 وزان پس اریل شاهی سوا
 فردا ندانم بل در شد تبت
 وزیران ستاوندش از پرت
 می درود را شکار آورد باز
 گروهی برقص آید و پیانو
 یکی جشن آرت بروی شاه
 ز اورنگ راسی اندر نبرد
 در آن خمیر شد تا بنید که حسیت
 چو دید اندران خمیر پیوست
 همه لعبتان گشته اورازبون
 سرشته در دست آن حلیه ور
 همه داوه در جنبش و در قرار
 نبود می در آن پرده گاه
 بهر عضو شان ستم ندیدی جدا
 هر آن دست و پاکی که جنبش
 یکی نفره در ائی و از بافتاد
 مشبه در شراب امان گذشت
 که رانی از آن حالت در جنبش
 درم داد بسیار ز خوشتش
 بگفت از کجائی ز نام تو حسیت

دواره کنان و تیر با بدوش
 از آن پرده رخ باز کرد آشکار
 تو گفتی بود خسروی بیک بخت
 امیران برابر بنیان چون هست
 کتیران نوازنده دل نواز
 گروهی کف بر بطونک و نالی
 که ماند اندر رویه شاه و سپاه
 دو ان تا بدان خمیر افراشت
 سرشته در دست تدبیر کسیت
 همه سرشته در دست تدبیر کسیت
 اسیر روی او جنبش و از سکون
 همه خمره حکم او سر بسکر
 با ناکشت او رشته خستیار
 پس پرده تنها هم او بود پس
 همه بند و شان بدست و پیا
 سرشته شان در کف پیر بود
 که دیدار پس بیکها کشاد
 همه عمت خویش بروی گماشت
 بنموت شد و خوند و انا پیش
 بنزدیک خود جا نگه خستش
 که همچون توئی خود تیر تیرت

که از چنگ علم فارغ نم سناختی
 از آن آدم گت شوم چاره ساز
 تفرج کنان در فلان مرغزار
 تسلی ده خویش از یاد هو
 که بودش ولی آگه از مرغیبا
 فلان امی در دو عم گشت عفت
 که از راز وحدت کشاید گره
 دل آماده آگهی ساخته است
 که روشن کند جان تاریک او
 که هستی به گیتی کی پیش نیست
 که فارغ کند جان علم پرورش
 که تا وار نام زگر اهمیت
 بتدبیر کارت به برد ختم
 زواید اگر در روزت شکلی است
 چنانست کان شیره در دستش
 نه پیمان راوست سرت میبش
 ز دل پاک کن نقش اندیشه را
 و لیلی جز این بهر این به خواه
 بیک بودن هستی پایی پر می
 ولی کم بود مرد این آگس
 بر او سر شد مهرت و کلاه

در این پرده تا خود چو بنوختی
 بزرگفت و انا ندارم نیاز
 من چند تن آگه از سر کار
 نشسته بهم بودمان گفت گو
 یکی زان میان بر دسر اجیب
 بر آوردن آگه سر زجیب گفت
 که چند بیت کاندیشه دار و قره
 بسی ز آتش غصه بگرد خسته است
 یکی رفت باید بنزد یک او
 بیاموزدش آنچه دلتنی است
 کند کیسانی بکار اندرش
 من اندر شدم بهر آگه ایت
 از آن شعبده جاوونی نامتم
 که تا باز دانی که هستی کی است
 جهان با جهان فرین بی سخن
 نباشد ز خود هیچکس مستینش
 اگر خواهی آموخت این شیر را
 بر آرد شکر بر بند راه
 چو از هستی خویش تن بگذری
 ره کوئی وحدت میدست پس
 چو اندرز و انا نیوشیده شاه

ره مرد و اناز جان بر گزید
 به صحرای شبید از ان شهر نهد
 بغار می درون شهر بگوشیست
 نیاسود و گوشش نه در ستانت
 چو مای آنکه گوشه برای دست
 تو کم کرده خویشی اینی است
 بچسبن چه امروز و فردا کنی
 همان به که جوئی و پیدایشی
 رسد بتن از خویش کم گشتن
 مجو هستی را که دار و زوال
 بیا ساقی آن آب آتش نهاد
 بده تا کم هستی خویش کم

چو خفا کسی میگرد اورا ندید
 چو آن صید کاز او گردوز بند
 در صحبت خلق بر خود بیست
 که کم کرده خویش را باز نیت
 یقین آن که کم کرده خویش نیست
 بچو خویش را بو که یابی همی
 چنین چند با خود مدار کنی
 و گرنه بچو نید و رسوا شوی
 بچو می بدین کلین بگوشن است
 بچو هستی سر مدبی طلال
 که او خاک مهید بد بهر باد
 کتم زندگی ز آب جان بخشیم

در بیان شکر و زین ندگی و استن دنیا را سر پانایا پانیدگی

بیا ای که داری بگفت انگ چند
 چه پر تو گشت و ند خوش گشتا
 ییند روز از بهر فرزند و زن
 مگر بهره دیگران بهر خویش
 چه اندوزی از بهر روز می
 بده که برت کامرانی کنند
 بده تا دعائی تو گویند خلق

چه گل تازه روی کن خوش بند
 دل و دست ما برو و خوان سر
 که هر کس خود روز می خوشین
 مشو شهد بیگانه و ز بهر خویش
 که روز و گذر است و ز می مگر
 منه که بیت شادمانی کنند
 منه تا فنامی تو جوین خلق

صدت که چنان کند گوش
 چو گل خورده خورشید کند
 ندیدم کشاده دل تنگ بوت
 ترنج از شکوفه شود سیم باژ
 درخت ارشد و درخزان گشته
 چو درکان فیروز آینه سپرد
 یکی بوشت باطنی و دیگری
 چو مینو در او هر طرف باغها
 ز بزم سوزد آنه یکی ز رفد و
 یکی مزخرم چو بخت جوان
 تو گفتی سپهرست با فرد جا
 جهان در نوشته بنام و بکام
 درین روزها بازم آند خیر
 برا و از خداوند رحمت بسی
 یکی لپور بودش یل و هم نمند
 سپهر با پدر هر دو یکی بی نظیر
 پذیرد رسیدند ز می نام هار
 جوان بخت از زبانه آند زیر
 سر روی هر یک بویسید بلذ
 پذیره شو خلق پرستد راه
 ذخیره نهند و خیل و سماشان

همه خلق خواهد برید هرش
 بفرق همه گلخان جا کند
 جهان گرز جیوه حج و دست
 همه گوی زرین خند کند
 بهاران شود و سنبل آهسته
 ز سبزی یکی گان میزونه بو
 که از باغ مینو نبودش کی
 ارم باز یک بدل اغما
 که از زنده ره کن رسید می زو
 جهان دیده پیری آن مزینا
 بقند بلند و پشت و و تاه
 بفرنگ و موی چو دستان
 که این میرشد تا سر می زگر
 که آسوده جان بود اند هر کما
 بدام و می نوجوان میند
 یکی بخت بریا یکی عجل میر
 همه پیاده بسی با سوار
 بر در گرفت آن دو بر با ویر
 باره بر آند گو سوزن از
 نه ماهی شده گردنه تا ماه
 ندیدم چو شکوه احسان شان

چو آسوده بکن بجای نشستی
 دهرگون خورش که هر جا نیمی
 همه کارتن چون بسامان رسید
 ز من باز پرسید آن نامجوی
 بدو گفتم امی او مرد جوان
 وگر باره پرسید کز هر لباس
 بگفتم از ارمی و پیرا بنی
 وگر باره گفت از بران نشستی
 بگفتم همان بهتر امی سوز
 بگفتا چه گوهر بدان در وجود
 بگفتا چه کرد آن که جاوید ماند
 بگفت از چه مخزن کند فرمای
 بگفت از چنین تو ان بگفت
 بز گرفت مردم شود سر بلند
 بگفتا که دولت دهد آبرو
 جوان بخت پرسید کار سرفروستی
 چرا خج کردن بجای خوشت
 اگر هست بخشش مرا سودمند
 بدو گفتم امی از تو بران بود
 ز روی که می چون خندان پاک
 که دفع نیاز خود از آن کنیم

ز
 جوانمرد

بگفتم ز خوان مرد همان بگفت
 از ان پهن خوان چنین آسان بود
 خورش را یکی نوبت جان سپید
 که بهتر کدام از خورشها بگویی
 همان که او را خورش می همان
 که در این به بهت می تحقیق شنید
 که او باز پوشی بر بند تنی
 بگو کز بنا با کدامین خوش است
 که باشد در او بخورنده باز
 بگفتم همان گاید از بجز بود
 بگفتم که او تخم نیکی نشانند
 بگفتم چو از وی بسکین در می
 بگفتم ز بخشودن زیر دست
 بگفتم بی گزندار و بر بند
 بگفتم نه چندانکه نام نکو
 بگو ای که با داشت لاف نیست
 بجای دیگر مایه بهتش است
 بجای چرا سو و جانی است بند
 دولت هر احسان بگفت کان چو
 ز روی همان برودمانند خاک
 ستم باشد در باز نپایان کنیم

بزم بهار

چه پوشی چه ز دانش سپید کند
 و گری باید همان که روشن
 نما بی پروت کبار گنج
 چه خوش گفت از دست
 که گر آنم دارم بکین دهم
 دوش که خوش است بیهوده در آید
 جز روی پرستی باضاف ده
 یکی راسته در است بکین
 کس تا روز از دست می آید
 یکی را که کسان خوردند من
 باضاف بخش نماید کرم
 ازین در گذرگاه پاک است
 نیند زنت از بیهوشی
 یکی خواهد از خوشی گذشته
 که او زده غم خویش نیست
 کس ندارد غم خویش
 اگر آیدش نیم نمانی فرود
 اتق چون است او نه تر است
 غم آن زمان پیش کین نفس
 جهان که هم بر خود رسد
 همه در غم خویش و سوا می چوید

چو پنهان کنش بوی سپید
 نیابتی اول جان روشن
 درنگ خود را ببار درج
 چو گفتندش آشیا که چه
 چه سگین بهرستان خرم
 بخوش اندکی بربایت از
 نه از خود ستانی با این ده
 بسکین بکین گم می کنی
 یکی تخمه برون کی باشتا
 بده خود را که در زمان در
 که اسرارش بشه با نده حرام
 پیشتیدر بجزین غم می خور
 که این کار نیست کار تو
 ز کس پیش گذشته
 از آن در پیش کسی نیست
 غم پس نه از غم پیش هم
 و گر نماند از غم چون چو
 که خود نظر کا که در دست
 که از نیت چون خویش است
 نه از خود بود در جهان غم
 که از خویش برون بدیاری کردی

ز پشت کرم قطره آب جبت
کرم هر چه موج و شنا می کرم
شکله غلام سزائے کرم

که خوراشد در کنارت نشست
بگویم شنا بے بجائے کرم
همین بس که گویم خدائی کرم

حکایت مرد مالدار و سخن بوجو فرود نشینده خون طبع لطیف
و غم نمونان و بسوی هند همراه یاران خرد دل منظر لایف

بخار و یکی مرد دارنده بود
نماده تن از بهر سکیں پنج
کشاده دل و دیده در دستگاه
بدر بیدار ممان بدی شادمان
ز نعتی طعامی بکامش بکام
ز سر بایو سود و جرش بدی
یکی تا بر جرت نه غفقتی همی
جهان بنده طبع آزادی
بکاری و وان شد بند و ستان
یکی شرف دریا بیا بد پیش
طبا نچه زده موج او بر سپهر
تو گفتی همراه موج گران
جایی است گفتی فلک پرش
فلک نحو طما خورده غلامش آ
شاور در و بس دمنده رنگ
تو گفتی پای تبه بر یک شکر گن

جوا فرود و خوشنوی
ز سکیں چنان خوش سکیں
بدرماندگان در که او پناه
شور دی مگر کامدی بهمان
مگر خسته خوردی از روی عام
همه در سکار احسان شدی
ببالین داحت نغفتی همی
وز او نام حاتم بیکبار طی
گردهی بهر ایش از دستان
بشرقی ز پنهانی ز ریشه پیش
وزان صد لکنش میگویند چه
جوا بهر بر نشانده بر آسمان
نهنگی همان که گشتان از برش
که او گوهر نشانده اندر کنار
بتن همچو کوه و بدیم همی رنگ
ز قامت بر آن همی ریاضی رنگ

بزم وصال
بزم وصال
بزم وصال
بزم وصال
بزم وصال

نشستند در کشتی پهنه و
 یکی پهن گشتی که از بادبان
 عسلم برین ساز تر یازده
 تو گفتی نشان خفته سالیان
 همار می همی رفت بر روی آب
 ز ننگرش گاو زمین با پی گیری
 بنده روز راندند در بحر زلفت
 یکی تند باران با بار یازان
 یکی سخت طوفان بر بگیت باد
 همی موج بر آسمان اجسبت
 تو گفتی که موسی بدریانشت
 همه اهل کشتی در افغان شدند
 روان کرد و سیلاب نین برک
 چو دریا پر آشوب برگشته تر
 گذر کرده اشکک ایشان زرق
 بر آتش زود آت آب از سوجان
 در آخر فرود گفت کشتی بر آب
 قضا را سفر کرده مرد و کریم
 پس از صدر مبه و غوطه بشمار
 ستادند از آن آب روی خاک
 که گشتند از آن بحر چو نشان با

که آرند از آن پهن هدیا گذر
 زده سائبان بر سر آسمان
 چو ابدال بر آب در یازده
 بر افراشته پایی بر آسمان
 بسان یکی باز گونه جناب
 شنوش عصا می کف چرخ پیر
 و پنجم روز ابری بر آمد سکوت
 که دریا شد از زیر و بالا روان
 که خاک تک بجر بر باد داد
 ز اوج فلک بر ستاره شست
 عصا بر زد و آب دریا شکافت
 بهنگام سختی دعا خوان شده
 ز طوفان بطوفان نه چاره بجز
 در آن کشتی از کشتی آسمه تر
 همه گشته از بیم غرق غرق
 همه گشته بر آب آتش نشان
 که با حکم زودان نبودش تاب
 ابا هم زمان ستان موالیم
 بز و موج و بگندشان بر کنار
 ستایش کنان پیش زودان چاک
 پرستند باز از دم اثر دما

پایده ز برت تا نیم روز
 بدشتی رسیدند فیروز تخت
 درختان بانوه و درخت فراخ
 ز بس چتر طاوس افرشته
 ز منقار طوطی بهر شاخسار
 شما مدتی پییده بر باد رنگ
 ز بهر سو ترنجی خوش افرشته
 شده عکس نارنج و جویبار
 شده بومی بزد گل و غنچه و سیل
 بزیر درختان اندرخت
 بر آن فرش خوانی بگستردند
 و شاقان گل چهره مه لستا
 همه گشته از چهره مجلس نشدند
 یکی آبرستان گرفته بدست
 پذیره برخواه عزتند بازند
 بمانند چنین گفته سالار مانده
 فرود آمدی کا نخواه آید می
 فراهم نشستند اندیشه ناک
 یکی گفتی این نیست جز جانی بود
 یکی گفتی این منزل پر نیست
 یکی گفتی این جا نگاه پرست

بتن نغمه از آفتاب تیز
 بر او سایه گسترده از بهر درخت
 رو پر تو از برگ بسته شاخ
 هوا پر ز قوس سنج شسته
 شده عجمه اسنخ کل آشکار
 همه راه برر بگذر کرده تنگ
 معنی سینه پوش آتش افروخته
 ز آب آتشی نشسته نغمه آشکار
 پذیره کن کاروان تا دوسیل
 بساطی ملوکانه انداخته
 در او کرده آماده هر گونه چیز
 پرستش گری استاد چه پیا
 یکی عطر سامی یکی عود سوز
 یکی گل فشان بساط نشست
 که بسم الله از تبت این گ ساز
 که باشد پرستارت کار ما
 خرامان بدین سوگه آید می
 پریشانی و بهناد دل بولاک
 که مارت ز نگیزنده دل بونیو
 بود جانی غولان مرد مهر پیا
 کجا دیوار این پر پی بکپی است

یکی گفتی این است خوار و خلیل
 بدینگونه جمعی بر گشته گوی
 سواره باز اسب فرود
 وز آن پس شارت بخوان داد
 که از رنج غرقاب و سختی
 بخوردند و خفتند شب تا برود
 جوافرد از خواب بپای شد
 نشنند و گفتند با هم بسی
 بد است و حقیقت شناس
 سوئی خواهی کرد کامی و بلکم
 نه دیوم درین با حیت نه پری
 ستم صورت آن که مهائی تو
 همین پیشکاران که پشت بست
 چو ز می باغ مینو سفر باشند
 چو بر تو قصه صحنی آنی گذشت
 ز ستاد ما را خداوند پاک
 چو میوه است ما فرستد فرود
 بگویندش ای میزبان خدا
 بسی کرده میهمانی مرا
 بر چند خواهی در این جهان
 پختنید این مردمان مرد

یکی آزمون ساز و چینی مال
 که آذر زره خواهد نیک خوئی
 همی گفت در خورد و هر یک برود
 که باید خویش خورد و وقتی سخت
 بجانی نگارید و حالی تباہ
 و گر روزگار فروخت گیتی فرود
 بهمان نومجلس آرا می شد
 پر اندیشه دل بد از وهری
 که او شد دل میمان در هر اس
 بر آسوده دل باش و از من مرم
 که کس افریم با فسق و مگر می
 که ایزد کرم کرد بر جایی تو
 پرستاری نبدگان خد است
 هزاران چو من پیشتیر باشند
 بنا که فتادی درین زمین است
 پرستاریت را درین تیره خاک
 همی گفت گویندش از من فرود
 کنون باش یک چند بهمان
 تو مهان کنون میزبانی مرا
 و زان پس آن شو شو خانان
 نیایش کنان بر زمین هر دو

ای سینه و سحر

بسی شکر بخشنده جان گفت
 وز آن پس بدریا کنند خدمت
 بساحل یکی کشتی آماده بود
 بسی لطفه خورده ز موج کران
 همانا که بخشنده زردان فرد
 بکشتی نشستند و راندند باز
 چو از لطف حق سرفراز آمدند
 جوان مرد در نیکی بی رفتند
 همه عمر بستی بخدوت میان
 در آن دم که بشنیده بودند
 چنان رگرم باز چسبیده بود
 تو نیز اکیه دار می لرزیدی
 بجنبش آنچه در می بنام آورده
 بده ساقی آن کیمیای گرم
 که عمر است سرشیم آرزوست

بسی لطفه خورده ز موج کران

که جان مرا با گرم ساختت گفت
 که خوش ام و پذیرم دیدنت
 ز طوفان آن ساحل افتاده بود
 که از آن بحر افتاده مجرب گرد
 ز بهر مانی آن جمع کرد
 همه کامیاب و همه سرفراز
 بمقتصد رفتند و باز آمدند
 که از نیکی آن نیکوئی دیده بود
 نشان می زرد سیم بر میان
 نه هم دیده بود آنچه را باز بود
 کبوتر نماز مستی چو خواهد بود
 بی نیکی فرامی با حسان کوش
 مگر صید دولت بدام آوری
 که دل را بود در نهانی گرم
 هم از جان که بخشیم آرزوست

بسی لطفه خورده ز موج کران

ترغیب بشنودن نصایح پیران

جوانان سر سپید پیران پیچ
 بگیتی درون آن بودند در
 چو خواهی شوی شهره روزگار
 ز شاخه نخر خوردن آسان بود
 نه بسنید اگر تربیت بد شک

که بی تربیت کس سیر زود پیچ
 که از نپیدا نماند چسبید سر
 پیچان سر ز راهی آموزگار
 که او دست پرورد تو همان بود
 بانگ ز مانی شو چو خشک

ارد

نبنی تربیت سنگ گوهر شود
 گمایهی که خود رو بر این شاخ
 و گر پرورش یابد از باخجان
 به از تربیت نیست فرزندان
 مباد آن پسر که دست خار پند
 پذیرفت اگر نهد صاحب نفس

عاشق در عالمی بود

نبی کیسیا خود مسمی زرشود
 زنگمت کجا تازه دارد شاخ
 شود احت مغر و آرام جان
 جوانه نهال بروست در آ
 که کورش به است از کنار پند
 بکلام پدیر که به پیری برس

بیان سالم آمدن بقا بقیت آرام زان بولناک مینج او ای می شکر
 داوا در جهان مینج اظهار حال جوان مار پرورده راحت مین

نهی آن پسر با کله از نو بی خطا در روز ۱۳

از آن سرین بر چون اندند
 شبنی تیره همچون دل آهن
 ضحکان انبه بهم برده شاخ
 یکی ز رفت جیحون وان نشسته
 یکی همگین کوه بالاسی سر
 اگر پای اسپسی بسنگ آری
 رونده چهار نندی برده کو شاخ
 بخود که بر خستی از بارگی
 قنادی در آن بین و دوان
 عجب تر که بود آن گدازگاه
 چو بر سخت سنگ آری نعلش
 چو شستی در خشان پرتقش
 ز بانگ پلنگ خروش نبرد

بان مزرکش اسپیان خوانند
 رهیی همچو زلف بتان پشکن
 هو انیزه زار و زمین شکلاخ
 نیاسوه در وی ننگ انبیب
 سواره ببالست راندا زگر
 بزود اندرون بی درنگ آید
 ز شاخ و خندان شدی شاخ شاخ
 بگردن قنادی بیکبارگی
 قنادن همان بود و مردن همان
 همسرح شیره و کنا م پلنگ
 بستی شراری بسان درش
 یکی شیرخان شندی رعد آ
 ز تن رفته تاب ز دل رفته صبر

سواران از آن بچو اول در آن
 یکی از انبیا بود تر سنک
 همه عمر در خانه خوشترن
 با و برگزیده سی روزگار
 بسی را پیوسته چون آسیا
 بکل گشتی از بار ز رفتی ز باغ
 چو از باغ رفتی سوئی خانه با
 چنان بیده کاین عالم باشکوه
 در آن شب بیل از خوشترن
 ز قرآن ماند آیتی کش ز خود
 گرفتی چو داناش خازن خج
 چنان چیک در من شد مکلش
 با پی روی رفتی شد آن چیک نیست
 بر آوردن آن که شیرم شکست
 ز شهر خود آواره ام سانکتی
 سرفراز اول بر او بخت
 چو روشن شد آن شیر از شیر بود
 مرا خود قنانه از اندیشه است
 جهان همین شیر از شیر خورد
 نیش مرا استخوان آب کرد
 بر پیروی از وی ببردم کله

ستوران ز طلاست مکن خرد
 نهاد ز اندیشه آن هلاک
 بر آسوده چون مردم چشم
 ولی بود بر جانی و چون خار
 ولی پایی نهاد و بیرون جا
 و می صد روز خانه بستن از
 بنا لیدی از نونج راه دراز
 ز شهر اندک نبت تاپش کو
 همه دیده بر برگ بگماشته
 نه از نام زد آن که در اول راه
 بر آورد می افتاد که مان
 که خود می نیارم کشید ز من
 گرفت تهنش شاخ و خرت
 زهی نامور مرد و مهرانست
 بچنگال شیرم در اندک
 بفرمود تا هر کس آتش فرو
 که مرد هر سنده در اول بود
 که شست مرا پیشش شکست
 چنین سهل آسانش توان کرد
 که چشم مرا ز خون آب کرد
 بر آن کش بگردن زنده

در این کمال صفت از خود
 برین سزاوار است
 در این کمال صفت از خود
 برین سزاوار است

مرا گفت و اندک در شناس
 ز عشق آتشی کنی بل شعله
 چو ز آتش کند شیرین باز پس
 تو نیز از چو من دل آتش کنی
 چنین دل پر آشوبندان
 چپ و یکی جاده بس فراخ
 دم گرک چون سبز عاز کوه با
 ز مردم تنی چند صحرانشین
 ز یک سو تنی چند دیگر سوا
 جوانی فروزان شسته بر آه
 گذشته بر او سال کی بارده
 بالائی او سرو کشته نبود
 خسته بیدار و فرخ بنام
 جوان سخت ابودلوئی نیز
 بیا در کاب پدر بوسه ده
 با سپاندر آید بفرمان باب
 همی راند تا هور بر شد بلند
 بشستند رومی نهاد و جوان
 که سختی بر کرد آنچه دار نهفت
 که این حرف دریا چو آب چوین
 چنین دیدم از او در مصلحت

که در این قصه صدق است

که شیر آید از آتش اندک
 ازین شیرت است بهت هم غیر
 ز عشق آتشی شیر اند شیرین
 ازین شیر عایدی خوش کنی
 نوشتیم خود هیچ فرنگ آه
 بدان هاشدیم از چنان سنگام
 یکی کله از دشت شد آفتکار
 سیه خانه چون مردم جوین
 پذیره رسیدند ز می نامدار
 چو آذر کشتی بر آذر کشتی
 گذشته بروی از مهر چاره
 بسیمای او مهر انور نبود
 هم بر تو مهرش از چهره ام
 چو پیش پدر شد بدخت بین
 سرفراز اول بدو کشت تا
 چنان چون آید بکوه آفتاب
 بمنزل رسید آن کو را حمید
 چو در خسته شد گفت روشن وین
 و زان پس بگوید که ای گفت
 هر آن در که آنگند بر کن گفت
 که با بی بر او خوانم از تربیت

بدو گفتم ای داوود جوان
 همیشه پر سائبان تو باد
 بزرگیت گریه و سوری
 بغزای گل نشین باش پس
 مشو سلفه پرود مشو نهال دست
 سخن چون بگویی پسند که
 بکیر از کسان هنرمند پند
 مشو با بدان ای مکتوبت یاد
 همه بانگو خواه و دانایشن
 سخن با بزرگان با زرم گوی
 بلندیت باید بهمت گرای
 بدون همی تا تو انی مپوی
 برتبت هر آن که تو بالا ترست
 غز و جوانی ز سر باز نه
 ز دانا سخن بشنو و در پدیر
 میا لای و طعن مردم مین
 بشو خوی میختر ای طبیعت کن
 زبان باز کن تا نهی بی زبان
 کسی که تو افروز تر هست از من
 قناعت کن الا ز آموختن
 مخند از هر چه پایت آوردی
 ای غزالت در سخن گوی ۱۱

مبادی ز آسب بیتی نون
 از ان سایه پرورد جان تو با
 روان بر تار از زهر روی
 خراز زاد و فرزند مشهور کس
 که این هر دو خاک جرح است
 باهنگی گوی مسخید گوی
 از ان پیشتر که تو گیرند
 چه خواهی شوی در جهان خدای
 ز نادان بدخواه نهالین
 درستی بکن ای سپهر گوی
 ازین نزد بان بلند می آ
 زودن همتان نیز یار نمی
 و را در نشتن مکن یوست
 که افتادگی زیور موی
 حدیث بزرگان بخوردی گوی
 بنیدیش از طعمه خوشین
 بکس که چه خصم است غیبت کن
 که کس بر زبان بیاید ز زبان
 و گز که تر است از خود افزون
 هنر جوی اگر خواهی از سخن
 بروی کسی بنیاد و در موی

مکن دیده پر مر و ناپاک مکن
 بر بگانه الفت مکن زینها
 همه آتش خویش بی دودمان
 بنا و ان میانیرا که بخودی
 بدانان نشین تا که دانا شوی
 پرستش گرمی خواهی از دیگران
 که هر کوسه از کار او کرشد
 سرعجز نه بروری نیاز
 نپایید بزرگی در آن خاندان
 نه دولت کشد نیز پامی در
 شمی بود او را و دوستور بود
 یکی زان و دوستور نیکو بود
 وزیر و دم ناکسی شست خود
 جفا جوئی با مردم حق پرست
 ز خویش دل عالمی سوخته
 از خلق چون وزگار تن
 ستوده بر شاه و الا نش
 همه چرب گویان خود کرده
 بسی خسته افکنده در ملک شاه
 اگر آن پاک ستوز نیکو شست
 بشته مشتبه کردی از مکر و ن

از این سخن بی نهایت است

که صاحب غرض کینه دار و بن

همه باش با مردم پاک مین
 بر آشنایان مکن خویش خوا
 تو ستمی مشود و دوده دودمان
 که دور است از و فر و ایزدی
 بر پیروی دانش توانا شوی
 خدا را پرستش کن اول جان
 همه آفرینش از و سر کشد
 و زان پس مکن چون از ان نیاز
 که گردن کشند از خدیجه جان
 که بنید بنجا کاردت سری
 دلش روشن ملک محمود بود
 وز و نیکو میها بخلق خدی
 همه با کسان بدول مکینه جوی
 کشاده ولیکن بازار دست
 ز همیشه لب ز شکوه برد و خسته
 بشته لبسته همیشه راه داد خواه
 تنی چند را همه خود کینش
 که آتش ز روغن شود شعله آ
 ولی زنها لبسته بر داد خواه
 بشته شکوه برایش اعمال شیت
 که صاحب غرض کینه دار و بن

زرم وصال

بدم گزنگوید بشبه چون کند
 بزرگ زود آدمی ز او بود
 که جرمی بر او بست مگر تو تن آ
 که با نطفه گان شاه را در میان
 چنان کرد کال گفت بر نمیداد
 بدست وزارت نه او اوست
 که شهزاده را باشد آموزگار
 که چون او دبیری بهیتر نیست
 فریبد کند خوار شهزاده را
 همی خواست ز شناسندین شهر
 که چون ساحلی بدبیدای ملک
 همان پاک ستور آ زاده ا
 که انگشت هم گیره انگشتری
 با آرام لب همیشه پدید آمد کرد
 در آن بوم ویران گزنگوید
 ملک اده را نیز آ که نمود
 که چون باز جویم بهیچگاه
 که کس بی شکلی نیاید نصیب
 محبوب جز مندی و بخردی
 هم این آوان کار آگمان
 همه راه شامان رسم ملوک

چو شاه از تویم پایه از فزون کند
 هر جا بهر مندی آزاد بود
 ز بدگویش پیش شته کرد خوا
 بجز نطفه چند را از زوداد
 هم از بدگوئی پاک ستور را
 بی مشورت گفت و کار نیست
 چنان بدیم ای خسر و رونگار
 در آموزگاریش مانند نیست
 وزین خوست تا شاه آ زاده
 که شه را همین یک سپهر بود پس
 یکی شه ویران در اقصای ملک
 بر انجا فرستاد شهزاده را
 خود اینجا چو دیوی با فستوگری
 بدین رنگ خلقی بنمود رام کرد
 از ان سو ملک اده بار نهی
 وزیر آن همه حیل و دست بود
 ز دستور شه چاره جو شو شاه
 بر او خواند بانی وزیر از شکیب
 بدو گفت کامی تره ایزدی
 تو اکنون بیا موز رسم شمان
 و گر با رعیت نمودن ملوک

باز آن زمان که...

که پیش از این بود که در جنگ
 بجوای هندگی نان مردم گرفت
 بساوا که در زبان بغت رسند
 چو خاکی ز باد می به بالارود
 بساوا که گرگان شبانی کنند
 چنان کان و غل پیش از شتر مرد
 همه مردم اندوی بجان آمدند
 یکی لشکر کشن آموه کرد
 بفرمود تا او شگبیرش کنند
 همان پاک ستود انشورش
 خبر شد ملک آوه را کاندغا
 به پیکار او چون بودیش تاب
 بشهری در آمد که فرمان دوش
 چو خسرو خبر گشت بشناختش
 بشهرش در آورد بیمار دشت
 چونیک آزمودش نه نبرد
 بر ما مادی خویش بنواختش
 یکی هفت بر سو دورش فرود
 سپهرانی جنگ آموه ساخت
 بسی گفت با آنده فرخ سپهر
 ملک آوه را در بر خود نشانند

خدایت گوی همان اگر
 کنون آن بان بود و این گفت
 زمین بست با سپاه سر بلند
 بسا آب که چشم مینارود
 و یار نیز تان پاسانی کنند
 از ان هرز کیسر آورد کرد
 زن مرد فریاد خوان آمدند
 روان سوئی ملک ملکه لو کرد
 بنید بلاد را سیرش کنند
 بر اندام تیغ بلا برکش
 سپهر اند بیرون بغرم و غا
 گریزان ملک گشته تاب
 بدل بود پیوند شاهنش
 پذیر ز شتر او کان ساختش
 ز هر گونه پیش پرتاب است
 بشعار و در خور پیوند بود
 باوج ستاره سرافراختش
 هشتم در گنج زر کشود
 و دهنزاده همراه شتر او ساخت
 که از راعی او برستا بید سر
 ز اندر بس گوهرش بر نشاند

در این
 در این
 در این

بگفت ای چه نیک از مردم
 ولی برخلاف گرامی پدرش
 همه یار مرد و خرد پیشه باش
 همه کشور از او آباد کن
 بنا از موده ده کار ملک
 سپند دل از زده از خود کن
 باز روز و روز از کسی بگیر
 بهیمه خورشید از بندش کن
 طغر از خدا جوئی بس ای پسر
 بیکبار قلب دشمن متاز
 کی دنیا بسوز و بسین
 به نمانه مردست در اخلاق
 گر این زم خود بر مراد نیست
 بگفت این بر روی او بود
 در آنسو که از آن جهان هفت
 همی راند تا دار ملک پدر
 خبر شد بدستوز با پاک ای
 بیاید که این باغ بی خو کند
 یکی لشکر آر است بر گشته بخت
 گروهای پر گشته را جمع کرد
 همی شسته شان کرد بهر تیز

چو بستوده بودی ستودم تو را
 مشو این از مردم بگوشه
 ز نابخردان دل زاید شیه باش
 سپاه و عیت ز خود شاد کن
 مکن سغله گان آنکند از ملک
 چو از روی او را سپید کن
 هم از بدلان نیز لشکر بگیر
 ز خود مایه عبرت خویش کن
 نه ز اقرونی لشکر و گنج زر
 پس شت خود بجائی شهر مساز
 سپه چون نماند به تنها جان
 به بهیوده ناگاه جان بخت
 مرا آگهی ده که لشکر سی است
 بایوان خرمه خندان نشان
 سر حصار و سوره بر ماه نوبه
 یکی از حینت کشانش ظفر
 که آن دولت رفته آمد بجای
 بنا کی گمن گشته را نو کند
 در اندیشه کاسان کند کاخ
 چه آید ز جمعی پر گشته مرد
 بخوشش دلی آشنه چون تیغ تیز

دو منزل بر آمد پذیره بچنگ
 دو لشکر بر ابر کشیدند صفت
 گذرگه بهم برگرفت تنگ
 بخون پیدر شهر یار جوان
 بقلب ندرین سوئی توست
 بز قتیغ ز پهلوان گون بر سرش
 بنام اندر افتاد آن بر کمال
 چو دیدند لشکر که خسر و چه کرد
 نهادند سر برده مرد بان
 که بنشانی شاه که باند ایام
 کینه نیست بر او ایزد کوست
 شهنشاه او را با جیره کرد
 همه دست کن با بکینت کشا
 به بخشود بر جمله آن نیک را
 در کینه بروئی ایشان بست
 سپهر افستاد ز می شهر یاد
 نگو خواه دستور امیش خواند
 بلفقت امی بندید را می در
 که از تو فرزد این هنر مندیم
 زمین گردید می هنر یا شاه
 خداوند را برود باید بست از

بنا کام در شد بجا من تنگ
 دو در یاست گفتمی بر او ده
 هو گشت از تیغ الماس تنگ
 بسی جوئی خون کج و به خون
 ستم گاره را دید ما در دست
 بدرید آن تیره گون سگش
 شد از ستم اسپان نشانی کمال
 نکلند ندکیس سلیح برود
 سپوزش کشود ندکیس زبان
 ز کردار بزرگ شرمنده ایم
 که این خود همه کرده پا دوست
 همه روز روشن از تو یاد کرد
 بریده هم انتیغ کین تو باد
 بشکری که بخشود بروئی
 بجانی پیدر شد لبنا بی شمت
 ابانامه و تحفه بی ستمار
 بر او آفرین کرد و پیش نشاند
 پس از کردگار آنچه در دست
 که پذیرفت آن شه عزیزیم
 ندادی مرا خست و کین و ستم
 که جانی پذیرنده ام او باد

ای شاه که در تیغ تا بی از این است به خط و خوس کردار

هنرمند شو کز مهر پر خوری می دست پرورد و بجان سپار می گشته سراپا معرفت زدانش به بندیش برود روح را	تو نیز آیکه می بایستی بیا ساقی آن بایه جان سپار می دیده در خم بستی تربیت بده تا بتن پرورد روح را
---	---

قبضه کردن مصنف و صفت شمشیر و فسان
وان تیغ زبان را بر سنگ کتیرید

که آرام بستند از و دیگران که روزی با آرام سازند از و به روان این از نیرنگان هم از نشت او بیلو منی تیغی هم از تیغ کافر شود حق شناس جهاد از که انگیزد از چو لان هلالی که گیتی فروزد چو روز بیا جوی آن ز آهن تیغ بود نزار است و اسلام از دور گو ا هم بر این خرد خندقت است شود پیر و شاه مردان علی جهادش نبود از زخم کین و زگرده بجای سالار ترک خداوند بر و بر وقت یال بگیتی در این زمین با کبار	زهی زور باز و می دلور قتاده پی و دیگران وقت ندانم به از تیغ رویین تن ز تیغ این جهان کس اندوی هم از تیغ گردن نماند سپار غزال از چرخیز و تیغ یلان ندانم بجز تیغ آتش فروز سکندر که سدیمی آهن نمود بگردن کیشان تیغ کفر و است ز تیغ است کاسلام بار و کین خوشا آنکه اندر ره بدولی که تیغ او خانه کردی زمین و گر مندرل ناید ارستک که بودش برادش کتیر بسیار یکی با برسی ترک تازی سوار
--	---

نه از ترک چون اوزه از پای
 اجل هسته پیمان شمشیر او
 بی جوشن بر پیر او چه زنده
 که آب سنان در می آتش کشت
 که آتش نیاماید از سوختن
 بر او تازد و انسان کم بر زال
 که بی جوشن و کبر کوشده هر
 که این طعمه غشیه او را کم است
 که نشستی به از روی خسته غفلت
 بر دل ز بیم وی اندیشها
 و خواب بر لبه منم سازد
 که بید در خشنده الماس
 بوسید و چون جانفش در بر سید
 پریشان تنی چند از دستوه
 همه یا می بر تخت خرم زدند
 با بل سرافراز بل سختند
 و زان حیلند و مگر نپان نشان
 کین سازد از حلیله باشی ز
 زگر کان تبه شد بسی گو سفند
 بر سپان تازی زخت جوینر
 شدند می ابا ناله و بانیا ز

ز نرفته همان سال عمرش بسی
 بلند آسمان خسته تیر او
 ز تقلاب شکیب او تا خجسته
 گر آتش بی پیش آید و را خون است
 نیاساید از زرم و کین تو خفتن
 هالمش بر زرم او بود پوزال
 بزرم اندرونش بخوش نه که بر
 کوشده همه دشت اگر رستم است
 نیاری با بنوه لشکرش نیست
 به زخته شران از و بشهاد
 به نهامی که در دمی به نه سازد
 از ان لعل خیز که با بی مجو
 پذیره نبرد برادر رسید
 بهر امش از تخت یاری کرد
 که این پیش از سر کشی هم دند
 چنان بد که نپان و عمل باشند
 سرافراز این ز دستا نشان
 که رو به چو زورش بر آبد بسر
 به بنگاه آن سرور ارجبند
 و کرد دست غارت کشود پذیر
 شگفت نیکه به سال ز می نخر

جوان بخت نشان از بنوعتی
 چو قدر چنان روزش نماندند
 بلی گرگ چون گداز خوشین
 بر آفت زنا چو آگاه شد
 همی گفتم بزخود جهان گزینک
 چو آورد بشیر ز کور زو
 بترکان بر انسان شور خیت
 چون کوشتم و بخت یاری کند
 فلک دیده تا این من بغلیان
 بگفت این زمین تر بجا و زنا
 بر انداز پس خصم من با شتاب
 هم از شهر شد نام و با گرد
 سپاه از پس دشمن شویم ند
 ز کین بس بلند آتش ز زو
 شد اند چنان شورش دار کرد
 چو از کرده خود سپیمان شدند
 سپردند رسم و ره گمتری
 چو آمدند پیره سونی نامدار
 سرور وی نشان ایمان بود
 و اگر شیوخان دست و عشا
 که بزرگان برادرش گمتر با

ز نیما فروز تن نشان ساختی
 بخود روز روشن سپه ساختند
 کشد آرزویش به پهلوی شیر
 بر آن سرکشان روزگوت ماه شد
 گوزنی که تا ز کین بزلنگ
 بر او شد جهان کور و بشیر سور
 که بخت یاری سپارند خت
 جهان شپته از بخت یاری کند
 بزر دیده از بیم بخت تاف
 سوارش از پی بگردار باد
 بر و بوم نشان کرد کیس خراب
 ز اشک سپه کرد و صحرا و کوه
 بملک اندرون بخت یاری نماید
 بهر جا که بدختر منی پاک خت
 بسی مردوزن گشته و دستگیر
 فرا هم کرده پریشان شدند
 بر ایشان بهنجشود از مته می
 بجهه بیاورد از ایشان سچا
 نکرد از گذشته بدل بیچ یاد
 بنواتی مشیوار روز آزا
 نبوده پس از مته اش مال

جوانی چو شمشاد نو خاسته
 گشته ز ره پوشش ترکش جهان
 بنام ایزد آن فره ایزدی
 پیاده شد و رفت ز می سرفراز
 و زان پس بخت بر لب رسیدند باز
 چو پرده خسته شد خوان آن بخت گفت
 که این سیر بدین ابل و پیر است
 و لیر اینر با پیر سخن ساختن
 ز گردان نون آسمان سراسر است
 بر بابل از زنگ بومی بهار
 ز تقوی به مردم پاک دین
 بر میگساران ز سوز و زرم
 سخن با دبیران دبیرانند به
 تو امشب بمان ز کلام بلند
 بگفت این شد در ستان خویش
 از آنجا که با بدلی عهد هم
 بدو گفتم ای شیر پر خاشخند
 پرند تو خوار مشکاف دهی
 بجو و ابر بازنده در همبندی
 ز فر تو گیتی پر آوازه گشت
 از سمت بکشور بدان پیشیت

پدرش از خدا باد و خاسته
 ز ره پسته با ترکش آسمان
 ز تهر خوشش دور چشم بدی
 جوان بخت رویش بسید باز
 نشستند خوان کشیدند باز
 بیا ای که در درشت نیست حفت
 که نگاه این شهر کند و دست
 به تیغ و گویو بلبل پند سخن
 که در هر سری با دوه در خوست
 بر عاشق انسانه وصل با
 ز بیات بر مرد افلاک بین
 بر شیر مردان بنگت زرم
 ولی با دبیران دبیرانند
 که من بزغزالان کنم ترحم
 رها کرد و با شیر مهاجرت
 سخنهای شیرانه حبت زرم
 کز آتش چو شیران بهار حیدر
 سستد تو دریا بشکاف دهی
 بکین بحر چو شنده در خوشی
 ز تیغ تو روی جهان ره
 فلک از بدایش تیره نیست

بود در چرخ از فتنه پروردگار
 بر آن کوش که لطف تدبیرش
 چو از لطف دشمن توان کرد دام
 مرو خیره در کشتن بی گناه
 بخونوزی بی گنا مان گز
 بر بجزدان ناستوده بود
 دلیری که پاک ز غرور و همت
 کسی که خلاف تو گوید می
 مکتب هیچکس از بهر هوا
 تو را دشمنی بدتر از خویش نیست
 اگر مرد کاری خصم انگیزی
 دلیر آرزمان خواندند به شمار
 چو خصم نکت در در بر خصم
 که نزدیک است چون کین شمر
 ز کشتن بخوانند کس اولی
 ز خود خشم باز و هوا و دردا
 بسا کس که خوش فرو دست چشم
 اگر حلم بر کار بندد و لیس
 تحمل کند سر کشان از بون
 مگر خوانده باشی که شیر خدا
 بدان شد که با تیغ بر دستش

دفعه بیستم از کتاب

ترا تیغ سوزنده آبدار
 نیازش نیند به شمشیر خویش
 چرا تیغ با یکشید از نیام
 بخود بر کن دین و دولت تباہ
 که چون شیر خواندند تا نذر نبود
 که انسان بچوایان شود شود
 نه چون شیر میشه است شیر خدا
 نباید بخونش کبوشی همی
 که بهر حد او با مرحد را
 که چون پیش کس ابد نه نیست
 نخستین سباید که بر خود زنی
 که از نفس تو سن آرمی در ما
 کشد دشمنی را که نزدیک تر
 چو شد دور بر روی کین آورد
 دلیر آن بود که بخود گشت خبر
 و ز آن پس آو صف کارزار
 ندانست از دوست دشمن چشم
 نیند نیازش بشمشیر و تیز
 تحمل کند خصم را سزگون
 چو بر دشمنی چیره شد و وفا
 چو ز دور روی مه افورش

ایاتی از کتاب...

بزم وصال

بنگنند شمشیر و بر جنت شاه
 چرا چون ز زینم در انداختی
 بدو گفت شاه بنده نام بود
 زگر دو آینه ام تره شد
 اگر راندمی بر تو تیغ هلاک
 نشستم که بنشینم کین خشم
 بغیت که بر پائی شیراکه
 و گر نزارم از آن شه سخن

بدو گفت خضم امی شد دین بنام
 ز مردی بگویم نه پروختی
 که بر روی من گنجد
 بمن خشم و آشفته گل چهره شد
 بزار خشم نی بهر زردان پاک
 شنید این سخن خضم از آب چشم
 پذیرفت دین اندر آدره
 بدین یک سخن خویش قانع گون

ای صبر دین زوم سده نعلاب علی رضی کشتن بند و لفت اخیل کفار
 بی صیقل و صفا و اواری بر پا دخی تا و پس آن نما

خواهی شوی هم در اگر
 که سالار بطحارین پور حرب
 همه گشته کیسه سران تشریش
 چو بوجبل و چون عقبه بسز نامدار
 ز هر سو بخون دل آشفته
 ز نان گشته از انده شوخی لشر
 یقینان آفتاب بچ از تاب بچم
 یکی انجمن کرد از زاری زدن
 بمیکفت اشکش زوریا که گشت
 چه مایه جوانان شمشیر زن
 چه خورشید رویان مع خاسته

یکی نکته از غرور خستق شوی
 ببدرو احد دید لب طعن فتر
 ز مردان و نام آوران گشت
 شده خسته و طعمه ذوق فقار
 پدر گشته بی سپهر گشته
 سیه زرد آشفته فریبی لشر
 ز پر دامی تا نبوده و زینیم
 سران عرب جمله در انجمن
 که بر کس نفت انچه بر آگشت
 که شمشیر شان کرد لعلی کهن
 که در بدره چون ماه نو کاسته

سالار بطحارین
 زمین پور
 جبر پور
 خط خورشید
 زور و آدره
 کین خشم
 رسوخا
 سالی
 میسیر
 آفتاب
 زور و
 ان بند
 با بچ
 زور و
 زور و
 سالی
 سالی

آنچه بسکه از خون بافتش
 با کوی و سستی نچیند گشت
 برومی نه که ساز کفیر کنیم
 درین کار نتوان نمودن
 علی گر چه لب سریدل کزین است
 یکی از قریش است خودش نیست
 بزیر وقت رت چه از وی هم
 بدنیسان باگر شود و ستاخ
 چو اندر یوم است از آن بد
 که چند این سخنهای خاطریش
 لب است آنچه برومی کردی
 مگر قصه بدرت از یاد رفت
 ندیدی مگر دستبر و علی
 ندیدی مگر شیر کوشنده را
 ندیدی چو الماس خشان کند
 بکوشد همه شربت اگر دشمن است
 بر آسان نکر و در میدان هم
 بتازد بشیران چو شیران بود
 نیقناده همه نقتد سانش
 سانش نه آهن که آهن است
 بلند آقا بیست روز نبرد

بیم وصال

چو کان بین گشت و کوه بندش
 که آسان ازین کار نتوان گشت
 بگیتی سر از شک چون کنیم
 بکشید اگر نام دارد و ننگ
 نه گوئی ز پولاد و یاز آهن است
 از وایقدر جانی تشو نیست
 نه او از فرشته است ما از هم
 بمانگ از جهان سناخ
 بلا حول لب باز کرد آن سه
 چه خصمتی از بنی خورشید خایش
 تا بجای این هست یکم خنجر
 که بر بازو دشمن چه پیدا رفت
 همان چه و بالا و سوز و علی
 ندیدی مگر بچو شند را
 همه شربت کوه خشان کند
 نرسد اگر دشمن بهرین است
 چه میدان زش چه ایقان هم
 ناز و چو گردان باز و روز
 نه پیچیده نشکر نه سپی غناش
 که نوکش همه خود و خون است
 ولی روز را تیره سازد و بد

چو دریا می‌تیش بود موج در
 کسی که در موج او جان برد
 کسی را که بر پشت از روزگار
 به بیبوده راهی تنیش مکن
 بما اختر شوم را بر مشور
 ز خس اجهیون چو پند کسی
 چو سالار قوم این سخن گوش کن
 فرود شد در اندیشه او نگاهت
 بگوئید تا چاره کار چیست
 بزور کسی ائی نادل بسند
 یکی ز انبیا پیش سالار خود
 بگفت از وی بیخ عهد پیمان کند
 که او زنده پیلانک فلک است
 شان و را بر تابد کسی چه
 ز گردان شاکسته کارزار
 بسا کونبا و رو پراخته است
 سانش زده مرغ ز تر بوزن
 مگر کز دیسری ز روز آری
 بدین چاره شد رایشان تها
 برفتند و گفتند و نیته شد
 قضا و زمان خنده زو کار شکفت

همه گوهر جان منتد بر لب
 گمانم که گیتی بی پایان برد
 بدور و کند و صفت کارزار
 ز ما تحفه تیغ تیزش مکن
 مخوان مای از آبدان متنو
 بدین کار دانا بنمید بسی
 زمانی لب ز گفته خاموش کرد
 که بر کس بر آید راز از نعت
 که بر کار بیچاره باید گریست
 نینقا صید مرادی به بند
 سخن را نداز عمر و بن عهد
 باشاید این کار آسان کند
 تو گوئی یکی دست بهین است
 با سایش از وی نخواهی
 برابر بود با سواری نه
 شتر گره را سپهر ساخته است
 رمان سیر از چون شیران چون
 به بند در حمله میسری
 که خواهند از ان آموز نهد
 بر او روز خوش گفتی آتشند
 مکن راه پیکار غما گرفت

ز صحرای شینان گریخت خیل
 ندانسته که سیل دریا زیان
 وز انسو خیز شد بسا لار دین
 پر اندیشه شد سرور سرفراز
 دلیران پر مانگان باز خواند
 سخن گفت از آن حدیث چون میزد
 سگالید پس چاره کارشان
 همه هم زبان باز گفت جمع
 ز ما پور حرب چنین گویست
 همه کینه را بست با یکسر
 زمین بوسه داد از او بیخ
 یکی کنده بایستمان زد و کند
 بدنیسان بود رسم آن رفیوم
 همه گرد آن شهر را برکنند
 چنان که گوش گفته بدین
 بگرداندر شاران بلبند
 چو لشکر تبر و یک شیر بسید
 گرفتند آن شهر را در میان
 بقلب اندرون عمرو بن عبدو
 خردشان ابر باره راهوار
 ز پودا و آهن سر ایا بی حق

کیش

شتابان سوئی شهر شیر بسپیل
 نگرود ز رو باه شیر ثریان
 که شد موج زن باز دیاسی کین
 که بند ز در یار ه سیل باز
 ز هر دو سخنها برایشان براند
 ز عمر و سالار قوم سیرش
 هم از صلح شان همز پیکارشان
 که ای خیل پر مانگان اتعش
 بایستمان آشتی دستت
 تو سردار و انگاه پروا بی سر
 نشسته گفت کامی دوزت از رویه
 که در پارسی نیسان کند شهر بند
 که چون دشمن آرد ملک می هجوم
 که بر خود دشمن نیا بی کنند
 عرب نام آن کرد خندق کون
 یکی کنده کند از در شهر بند
 ز گرد سپر چرخ شد ناپدید
 چو این توده خاک آسمان
 ز لطمای به شیر بسید چو
 چو رعد می که بر برق گرد و خور
 یکی کبر رومی است و ده بفرق

نفته سر تن برکت سوان
 بر آشفته برگ و دشمنانش
 نفته تن اندر زره بهر جنگ
 باگون از برش تیغ آتش نشان
 بر آگینت پس باره راهوار
 بفر میرانند شیران است
 های گفت موج در زمین تم
 بلند آسمان زیر دست نشت
 چه سازم پرو با بر دوزخین
 جمال بار بود گنبد لاجورد
 ز سوزان شایان این استیز
 شود هم بروم که سفندیا
 ننگ است تیغ من اندر و غا
 کنون نوبت کار زار من است
 کسی که تنگ آید از جان خویش
 بدینسان جز خوافی اندر نبرد
 بگردان شرب همی زدند ای
 که آن کیت کو ترکستان آورد
 سپرد از دوازده شیر این بشیر را
 بسی گفت وز ایشان ناید چو
 در آخر عمر گفت یا مصطفی

چنان چون بود راه و سر کمان
 چو شیری زنده شعله و شمشیر
 بشست اندر آقا و گمشنگ
 چو از کوهسار آرد با می مان
 بیار و بسیار با می حصار
 سرفشان کی تیغ بند می است
 که چون شیر درنده در چشم
 هر خصم چون خاک نیست
 تو گفتی بود موج و باد می
 ز خویش عقیقه می کند و زبرد
 اگر شیر داروز آتش گریز
 ز من غار باشد از نو غار
 که سازد بدریای می خون شتا
 عرب جمله در زنها من است
 من اینک تاسا و تم نیایش
 بسی کرد کس ای جنگش کرد
 پیوسته که جانهای پاکشند
 بر من سر عمر و باز آرد
 وزین دیو خالی کند شیشه را
 که دلما شده بود و جانها تابان
 که ای در دشمنان هر خصم غا

نه نمیم کسی را از مردان مرد
 گرفتیم نه سنگی بود که سنگ
 نقش دیدم ای پادشاه نام
 بز و خویش را بر سلور نمی
 یکی که اشتبه بجای سپهر
 از ان زخم کز شیر مردان
 تو ما را بدریای آتش مخزن
 دم آهوج دیو سیت این مینشت
 شنید این سخن شیر مردان علی
 بیاید بوسید پامی رسول
 نقش هم نبردیم چه فرمان رسد
 ز عمارت قدر جای آتش نیست
 بگه تا بدریای آتش روم
 نه عمر و دار بود آسمان بلند
 چرا بود با پیداز و پیر اس
 پمپیر بوسید چنار او
 بدو گفت کامی شیر زواران
 که این شیر زنده اهل نیست
 پندش نه بینی که خار بود
 بساد که بر جانت آر که نه
 وگر باره عمر و اندام بگوش

که در زرم با او شود هم نبرد
 بدریای آتش چه سازد سنگ
 که مکتب چاکر و در راه شام
 بر آورد از جان ایشان مار
 مهر بر کشید این میل نامور
 تنی را ندیدیم که بر سر زد
 زمین چون بر دهم آسمان
 بنجست آدمی زرم با دیو سیت
 بز و بگرد اسن پیر دلی
 بدو گفت هرگز بساوی معلول
 سپاس تو ام بردل جان رسد
 که او نیز چون با تنی پیش نیست
 خلیلا نه بگر که چون جوش روم
 چو فرمان دهی آرمش مکنند
 تر سزگس و پروان شناس
 پرانده دل شد ز تیار او
 اگر چند شیر می بر و باز جانی
 یکی بجز جوشنده در جوش است
 سمندش نه بینی که در یار بود
 که پروانه دارد ز چرخ بلند
 بر آورد چون بجز جوشان

بیمه سال

کس از بیمه را می نبردش نکود
 هما در وقت از در کارزار
 که پای می با جنگ ابرین
 مسبح چون دین آفت سحاب
 که جانم به بیمار در وقت
 هم آورده و کین نخبند زبا
 که نملی چنین آید او را سب
 بیسی بهتر از زنده بودن ب
 که تاول فتنش ما چاروا
 ولی لانه باید چه سمیت جست
 بزرم ار چلیس و در دست
 تو گفتی ز دریا یکی موج کجا
 که در پشت پرورنی آفتاب
 زگره دون گردان گذشت ازین
 هلالی بخورشید زخنده است
 جوان چن علی تیغ چونی و بقا
 بگردون بر آمد بخت آفتاب
 بدادار دازنده بود شست
 بهر کارش از لطف دیار
 ستاره بفتیاندر آفتاب
 دولت روشن و جانت میدار

بیمه سال
 کس از بیمه را می نبردش نکود
 هما در وقت از در کارزار
 که پای می با جنگ ابرین
 مسبح چون دین آفت سحاب
 که جانم به بیمار در وقت
 هم آورده و کین نخبند زبا
 که نملی چنین آید او را سب
 بیسی بهتر از زنده بودن ب
 که تاول فتنش ما چاروا
 ولی لانه باید چه سمیت جست
 بزرم ار چلیس و در دست
 تو گفتی ز دریا یکی موج کجا
 که در پشت پرورنی آفتاب
 زگره دون گردان گذشت ازین
 هلالی بخورشید زخنده است
 جوان چن علی تیغ چونی و بقا
 بگردون بر آمد بخت آفتاب
 بدادار دازنده بود شست
 بهر کارش از لطف دیار
 ستاره بفتیاندر آفتاب
 دولت روشن و جانت میدار

بیمه سال
 کس از بیمه را می نبردش نکود
 هما در وقت از در کارزار
 که پای می با جنگ ابرین
 مسبح چون دین آفت سحاب
 که جانم به بیمار در وقت
 هم آورده و کین نخبند زبا
 که نملی چنین آید او را سب
 بیسی بهتر از زنده بودن ب
 که تاول فتنش ما چاروا
 ولی لانه باید چه سمیت جست
 بزرم ار چلیس و در دست
 تو گفتی ز دریا یکی موج کجا
 که در پشت پرورنی آفتاب
 زگره دون گردان گذشت ازین
 هلالی بخورشید زخنده است
 جوان چن علی تیغ چونی و بقا
 بگردون بر آمد بخت آفتاب
 بدادار دازنده بود شست
 بهر کارش از لطف دیار
 ستاره بفتیاندر آفتاب
 دولت روشن و جانت میدار

بیمه سال
 کس از بیمه را می نبردش نکود
 هما در وقت از در کارزار
 که پای می با جنگ ابرین
 مسبح چون دین آفت سحاب
 که جانم به بیمار در وقت
 هم آورده و کین نخبند زبا
 که نملی چنین آید او را سب
 بیسی بهتر از زنده بودن ب
 که تاول فتنش ما چاروا
 ولی لانه باید چه سمیت جست
 بزرم ار چلیس و در دست
 تو گفتی ز دریا یکی موج کجا
 که در پشت پرورنی آفتاب
 زگره دون گردان گذشت ازین
 هلالی بخورشید زخنده است
 جوان چن علی تیغ چونی و بقا
 بگردون بر آمد بخت آفتاب
 بدادار دازنده بود شست
 بهر کارش از لطف دیار
 ستاره بفتیاندر آفتاب
 دولت روشن و جانت میدار

پاینده بشد شیرین و در دگر
 چه شایه من سوئی صید و آرد
 منم شیرین گفت صید ز نام
 اجل بنده تیغ تیز من است
 چه پیمانم پیمانم اکنون تیغ
 چه گو شمع عدو کسیت تا جان بزد
 نه ترسم که ای زور مایا و زرت
 الا ای که نیویستی هم بنبرد
 ز عسرت همانا دمی نماند بجز
 بجا باش کا کنون در لیا مینم
 شنید این سخن عمر و گفت کجا
 همان بر تو نگذشته لب ز گدا
 نداری درین از جوانی خویش
 و دیگر که بر کوز او تو چیست
 بگفتا علی پور بو طاب لیس
 بهین گوهر عمر عب و مناف
 هم از جان هو اخواه پیغمبر
 بدو گفت اگر پور بو طاب لیبی
 مرا با پدرت شنائی بسی است
 بسوا دستم شیرین شیرین
 گفت جانم از کشته من در بره ۱۱۵۰
 اگر امی نزا دو گو و هر کس

پاینده رود شیرین و کارزار
 بیدان به جز طوفانی آغاز کرد
 که از تیرم آتش کشت شعله ام
 ندید آنچه کرده من گریز منت
 روان بماندیش با بیدریغ
 در گره بگردون گردان برد
 مصفا کنم و نجاشی پایم اوست
 زور آمدن دل مفرا می سرد
 که در آواز که بستیش زود
 دلیر آدم گر چه در یادم
 تو کی دیده و بسته و کوان
 چه مردان میا و صفت کارزار
 بهنشنائی برزند گانی خویش
 که با بنزادان مرا کافیت
 که دایم چنین و زر طاب لیس
 پسر عمر پیغمبرم بی گزاف
 بجنه راه پیمان و نسیم
 به پیکار عمر و از چه نور اعنی
 نبرد تو کی کار چون منی است
 سپور برادر گر آرم سیتیز
 ولی باش کا دید بکین و گیری

در این
 سخن

جهان که بسم بر خور و گوید
چنین گفت با سحر و شیر خدا
شیدم سده خواش کند از تو
بگفتا چنین است و این ملاف است
شش گفت چون با منی
زیاری اگر از زور و شهنوی
که چنانست و این بفرمودی
شش گفت که با منی
شش گفت بر زور و شهنوی
شش باز پیکار می جنگد
نه پذیرفت ز آتش و الا شش
بر پیشیت من این قوم گشته تر
چو نشان دین هر صید کنم
سوم آرزو گوئی تا آن کنم
گفت آنکه بندی لب از گفتگو
شید این سخن عمر و بر تافت سخت
نمی خواستم ای گو صفت سخن
شش گفت رزمی مرا خوبتر
بر آشت بدخواه بر شتم سخت
فرود آمد از اسپ پی کرد سپ
دو پهل زهر سو بر آن چختند

که من خود نه بزم ملکیت کمر
که ای نامور در زور و آزما
یکی ان تکه بند بر می ای نامجو
گرت آرزو هست بر گو که هست
نخود است بیگانگی از خدا
بغیر یک دل بگردی
رو نشسته بر زور و شهنوی
که گذارم آشت با شش
سپه باشد که دارا گذار نمی هم
نه با ما شوی ای از نه با عدو
گفت این شو و مایه سرشش
نه او ندردی اندرین بزم
میان عرب تن نغزین بزم
مراعات آن عهد و پیمان کنم
به پیکار با من شوی بر و بر
گفت ای سحران از تو بر آشت
سخنوار می شوی گشته بر شش
که روزت به دست من آید
بندی شش گفت شش است
تو گفتی بر او رفت که شش
همان که فرودین با بزم چختند

ز بس آتش خمر و تیغ تیز
 چنین تا که از روز شد بدید
 بنا که بدانیش بدردگار
 سپهر بر سر آورد سالار دین
 بشد تیغ بدخواه با که روان
 چو شبه یافت ایسیل زان که
 بیک پاس دیگر بکشید سحر
 چو نیزنگ بود این که آستی
 به بچپ پیدی آن نبرد کوه
 بر او حمله کرد آن شه نامور
 بیک ضربت شاه لشکر شکن
 بر آورد بگبیر غنم ندویشتر
 بنی گفت بگبیر آن چون شفت
 که بیک ضربت بازوئی میدی
 رسید آن زمان شیر پرورگار
 شکسته همه دشمن از بیم او
 چو سالار دین و می میدید
 دو بددل که بدگین شان با علی
 چو بس میرشد کوشش آن نفر
 که با عمر و برمی سیلید علی
 نه عینی که بس کید نشان میشد

تو گفتی که بزبان می شد سخن
 نه آن مگر زبانه این با بران
 یکی حمله آورد بر شهر یار
 گذشت از سپهر ضربت آن کین
 چو سبایه احمدی همه شگاف
 بچستی نیتسار بر بست سر
 وزان کین گفت کای شویخت
 که از لشکر خود مدد خواستی
 که تا بنگر و حالت کارزار
 بزور بر سرش ذوق افتار و دوسر
 چهل گام سرد و رواندش تن
 در آن دم که بر خصم خورشید حیر
 پس انگاه رو کرد با جمیع گفت
 به از طاعت آدمی و پیری
 بکف بر سر دشمن نایکار
 بی نظمی از شیرت کسب اندر
 بیو سید و چون جانش در بر شد
 در آن دم که گوشید از زولی
 شنیدم که گفتند با یکدیگر
 که باشد بچهرش نشان علی
 علی گوی از جان خود میسر شد

رسول خدا گفت گوشان شنفت
 چه شیر خدا بازگشت از نبرد
 بگو که چه بود ویر شد کارزار
 نبرد بوسه با طمی برادرش را
 نه من کند بودم نه تیغ و دوسر
 در آغاز زرم آن گوید نژاد
 دل من چو دریا بر آمد بسم
 چومی بر دمی حمله امی من پناه
 از ان ویر شد روزگار نبرد
 دو خصم قومی یافتیم پیش خویش
 نخستین علی را از یون ساختم
 بر در گرفتش رسول از وفات
 که شیر خدا و نذر نیسان بود
 ز شرم آمدن از روی جان شدند
 ز شه خدا جیبند و جنبه و دشمنان
 تو نیز از تنی زور ندرت بود
 بگوستی که در راه در رسم علی
 بیاساتی آن کوثر جان فرود
 بگر تا جو صفائی بشود گوهرم
 اطهار حال مستان یکبارگیسبان
 خوشایست مستان بزم است

ببل زده رفت و بر و نشان گفت
 بر و گفت پیغمبری شیر مرد
 تو در کین بر بی کنی یاد و اتفاقا
 که امی ز بت از پانچم عشق را
 نه عرواز من افزون میل از کرد
 ز بان در ابد شنام بر کشاد
 از ان تیره دل سخت گشودم
 بندگوشتم خاص بهر آنکه
 که اول بر آوردم ز خویش ز
 ز خویش هم آورد بر پیش خویش
 بعمر از زمان باز پر دوستم
 بفرمود زان پس با بل اتفاق
 که هر کارش از بهر زیان بود
 بیوزش بر تیر نبرد ان شدند
 یکی جرعه از عضو پیوسته نشان
 همین استمان طافه پندت بود
 شوی پیر شیر مردان علی
 بمن ریز و خود بینی من بسوز
 در ساغری ساقی گوهرم
 اطهار حال مستان یکبارگیسبان
 خوشایست مستان بزم است

زده هستی و نیستی کرد و چو
 رخ شاه جهان رخ بر رخ
 نه زمان جلوه خرم بود علی قبا
 درین پرده بادوست و خردمند
 نگیرند یاری که گیرد بلال⁺
 بری کرد به بان دل از دست
 که هر دل که شد تیره بنگ بود
 و اگر خود در نیستی بر نماند
 نه نیستی خویش و بنگر که کیت
 و اگر شب چه سپید سالار و سوس
 به جا ماند از مشعلی هم خست
 و هم شب زنده بود و نمیرنگ
 سه از ازیل بر رخ میهمان
 همه حیمه ترکان برام فن
 همه حلقه بر زلف مشکین زده
 همه داده از زر گیس و گریبا
 و شاقان بکسیه ستاده سپا
 همه طره بکشاده و در دلبری
 همه مست و از غمزه خنجر برت
 ز پیر بزم بهتر نه چیستم سپهر⁺
 ز ترکان نوازنده لغو است

ای که از رخ زلفش آید

بسوایه مردوان برده پی
 که که جلوه نهند ما که پرگی است
 نه زین پرده گلین نه بجر مدام
 و زمان جلوه با یار و صحبت
 نخواهند عیشتی که آرزوی
 ز سوای یاری گزین و دست
 چون شد رنگ بنو ماند ز سحر
 بس دست حسرت که بر سر زده
 که سرایه هستی از نیستی است
 بشاه حبش عمر که آبنوس
 خدیو حبش زرم از و برود
 چو در خط رخ موشان رنگ
 بیار است جیشی ز منده نشان
 بخود زیزی از غمزه تا و گنگ
 گره بر سر نافه چین زده⁺
 چراگاه آهومی چین درختا
 بر رخ و لعل لب بقدر جان نری
 محجب نبود از ترک غامگی
 خذر کردن از ترک خاصه
 ولی جابئی او بود بیرون در
 که ترکی رخ و پارسی غمزه است

بختیاری

سز و گشتی از نعمه جانفراش
 همه علم و او د معلوم او
 سر و دین غزل را با همک رود
 چرا شعله جان به تن نفس گنم
 چرا سوز دل بر زبان ناوم
 چرا شمع بی رویی او بر نسیم
 چرا خون منو شتم چو ساقی مانند
 بدل تا یکی داغ پنهان نهم
 بگویم شود در ازل دل فاش کو
 اگر من نباشم ز گیتی چه سو
 زخم ناله کو عالمی ز بن روز
 مه من نمان مه تا بندگی
 باین درد افزون نیم مردوش
 سر و می چنین با ننگ و دین
 فغان بر شیدم با و امی جنگ
 ز زلف تو جان مرا تا بیت
 کجا خواهم آید بچشم پر آب
 مرا پیش ازین تاب دوری مانند
 مگر با بیگیری با ری گند
 ولی جامی افتاد می ای سینه
 نهی و وصل تو مایه زندگی

ز خون سیاوش پر شیم بهش
 ز ترگان ل آهین معلوم او
 که توان زین پیش می و دست
 چرا این قصه ا به تن نفس گنم
 چرا عالمی در زیان ناوم
 چرا پی هوش رو با ختر گنم
 می لعل در حسابم باقی مانند
 جگر چند در کار دندان نسیم
 و گرهیم طوفان بود باش کو
 که باید بدل شعله پنهان بود
 کشته آه کو خلق عالم بسوز
 نیرم چرا با چنین زندگی
 بدون گنم چاره در دوش
 ر بود از گنم عشق کسش
 که ای بیدانت بدل کازنگ
 ز چشم تو چشم مرا خرابیت
 که از دیده آهم فرشته خواب
 به تن تاب و دل صدمی مانند
 بیوی تو ام نگاری کند
 که نبود صبار ابد ناگداز
 غم عشق تو وصل فرزندگی

نهی شادی روزگار همیشه
 خیال تو شمع شبتان جل
 غمت یار و یار تو دو مسافرن
 که آئی برسوزم از خوبی تو
 غمت بهر من آفتی بز فرقت
 ز دوری تهنیت گفتم دگر
 بخوابم در آئی که خوابم بری
 پرانگنده گوئی چو از حد گذشت
 چنان جویو دایه جانان شدم
 شدم جیو دایه جانان شدم
 ز من ترک ساقی شد از کلفت
 بدو گفتم ای مهر روی تبا
 زستان عشقش طرب و نیست
 تر اشو مستی ز پیمان است
 اگر بینی آن گردنش چشم مست
 تو ای آفت عقل تو مارچ هست
 بهامت بجائی می تابناک
 چه بودی که دیدی این نقش
 چشمی بود که یاد خوش گوار
 چه بودی که دیدی خنجر او
 چه بودی که دیدی مایل او

غمت یار ما تو یار همیشه
 وصالت بهای گلستان جل
 خیال خست غصه پرداز من
 و گرنانی از فرقت روی تو
 که نزدیک بگرداخت ز دوری
 فراموش کاری دوری تهر
 بحالم نمائی که تا بزم بر می +
 پرانگنده حاملم دگر گو نه نشست
 که چون باز لبش پریشان شدم
 که افتادم از پای زرقم ز سوت
 که بی باد چون آه مستی رفت
 ز عکس نحت جام چون آفتاب
 که این می کم از آب انگور نیست
 مراد سر از عشق خمخانه است
 میت انداز چشم و ساغر زود
 اگر بینی آن لعل صهبان فریبش
 اگر آب خضرست زین نمک
 همان چشم تر کانه مرد فاش
 گفتی ز ترکان خنجر گذاره
 شدی بلبل مست گلزار او
 شدی مری سرور عنائی او

نه بینی کسی که شد جلوه گر
 کسی که شد زلفت و دوام دل
 از و بهر و صد پیران هوس
 ز تن گرد و جان بچسبید او
 ایسوی از جهان ندارد و تیغ
 شکارش نخبند آسب بند
 عشق خوشتر از یک جهان شادی است
 گو ترک کاین گفتا گوش کرد
 بر سپید فرخ برادرش را
 چنین گفت کای آسمان در
 نماندین پرند کج شعله فام
 بین تا چه میگوید این ساد مرد
 ز جاش دل از ناله زار او
 بهر که دارد بگو دل گرو پنه
 نه آنست این مرد بیدارش
 کجا پائی خاطر بسنگ آتش
 قسم کنان گفت سالارش
 حکایات محبوب پرش از حیث
 گر انامی آمدن بر می و گفت
 که ای پاک دل مرد روشن ضمیر
 کمر بسته بطره بر حسی

نه سود امی سماق پراچی
 نه دل یافت میگردد آرا چل
 از و بر دل و یک جهان بلمست
 چنان نیست کز دل و تو را و
 که آید در عیش بر آن دست تو تیغ
 بدان تا که بکلام نکند
 اسپیش بهتر از آزادی است
 ز ساقی و مطرب فراموش کرد
 ستود آن گرانمایه گوهرش را
 کمر بسته چون من یکی حکایت
 بدل هیچ خصم تو را نکند
 که از هستی من بر آورد کرد
 بجان شعله ز و سوز گفتار او
 که هستی نیز ز و به پیشش و چه
 کز این پیش میدیدش شاد و خوش
 که کیسه سینه نام تنگ آتش
 کز او هم حکایت از و باز پرس
 نشانهای کل اشبواز عیب
 سخنها چو در گرانمایه گفت
 چرا بعینم اندر جوانیت بیرون
 که ز میان بر آشفته و دهمی

مگر چشم مستی ز دست ا خواب
مگر دیده اغنیمه خوش سخن
مرا خواهم از خویش آگه کنی
بگوئی همه رازهای نهفت
بدو گفتم ای مایه سروری
مرا در درون آتش هستی
چگونه می راز می پنهان کنی
کس از نام آتش نیاید زبان
زبان خود از کشف لعل آتش
سری دارم سی سوده ز کبود
مبغوا آنچه آسایش از جان بد
بدل منع من آتش تیر کرد
وگر باره گفت آنچه در نهفت
که منع تو اندیشه ام پیش کرد
چو دیدیم که این در خواب هر گشت
بدو گفتم ای او سوزان
نه این گوهر را ز صفت تو ان
ولی با تو در پرده انم سخن
یکی داستان جو امنت با بزر

جان
ناله

که بی خورد و خوابی چه هست خواب
که چون گل ز روی گل دیده بین
ز من دست اندیشه کوته کنی
نه بیچی سر از رستهها بگفت
گیستی سمر در لگو گوهری
ازین آتش امی شیر بر دل گزین
که این آتش اندر دل جانم است
ولی نام این آتش افتد بجان
وز این شعله دامان خود با گشت
دلی قانع از آنده روزگار
چو آید لبه فکر سامان بر دونه
که از منع افزون شود صحن
بنا چارمی بایدت باز گفت
درون مرا جایی نشویش کرد
پرا اندیشه جانم همی خیره گشت
کز آسب گیتی مبادی جان
نه جز هستی با تو گفتن ان
که آگه نکرده اند از ان سخن
نهفته در او بکسیر حوال خویش

شعله بی سامان

انگشای حقیقت جان
بیاعت ترک وطن باز آمدن
صوت اصلی نبودن

یکی بودم از دوستان قدیم
 شگفته چو گل بر رخ بیکد گریه
 خرومند و دانشور و نیک خوی
 مرا پیش شیرین ز گفتار او
 قضا را سفر کرد سالی چهار
 اثر کرد ز هر فراموش بدل چه
 سپهرم بدل باز منت نهاد
 چو آمد به پیش آن فاکیش من
 گلش کشته آنسره و شمع ان
 رسیده نشا ط از دل شادوی
 چو کفتم نه آنی که بود می سپرا
 بگفتن چرا ره زدت خاموش
 بر آشفته دایمی دو باز گفت
 ولی با پس عهد کن در ارمیت
 بدان ای گران مایه یا کین
 ولی قانع از این آن آستم
 که بایست بگرفتن از شهر مایه
 ببا یزد هر بوم و برجست راز
 بدانت هر نوع جنبی که هست
 ز مردم کسی که مشهور ترید
 چنین می شدم تا بهر کشوری

شب و روز با هم پیش نیکم
 ز نیک و بد بیکد که با جنبه
 سخن سنج و روشندان بند که
 ششم روز روشن دیدار او
 جدا میش بر من جهان کرد ما
 ز واقش عم استیاقش بل
 که جانم بدیدار او کرد شاد
 نه آن بود کا دل شد از پیش
 شده چیره خیریش بر ابرویان
 شده نو بارش تبارج و بی
 نه آن همزبانی که بودی چرا
 بدل شد بخجورت بهر خوشی
 که نتوان بر بهر کس این رفقت
 بمن اینچه فرقه است بهت همارت
 که چون برگزیدم سفر وطن
 همین نه آدمیت نشان شتم
 چو حیوان نه آب علف بهر با
 ز احوال گیتی نشان حسبت
 ز هر صنعتی چه بلند و چو پست
 بزور زور و ملک مغرور تر تو
 ولی شاد و آسوده از بهری

بدین خوش که چون که گفتم
 بصد رم نشاند در آنجمن
 که کار از زنده است گیتی نورد
 شنیدم که بستند جمعی بغیر
 قرار زمین است از نامستان
 همه آگه از راز بنیک بد
 یکی باشد از اسم اعظم خیر
 یکی صاحب کرد او را در اول
 بدل گفتم این قوم خود گویند
 بیاید طلب کن اندر جهات
 چو دیدم همه حیل و شید بود
 چو آن کس که می جست آبیات
 یکی گفتش آن چشمه دشت است
 چراغش صورت دت را بدوش
 مرا نیز صورت زره باز برد
 همه طره و بند و دستار و ریش
 بیوس میریان همه تا بگاه
 چو آن مور گیری که از زخم خاک
 که چون مور سکین آن کند
 تنیده همه رشته چون عنکبوت
 همه ندگی حسیته از خلق لب

مرا آنچه خوانند خامی سه چار
 سپارند خاطر بقطار من
 همانند بود اگر که رسال خورد
 بعضی بزرگ و بصورت حقیر
 در اسپهر است بر کام شان
 ز دم شان شود مده زنده آید
 یکی واقف از راز نامی حنیف
 یکی راست قدرت با مر محال
 بایست حقیق که بر چپتند
 که خضر از طلب و بر آبیات
 که بنیده راول رحیلت بود
 که تا جوید از مرگ او نجات
 اگر طالبی دانش آور بست
 برو آب علم از دل خضر نوش
 هر کس که می دیند دست بر
 همه بخورد دست لیک و شمش
 زده آب رفته در خانقاه
 کند صاف و لغزنده گردن خاک
 ز جالغز دو جامی در چرخ کند
 ز بیای یکی از گس کرده قوت
 ولی ما ریشمان شسته و دلق لب

THE
 SOCIETY OF
 BERNAL

یکی را شنیدم که مردده است
 شدم تا خبر یابم از حال او
 چو دیدم یکی پیر سید لقی بود
 تو گفتی یکی تر رف در ریاستی
 فرورفته در خویش گردان بار
 گذشته بسیر از وجود و عدم
 خضر پیش لعلش ز شرمندگی
 بکویش تناعنا نم کشیده
 لبم شد ز خاک در تن بوسه چمن
 بگفتم درود و شکرتم جواب نه
 نشستن بفرموده اگر ام کرد
 پیر سید گفت از کجا آمدی
 بگفتم بلی آشنا آدم نه
 که من بستم واقف از لایق
 بسی گشته ام کفره عمر و زین
 تمنای دل خبتم از هر درمی
 بخندید چون از مننا شنید
 بگفتا بگو تا تمنای چیست
 ز هر کون گفتی که در عالم است
 که خوانی چو بر کوه جان بخشش
 وگر هر چه کس آکشایش دهد

حقیقت تمناست و کار است
 بنیمیم کرامات و افعال او
 که چون خلق بود نه چون خلق
 بطوفان از موج کم خاستی
 نه تعرش پدیدار بیده کنار
 قدم زو فراتر بخندین قدم
 همان گشته چون چینه ز نلی
 که این در توان در منار سید
 همه مشک چیدن کرد در استین
 جوانی که بر دوزم صبر تاب
 با هتگی تو ستم رام کرد
 که در چشم من آشنا آمدی
 ولی هم تو گو که ز کجا آدم
 ندانم ز آغاز و انجام خویش
 بسی دیده ام عشوه برین پیش
 ندیدم بجز دام حیلنگری
 دل از خنده اش در منار سید
 بگفتم که دل امنایستی
 ز اسم خداوند کو عظم است
 چو بر مرده خوانی دان بخشش
 بجاه و بدولت فرایش دهد

زور و در چله آنچه حال آورد
 بر آشفنت و اناهی سنجیده گوی
 نه بر خویش ده در دهنی بن
 باز و هوس مر مرا کار نیست
 اگر راه من جلی ای اوجوی
 قصرن بجاری مکن زینها
 ز احوال گیتی مشو بازجوی
 ازین پیشتر گفتیم روی نیست
 ازین گفتگو آتشی بر فروخت
 بدل میستی زان سهم در قباد
 بسالی دو خاموشی اندم برتن
 ز عشقم بدل آتشی بر فروخت
 که عاقل غم دل بیند اگر گفت
 تو بیخوش شو با بنویش کشند
 سع القصد بودم چنان تا رسال
 کسبش بر بستم از گفتگوی
 ز جام جنونش شدم چرخه نو
 چو دیدم اینچنان بایر از ادهم
 بزم نمودم خواند و اگر ام کرد
 دل از لعل او ساغر بیخ کرد
 چو بخیزد شدم پرده از رخ کشود

بزلف قص مرد و کمال آورد
 که جز من برود گیر می ایجوی
 که من سیتم ز اهل تنویر و فن
 نیازم بدکان و باز از نیست
 بجز پاک زردان مهر من و مجوی
 برو کار خود را بحق واگذار
 و گر رازجوی ز خود بازجوی
 که گنجایش بگرد و جوی نیست
 خیالات خام مرا پاک بخت
 که گفت شنیدم همه شد زیاد
 فرودم بدل مهر جان بپوش
 همه خرم هستی من بسخت
 نه مستی که از جام نینداخت
 ز خود دور شو تا بهشت کشند
 نه از وی جوان نه از من مجال
 بناموشی از وی شدم از جوی
 شدم از ره بهشتی تا بهوش
 عم اندر زور و دل ز ادهم
 ز لعل خودم باور در جام کرد
 ز هستی و مستی فراموش کرد
 رخ خویش بی پرده با من نمود

بدیدم جسمالی که از آفتاب
 ز نورش مه و مهر تابان شده
 بر آن شده که انحصاری من از نشاط
 ز دم نعره کردم چو در وی نگاه
 همین است و بس مایه نوحه می
 همین است ذاتی که او باقی است
 بر آشفته و گفته اند دیوانه
 بیک نغمه صبر از بهاری مکن
 که راست این بجز خار را
 زمینیه همان آسمانی مکن
 تو را برک سبزی ز باغی رسید
 جز این جلوه معشوق اهل با
 یکی خوشه از زمینی بازوان
 ز جوینت چون کوزه گشت با
 لب نانش از قسم درویش بود
 خویش آمدم طایف نهمای نقر
 بدو گفتم این روی چون آفتاب
 دو سال اندرین جنتم بازنوا
 چو موسی همان دهشتی خورشید
 بگفتا که مه در حجابم نه بود
 کجا پرده وین عارض پرده بود

سبق جستی از زیر خدین نقاب
 عکسش چنان یوسفستان شده
 ز بزم بکسلد رشته ارتباط
 که بذا الذی کنت اعبد سواه
 همین است و بس جوهر آدمی
 همان راز مینمای جان ساقی است
 بیک جرعه مگذارد رخساره
 بیک گل شکیب از بهاری مکن
 ثمر راست این باغی بر بار را
 چنین همان نکته دانی مکن
 تو را از آفتابی چراغی رسید
 کزان هر کی نقد جانش است
 یکی شانه از گلشنی بازوان
 تو آن کوزه را ز رفیع چون بخوان
 بخوان شمان صد خوش مشرب بود
 خرد را یکی راه دادم بغض
 ز من از چه بدتا کنون در نقاب
 چنینت ندیدم که دیدم کنون
 و یا بودی از چشم من در حجب
 بجز هستی تو نفی با هم نه بود
 کجا خلعت و این مرثیه فروز

این شعر در
 بزمی است
 که در
 آنجا
 خوانده
 شده
 است
 و
 در
 آنجا
 که
 در
 آنجا
 خوانده
 شده
 است

در
 آنجا
 که
 در
 آنجا
 خوانده
 شده
 است

حجاب محرم بود نپرداز تو
 ز خود هر قدر چشم پوشی کنی
 ز تن دل بر پرواز تا جان رسد
 ازین فکر و وسواسن لا تورا
 تو را از اسم اعظم پرشوی سپهر
 شکیبید کجا نشنه از نام آب
 رہی رو که آنی بنزل نرسد از
 برو دل طلب کن بدین گله
 چرا گرم چون زاید باردی
 اگر یازدهی بچونی و گوی
 اگر یار اندر میان آیدت
 بکن کاخ هستی خود را خراب
 از اندم که آن کنج را یستم
 مرا حالت این است اسی تو
 میان من و آن کرامی ندیم
 همه قول اور است پند آستم
 ره او گرفتیم که راهی خوش است
 تو گفتی که این داستان میگفت
 شب و روز من شعله اندر دست
 تو نیز اسی جهان جوی با فروجا
 مرا حالت این است اسی یار کن

بزم وصال

جهان خود پرستی و انکار تو
 ز جام لبم جرعه نوشی کنی
 باندازه خانه همان رسد
 نمم تر سبی کار باشد تو را
 روز از اسم سوی مستی نگر
 که آساید از نام زمان ناشتاب
 نه تو خسته مانی و منزل دراز
 چو دل یافتی اسم اعظم تو راست
 زور دمی که ناید از زواری
 که از ذکر پر می نگر و سبوی
 کجا کار چشم از زبان آیدت
 مر آن کنج نایاب خوش بیاب
 بویرانی خویش بشناختم
 مرا خواهی از مهر ما من بساز
 جو بود اتحادی از عهد قدیم
 هر پنج او بدل کاشت من کام
 بهشت است بادوست که آتش است
 یکی شعله گشت و من در گرفت
 درین آتش آسودگی مشکل است
 غم آشننگی دیگر از من خواه
 ازین پس من و تو یکبار کن

ادب و آمو

<p>همان دشمن خودی رستی بیار عیان برمن آن گنج نهمان شود</p>	<p>بیاساتی آن جسم هستی بیار که کاخ وجودم جو دران شود</p>
<p>بیان نولکمه تلیباق در راه عشوق یکانه آفاق و قربان کردن دل و جان حسب فضایی آن حولها یکتاسی زمان و آفاق</p>	
<p>که جانی ز تو بخشدت جان دوست نهمان آتشی انداب نمی ست که دیوست کشت زندگی از آتش است که گر آبیجو ان خوری جان بری که حیوان بود زنده جام او نه ز آتش نه از آب کن زندگی بجانان بفتشان چو جانیت هست که فانی فشاننی و باقی بری عیان گشت خور هم تشنه دود سرگو سپندان آتشم برید فلک نیز دستی بقربان گشود بفرمود کشتن بسی گو سفند بهر گوشه ارگشته صد شسته گشت بهر جایکی رود خون شد روان هم از پامی جان شسته بکین سخن بیوزش سر سر بلندش نیست که دانشورا بستو بازگویی</p>	<p>بیا جان کن اید دست قربان دوست نه جانست آتش خور و نمی ست مدان آتش هر که او گشست است نه پندارم ارنی بجانان بری از ان آبیجو ان بود نام او گذر ز آب آتش کن از زندگی بشو تا توان تا تو انیت هست ازین بند نام چه سود آوری و گر روز کز این رواق کبود زیغی که خط شعاعی کشید چو از ماه فریان و هم روز بود بسم خلیل آن نکو ار چند چو روز نیز روش در آن پس ز خون جالو بس که شد بر جان چو فانغ شد از کار خون ریختن چو که درون در شد و بر نشست مرا لغت و دانشورا از جو سه</p>

سخن جانان

بگو چون خلیل آن سرافراز مرد
 چه سودا بجز اندرش خست راه
 چرا شد در گون و خجرت بخت
 که او خود نه این پرده در سازد
 یکی پای بکشاده هر سو شود
 یکی راه تازد بر راه سداخ
 زمینیا می می دیگری گشته است
 سماع این کند آن برار و نفیر
 یکی که خدا دید و شد سوی ده
 صفا دید آن تا صفا شد برقص
 چو بوسه سیه سنگ نیست باغ
 مرا چون نداد آنچنان دیده دست
 اگر زاب زرم شوم دور به
 چه دانی در این راه با من کوی
 بدو گفتم ای سرور مهوشمند
 همه کام دل جز در دور سپهر
 سخنها می نغمزنت یاد باد
 چه پرسی چه بود آن خیال خلیل
 چه آمد به پروانه سوخته
 جان ای گر انجایه کان نور پاک
 همه هستی از خود پراوازه کرد

بخون پسر و بهت را باز کرد
 که بدچاره اش گشتن بگناه
 چه بود آن فدا کا مدش از دست
 چرا دیگران را بر آن باز دست
 کسی را که یا نیست و چون بود
 نه بر لاشه و نگاه بر سنگلاخ
 و از چه باید بر افشاند بهت
 شراب آن خور وین کند واریه
 مرا کاشناستم خف نه به
 مرا بی صفا رقص باشد نقص
 چو مندر او نوریزوان پاک
 اگر سنگ بوسم شوم بت پرست
 مرا کاب شیر نیم از شور به
 خلاف ره رهت گوی مپوی
 مبادت گزند از سپهر بلند
 یکام دولت گردش ماه مهر
 جز این در بگوشت همه باو باد
 بدج گر آن مایه یو بر خلیل
 که زد خویش بر جمع افروخته
 که شد خطرش از سگت پاک
 بهر صورتی جلوه تازه کرد

<p>چه عاشق چه عجز و نیازش همه چه عقل چه آن خان مان سایش چه دین چه آن چه جان پرورش چه ناز و چه آن که خود پیش چه شیخ و چه آن خشکیش در و مانع چه زشت و چه نیکو چه پست و بلند ولی از اختلافات این رنگ و بوست جواز دیده رست بین بگری چو از ما حقیقت بغیب اندر است از است کاین اختلافات سخات ولی را که نیردان گشایش دهد که او را کند فتنه بر زلف و خال که از کفر گردد بر و جلوه گر گشایش رخ نماید ز سیامی دین که از تیرگی که تبا بن در گے ز هر سو بر و آشکارا شود چو گشت است نامر کجا بندش ز هر جا بر آرد و سر آن نازین شناسای می می نه پردازد او چو بر طرف بیند اندر تقین چو از چشم معنی ندارد و نظر</p>	<p>چه معشوق و چه عجز و نیازش همه چه عشق و چه آن خانه پرورش چه کفر و چه آن زلف عارت گزشت چه خاک و چه آن عجز و مسکنش چه زند و چه آن باوه اش در مانع بود جلوه گاه بت خود پسند که این شست شست و نگویند ز خوبی و ز شلیش بی برکت بگویم کان دیگر آن دیگر است یکی ایند اندیکری لالت حرات ز هر آرزایش فرایش دهد بجایش گسی ره زند که بمال که کفرش همه دین شود بهر که کفرش شود و جز تو لایمی دین که از بادشاهی که از بندگی جو بسیار بندش ناسا شود که از خار باشد چو گل چندش چه از کفر بشناسدش چه زوین نظرش که شسته است او پاکد که باوه است یا سر که یا انگبین نیار و ز صورت نمودن گذر</p>
---	--

که شش می دوی ناپسند آیدش
 کسی را که گو را آید از مادرش
 و گر نیز باور کند دیده نیست
 خلیل خدا نیز همسر پسر
 ولیکن بد اوارش انباز رفت
 بگفتن بیک دل ننگد و مهر
 چو آورد با خود بقربان کمش
 چشمش یکی سر نه اندر کشید
 چو نیکو نظر کرد یک نور بود
 بالید چون چشم بار دگر
 نه از هر لشکر بلکه آن آفتاب
 همی گفت و افکند بر زده تیغ
 از آن پیش میدیدش غیر دوست
 کنون دوست را پوست سخن گویم
 چو ایزد بر روی این در کشاد
 که هر کوبه بنید نشان مرا
 درین بد که هر بل گفتش بلند
 پیار و دم او را از باغ بهشت
 بهشت است کتے نظر کن در است
 بهشت است جانی که آنجا سیار
 همان که باورد دوری رهت

نخورده است می بر خنذ آیدش
 ز میانیا بد سخن باورشش
 شنیده است از روی کوشش دیده
 بدل بیت چون بنیش اندر بقصر
 کس از پاک داور ممتاز یافت
 بر آن شد که بر دوسر خوب چهر
 خدا کرد از هر کار آتش
 که انباز را عین دسار دید
 که که یار او بود و که پور بود
 رخ یار خود دید از هر لبش
 به کلی ز هر زره بودی تبار
 که بادوست گساح بودم تیغ
 رد او بود اگر میدیدش پوست
 که گر بر درم دوست را منکرم
 بگفتن نشانیش باید بحداد
 بی نیکی زنده استمان مرا
 که مان امی خلیل اللہ این گویند
 که بصر خدا ایزد آن را بهشت
 بهشتی کسی آن که حق محبت
 بهشتی کسی کایدش در کنار
 که مینو بود و وز جانگز است

خلیل آن فدا را فدا کرد و زود
دیگر بهر گنج یافت کام و مراد
بهر جا که رو یافتند انبیا
که ما چون تقلید دور زده شویم
بدان ای گران مایه بی نظیر
چون اچارمان باید این راه رفت
ولی شکر کز فیض احمد کنون
که از پس نشانها در این نهاد
نشانهای ره پیر و ان می اند
نکو نید از و آنچه نشینده اند
چو گفتی تقلید چون ره روم
چو با که خدا ایتم آشنا
دلت گز نه با که خدا آشنا
که تقلید باشد ز ناخجروی
ز کم گشته کم گشته کی راه بست
تو دامن دانا نگمدار سخت
چو تقلید و انا نباشد سخت
کسانی که دانش بنید و شنید

تقلید از راه پیران

جو بروی در آشنائی گشود
با گاهی ناآشنائی نهاد
نشانها نهادند از بهر ما
بسا و در آن راه که شویم
کز این راه رفتن بود ناگزیر
خنک آنکه بیا را گاه رفت
در این ره توان رفت بی مزین
شده جاده روشن بارشاد
که مست از می جاد و ان می اند
که بر روی خویش همه دیده اند
بنا دیده بر دیده چون بگروم
چرا باید رفت تا روستا
بان آشنا شو که با که خداست
اگرست تقلید همچون خودی
ره از بست از مرد آگاه بست
که نادان نباشد که فو بخت
بخود هیچکس فضل و دانش بست
تقلید بر پیشه آموختند

تقلید از راه پیران

بیان تنهایی می اقتدار و محبت دانستن او با سجاد روبرو
و خاطر داری نمودن اینها با غزالی شمار

نهر شهر خدا کاروانی حشر . سوی دار ملک شمی و او دگر

ز منده و فرنگ ز سقلاب و چین
 فرسوده شده کاروانی شگرفت
 در آن شاه را بود ملکی عظیم
 فلک همچو گوی بچوگان او
 بدش از مطبخ و مطبخی بحساب
 شدی هر زمان کاروانی شگرفت
 همه فیتندی ز شاه آب جاہ
 شگفت اینکه و ملک آن کاروان
 نه جانتک میشد بهمان او
 بلاکش هر آنکس که آمد سرود
 کشیدی از بیخ رنج ارولی
 که بد راه تا کشور آن خدیو
 بشبگیر آن کاروان شتاب
 در آن کاروان بود دانائسی
 جوان و جوانش و بخردمی
 بهر کس که بودی در آن کاروان
 بهر صعب کاری که افتاد می
 بگفتی من این راه بس دیده ام
 بسی دیو و دورا که کردم برون
 و بین راه که اندر زمین شنوید
 همه بر شما مهربانی کنسم

داستان

ز روم و زرش و ز ایران بین
 بختش مانند دریای شرف
 ولی دادگروشت طبعی کریم
 سه و مهر قومی دو بر جوان او
 یکی ز انهمه مریخ بد آفتاب
 بلاکش جو سید بدریای زرش
 مشرف شدندی بدیدار شاه
 شدی بروم از صد چنین کاروان
 نه میکاشت همان او جوان و
 از آنجا دل بازگشتش نه بود
 همان بد که در راه یا منزلی
 بسی صعب هر کام صد غول بود
 همی راندر بوی آن آفتاب
 سفر کرده و دیده سختی بے
 ز چهرش عیان قره ایزدی
 بدی همچو مادر پدر مهربان
 بهر یک جدا کانه دل داد می
 بدو نیک او نیک بنجیده ام
 درین راه کاید از بوی خون
 بقول من از جان دل بگوید
 شب در روزمان پاسانی کنم

نه از غول در بزنگان دام بود
 بر ای که انان ز نام می
 بهم گفت هر یک رسی چای پس
 لوی بزرگی با بر فرشت
 که ابله شمر دندش از لوی
 یکی گفت چو نست آیین شاه
 در ایوان چو باشه شدی راز
 بر شاه از حرمان گوی کسیت
 از و باز خواه این تن بکیناه
 بر ایشان بیغرو داند ز رو بند
 که هستم فرستاده شمع ریاز
 که آساید از من دل این آن
 غریب از بو و آشنا بشمش
 برم تا شمارا بمان سدا
 دم و سبلیت مرد و روشن من
 چنین بنده از چه در سلک است
 که زد با سواران چاکران
 ز همانی شاهان صد چنین
 شدند چو پندند و ق میش
 در آن نیز محرم نگذشتند
 که بهتر ز تو شسته دره فریق

نیاید بر پیشان سحر بد
 پی رهن و دیو دانم می
 همی گفت آن کاروان از سو
 نشد قلع از با یک شام و پست
 تسخوف و دندش از کبری
 یکی گفت تا شهر خدست راه
 یکی گفتی از شه به با ز کوی
 یکی گفت آیین این شاه چست
 یکی گفت اگر دیوی آید براه
 چو از دند و دند این رشنند
 بدیشان پس انگاه گفت همکار
 فرشته فرستاده در کاروان
 کس از کم شود به بنا با شمش
 فرستاده شاه هم اندر شمش
 دیگر باره گفتند کاین رشن من
 شسی کو جهان تا جهان ملک است
 پیاده فرستیدی زاروان
 فرستاده شه چو باشد چنین
 سخی چند از کاروان و پیش
 نه زادی که باغوشتن دستند
 به جای گشتند اندر طریق

چنین تاباید شبی تیره فام
 شبی تاریک غمت داشته
 بسی خورده خورشید تیار او
 ز انگشت وزنگی بسی تیره تر
 نه مه قرص مهر ارشدی آشکار
 رهی معبوش آمد و پر نینو
 در او بانگ دیوان غولان همه
 زده راه غول غولان او
 همه بر کس از سایه گستر شدی
 بدان کس که زوی جانک
 بدی مار و کژدم فزون تر
 شده موش و شمشیر مار پینگ
 در آن سخت راه و در آن تیره
 جزان پاکدل پیر روشن و دل
 به پیمودی آرزو چنان بی خطر
 هم آمان که رفتندش بر قدم
 نه پروای دیو و نه بچه پینگ
 یکی کوه پیش آمد اندر که گذار
 سر از برف چون فرق پیران
 بدان کاروان گفت آن اول
 که این شاه راه از روان این است

از ویرگی برده زنگی لوام
 لباس از دل باهر من داشته
 سیاهی نه شسته ز رخسار او
 مکزنگی بود انگشت کرد
 بدی در نظر تابه دوده وار
 هزاران بهر کام او دام و دیو
 ز دیوان کرده وز غولان هر
 سپرده بچنگال دیوان او
 همه کام او کاسه سر بدی
 گرفتگی که بسیار روشن با پینگ
 دم مار یار دم کژدمش
 که مینر و بهر جا که ورد و بچنگ
 همه کاروان پیر هر اسف کرب
 که ابله شمزدیش کاروان
 که گفتی به پیموده صدره بکر
 نه تن نشان شده نه جان نشان موم
 نه خاری بپاونه پایی بنگ
 چو شرح پیمبر بجای استوار
 دل از چشمه روشن ماستدشید
 بر این کوه باید شدن یگمان
 نه غول است و روی باهر من است

یک موزه با است قمن کوه
 چشم فرودندیش کاروان
 ره بی پیش داریم امن و فراخ
 تو که میروی راه خود گیر و رو
 و گر ره برافرو د بر پند شان
 اثر دارد اندر ز در جان پاک
 جدا گشت از ایشان بر شد کبوه
 که بوی ز نیخانه اش یافتند
 زمن بشنوا این پند و لکش بجان
 که گرد بگمانی شود در زهر ننت
 و گر نه معاذ الله از خجسته دی
 ولیکن بدی ز هر نوشید نیست
 چو آن راه دان شد ببالای کوه
 همه کوه دیدند پر چشمه سار
 هم از دیو امین هم از راهزن
 دو فرسنگ دیگر جوت یافتند
 چو روز از شب تیره آمد بران
 چو دیدند شاهی به پشمینه
 پذیره رسیدند جمعی پیش
 به بردن شان تا بدر بار شاه
 پس انگاه مردی گران را نواخت

رسیدن بملک شهر باشکوه
 کج کج ملک ای رهرو کاروان
 چرا رفت باید بر این دیولاخ
 که ما را نباید چنین پیش رو
 از ان پند شد سخت تر نشنان
 نروید گیاه تر از شوره خاک
 ابا اوتی چند از آن گروه
 بد نبال آن بوی شتا فتند
 مشو با نگو خواه خود بد گمان
 نه او بد گمانی شود دشمنت
 همه جز نگوئی کنسید یا بدی
 من خویش در ابر پوشیدنت
 پشت او رفت کیسه کرده
 کل و سنبل و لاله و مرغراز
 ره بی پاک و بی مشکلاخ و سکن
 سر کشور شاه را یافتند
 همه دیده بستند بر زهنمون
 بوی رانه بود گنجینه
 دل آسود فرخ رخ و جوگیش
 نغمه اول شد از راه بر بند خواه
 که جان شان مر آن هزار اوقات

همه وصال
 مری که در
 در شکله خندان
 خوشی گویند
 غنچه
 نغمه اول شد از راه بر بند خواه
 نغمه اول شد از راه بر بند خواه
 نغمه اول شد از راه بر بند خواه

در آن کین آبادشان جامی داد
 نماندند هیچ کامی زبان
 و شاقان مه رو بخدشت گری
 و ز آنرو همه روز بر کشتگان
 بقیه ضلالت نسر و مانیدند
 ز خود سیر و از جان طول آمدند
 سزای چنان قوم نابختیار
 بتقلید اگر یک دو کامی رود
 کس از خود رود در ره صعبنا
 بگلگشت نتوان شدن بر فوق
 چو کوک نشین چند روزی نمود
 بیاموز اول پس آنکه بکوی
 من اول بخود در ره پستان
 کجا گر بخود راه بسپرد می
 بیاساتی آن داروی همیشی
 بده تا شوم از بی بهیشان

در آن کین آبادشان جامی داد

می و ساقی و مغل آرامی داد
 که ناکفته ناوردشان نماند
 کینزان گل چهره در دلبری
 دران وادی از جمل کشتگان
 همه آیت یاس بر خواندند
 همه طعمه دیو و غول آمدند
 که اندرز و انانه بند و بکار
 به از خود سری تا بدایمی روی
 که او بر تن خویش جوید بلاک
 چه جای ره بی سخت و بجز عمیق
 حدیث از لب پیر دین نبوش
 ز خود راه نرفته هرگز میوی
 زرقم که بردند آنجا کشان
 سراز کوی مستان بر آورد می
 که اصل سرور است و عین خوشی
 ازین ناخوشان رو کنم ناخوشان

بیان مانع و بهار و چشمه با که روان بودند بر کو بسیار و آمد
 بازرگان بشقت بسیار و خوش شدن از دیدار شاه سخی اشعا
 بیامطر باره عشاق زن
 ره بی زن که جانها غلامت شود
 ره بی زن که عشق مرانو کند

وز این پرده نش زلفاق زن
 ره بی زن که دلها بدست شود
 دل تیره را جامی پرتو کند

که بی عشق هر شادمانی غم است
 نه بنیم کبکستی ولی شادمان
 بگویم وین عالم از او کیست
 کس از بنده عشق شده باو حکما
 بشیرین لبی خویش را بنده گیر
 وگر روز کاین شاه با هم ز سفید
 شکر خند شیرین چو شد به کار
 چو سروی که دور افتد از نارون
 بدشتی نگا در می رانند
 یکی دشت چون مرغزار بهشت
 ز بس لاله و گل و رو بر دمید
 بهوش بنعایت خوش سار کار
 ز سپهر شمه اش آب صافی روان
 بدو گفتم این هست ز انصاف دور
 همه آب آن چشمه بر کل روان
 ولیک این خطایست نیز سکار
 بهار و بهشت است کفنی نه دشت
 چو شب گشت رودی بیامد پیش
 از و عکس من خوش زایان شده
 شب ماه و رودی همچون آن
 ز صافی بانند سیاب بود

حکایت از انارستان

غم عاشقی شادی عالم است
 جز آنکس که عشقش زودتش بجان
 کسی که ز غم عشق آزار نیست
 که بی عشق اگر شاه باشد ملک است
 برده خسروی یک شکر خنده گیر
 جهان از بیزیر بر اندر کشید
 عیان شد رخ خسرو از کوه سها
 بشد شیر دل از بر سپیلتن
 که شیرین و خسرو را غم اندند
 ولی خالکس از عشق بژان سر
 تو گفتی که شیرین بغم رسید
 خزان لبی خوشتر از نوبهار
 دلم گفت چون شیم عشاق چون
 کجا سرو و شیرین کجا گرم شور
 چو چشمان من در غم نیکوان
 کجا چشم عاشق کجا روی یار
 بهار و بهشتش بجان بنده گشت
 شبی روزی آورد همه خویش
 گفت خسرو را همچوان شده
 که خوش دو صد ماه کردی میلان
 بطعم آب همچوان در آن آب بود

در آن سبزه زار بگلخانه مست
 بهشتی خرامید کوشتر بدست
 یکی جرعه افشاند ساقی برود
 تومی بین که یک قطره او رنگ است
 چو آن خضر لب آب حیوان نشست
 که بر بزم ما از تو شد چون بهار
 کنون بزم شیرین و خسر و رسید
 نجوان دفتر می از حکایات عشق
 بگو گر چه نیز نگ شیرین تبی
 بگو چون شود شیرام کسی
 ندیدم مغزالی که تا زود بشیر
 زنی ز ابرون چون شود تیز زن
 یکی را ندیدم رشکین کمند
 زنگ دیده رنگ و زرد سمن
 ز مژگان خدنگ ز ابرو کمان
 چه نیز نگ زد ز کسی بر فسون
 چه در پرده زرد مکی خوش نوا
 همه دایم از عشق و نیزنگ اوست
 و لیک از تو جویم روایات عشق
 بگفت این ز افرخت جام ز شکر
 کوی این نشین آب تر کن بے

ز ساقی با نین جم جام خواست
 چو گل بر لب آب حیوان نشست
 باب خضر داد کوشتر درود
 همچون رسید و شد آب حیات
 مرا گفت سر سبز بادی سخت
 تو چون ابر می و بزم ما سبزه زار
 تو را نوبت گفته نور رسید
 اشارات عشق و کنایات عشق
 بزور راه دارای جم شوکتی
 کجا شاه گردد و غلام کسی
 آه لکنی که بر ما ز گرد و لیر
 ز ند با جوانان شمشیر زن
 سر شیر مردان در آرد و بند
 آریا سر و جسم که در آزارون
 توان شد بچرخ شیر دمان
 که بالای سر و چمان شد کون
 که غنقا بدم آمدش از موا
 که جوش دل از دلکش اشک است
 که شیرین سرائی حکایات عشق
 همه بست پیرایه از آفتاب
 با نماسه عشق سر کن ششی

سخن در خور منزل آغاز کن
 آزان آسمان آفتابم رسید
 که در دل همه واقفم کام وی
 نکونی که دین داد و سال گرفت
 مرا هر دوست و خویش کرد
 به سالغمی وصل ریزد شبی
 آزان ذوق تعبیر برمی کند
 بی خوانده ام خورده برین گیر
 اگر پیشیاری مکن عیب است
 خردست شد راه صحرای گرفت
 عوض دادم از چشمه گوهرش
 ز شیرین و خسر و چه جونی سخن
 نیاید زهر بلهوس کار عشق
 جو ایچتن نیست بگسختن
 زهر آرزو بایدش شست
 که نرنی نه در خور و همان نه
 که از دوستی دشمن آرزوست
 که با در و خود دیده به بود خویش
 نه از خود بود در جهان با خیر
 به پرواز از آسمان سپو
 و در جهان و دلدار جانی خسر

ز شیرین و خسر و سخن ساز کن
 چو از دوست جام شرابم رسید
 کشیدم بر وی دی آن جام می
 الا نیااری بر این بر شگفت
 ز لطفی که با جان درویش کرد
 نه بینی یکی را که شیرین لبه
 چو خواهد همه قصه از وی کند
 من از لطف آن سرور بی نظیر
 که الطاف او رفته بودم ز دست
 مع القصدستی چو بالا گرفت
 چو آب خضر خوردم از سالوش
 بدو گفتم ای سرور این سخن
 چرا از بهوس جونی اسرار عشق
 بهوس می بخوبی بند این سخن
 ولی عشق چون در دلی راهت
 ز خود شرم دارد اگر جان دهد
 بدل میشش آرزوی ز دوست
 ندارد و نم بود تا بود خویش
 جهان که بهم بر خور و سر بهر
 با مید زهر بت تلخ کوسه
 غمی را بقصد شادمانی خسر

نوشد نمی کو طرب زایدش
 همه عشق بزخوشترین بسته اند
 همه تیزبالان برکنده پر
 کشیده ز کار جهان و شایان
 بزانو سرودل به پهلوی دوست
 دل از غیر و لدا ر پر داخته
 بدلد از نزدیک و از خویش دور
 نشیند بی پرده پهلوی دوست
 بشیرینی از دوست غمی چشند
 بجوی حبیب از که انی کنند
 زور و آنچنان نشان نه نمی نهند
 به مستقی از آب شیرین گوار
 چنان نشکند از گل گلستان
 بکام دل دوست پر داخته
 بهوس پیشه خسرو که خود کام بود
 همه در پی کام خود می ستافت
 مرا تنگ باشد که نامش برم
 که عشق از نقش سبنا و زور است
 تو بر صورت از عشق بازی کنی
 که صورت بهر دم در گون بود
 بصورت که تا یاد اوست دوست

مگر بر رسم و در و نغز ایدش
 خزانان که از خوشترین رسته اند
 همه سر بلند ان افکنده سر
 که کاری مهم تر قنادستان
 سبز زانو آینه رومی دوست
 که تا جامی جانان بجان خست
 ز خو و غایب انا باد و حضور
 که خود پرده بودند بر روی دوست
 که با هر چه از دوست اند خشنود
 ازان به که بیدوست شایگانند
 که نشان واروی او قند سودمند
 شکیبد نه اینان ز شمشیر بار
 که از خار راه بت و لسان
 بنا کامی خویشتن ساخته
 از و لاجرم عشق بد نام بود
 که غمی ز شیرین لبی بر تافت
 همان به که از نام او بگذرم
 همان عاشق نقش چون نبرگ است
 نه پندارست سر فزای کنی
 که با قابل عشق همچون بود
 کجا عشق باقی شود زیر دست

سوی عشق باقی کسی بر در راه
 که فانی بجاوید چون بگرد
 و گر آنکه این نفس موزون ترا
 اگر شه کند میل دیدار تو
 که شوق بقای تو باشد مرا
 و شاقی بر رخ گل به بریا همین
 تو گوید به بندی بر خسار او
 کجا شاد مینی و در بار شاد
 از آن ماه پیکرت سینه تن
 چو خسرو که چون کام جنت نیست
 در آبر بارگشتی بر رخ شکرش
 چنین است آئین اهل هوس
 بهر جا که کام و مرادی بود
 بهر جا که عیش و سرودی بود
 بشادی نشیند و راند کام
 ولی کار عشاق از آن برتر است
 بگویند چند آنکه پیدا کنند
 اگر در برج بازکشودشان
 حدیثی ز اهل وفا گوش کن
 صفت تو زیبا و ادلی و مدام بر گنک
 شیندم که در کشور هندوان

که چرخسن جاوید بودش نگاه
 بنا بنفس نا جنس سخن ره رود
 براتی است کار و بگردون ترا
 فرستد یکی را طلب کار تو
 بزودی بدر بار شاهی در آ
 که باشد فرستاده شه خنین
 به مدد دل شوی محمودیدار او
 کجا بینی آن نعل در بار شاه
 همان سود مینی که ازت شن
 ز شیرین بازار شکر شاد
 کشیدی هوس تا در دیگرش
 ز خود نگذرند از پی بچکس
 دل فلان و جان شادی بود
 می و شاد به و بانگ زودی بود
 ازین پیش سخن است از ایشان کلام
 که از ایشان بیاید نشانی است
 بگویند چند آنکه در و کنند
 بر آن در میزند و این سودشان
 ز شیرین و خرم و فراموش کن
 یا و فاشند آن در جوان
 بهمدگنن بود سردی جوان

بی دل را با بستی و فزونی
 ز بهتر تا با باغی آراسته
 گلش مشک سانسندش کفر و
 بقامت صنوبر بچهر آفتاب
 بهشتی ز رخسار تابان شده
 دو محدودش بر آتش چو دو دغلی
 دو لب چون ز جادوی بلبل لغز
 خرامی بر قمار کبک در سینه
 سیه سر گرس اوز مستی خراب
 بگردن و کوسه لیش از شکتاب
 بدرش که خورشید از زخیره بود
 تپی کرد و روش دو مسکین رسن
 برش چشمه بود بلور فسام
 میانش چو بولی بد آما شکفت
 نگارین کفش چون بساغ شراب
 فتاده بپا گیسوی پر خمش
 مگر گشته دیوانه روی خویش
 آیین خود هر صباح آن پری
 سر تن لبس می ران ز زین و
 چو پرنده خسته کردی دل از کار خویش
 بدیش جوانی و شد صید او

بلای قسار و معدوی شکیب
 شکفته در او آنچه دلخواسته
 می شام پرورش می صبح پوش
 دوند و بنیاد و جاد و نجواب
 ولی کوثرش آب حیوان شده
 لب از کندین خال چون جزینی
 بی زهره در چاهشان عوطلن
 همه و لغوی همه دلبره
 دو آمو بچنگال شیران نجواب
 کند آنگن کردن آفتاب
 بلالی دو پیوسته بس تیره بود
 ز زنا رمویا لش صد بر همین
 در آن چشمه سنگین دیش چون ز نام
 که باری چو کوه سرین برگرفت
 عیان کرده بس نه نوز آفتاب
 که پامال سازد دل عیاش
 که بزنجیر خود کرده گیسوی خویش
 بکنگ آمدی در ستایش گری
 ستایش نمودی و گفتی هر دو
 بنزل شدی با پستار خویش
 ز خود رفت و افتاد و رقیب او

بشد تا نظر باز گیر دزوی
 بدل گفت خود را تشکیبا کنم
 نظر خوستی بنین از پیش تیر
 چو در خواب رفتی جالش بر
 بهر سپهر حسیست و غافل ازین
 از آن شد که چون بی قراری گشتند
 خرد با جنون خواستی جنگها
 نمودش ولی که غمش بر کند
 لکد کوب عشقش چنان کردست
 بهر صبح که ز خانه آن ماه سنگ
 بهره بر ستند و دایه اش
 جوان نیز افتاد می اندر پیش
 چو چرا که دل بسته بر مهر پور
 ز بس گرم گرم که سوز دل آه کرد
 ز بس شد پای پی ز هر سو نگاه
 از آن سو بگرم غارت کری
 ز سوز دل و چشم خونبار او
 بخیزیش این قصه برداشتند
 پدر مادرش یافتند آگهی
 پرانده شده گشتند از کار و خت
 بیاران نشستند پس ای نین

دلش رفت و خاطر فتادش ز پلی
 دلش گفت آهنگ حوا کنم
 چو بستی نظر دیدیش در ضمیر
 چو بیدار گشتی خیالش بسر
 که جوش حریر است و تبر آیین
 شکیش بغم پرده داری کند
 بیک حمله بگر سخت فرسنگها
 بجز عشق او را می دیگر زند
 که شد خاک و بر بگذارش نشست
 بپوشش برون آمدی سوی سنگ
 فتاده بدنبال چون سایه اش
 شدی پیش خرم بروی پیش
 از و کام دل بستنی اما ز دور
 ضمیر را ز سوز دل آگاه کرد
 همان در دل هم نمودند راه
 و ز این سواراوت بفرمانبری
 رقیبان شدند آگه از کار او
 همه تخم کین و دغل کاشتند
 پریشان شدند از مزه خرگی
 بدل بر یکی دیگر سودا بخت
 که چون باز دارند جان را نین

بگل راه بلبیل ببیند چون
 که دریش بانیست خون ریختن
 من این شکل آسان نمایم همی
 ولی باید این فتنه روزگار
 جوان چون نبیند رخ خویش را
 زهر کس از دوزخ بیدرسته
 منش گویم آن گوهر دیر یاب
 بنگ آنگ آفتاب جهان
 همه یادورش ز غم خسته اند
 چو این بشنود عاشق مستمند
 چو نومید کرد ز دلدار خویش
 چنین کرد و با آن جوان اگر گفت
 شنید این سخن عاشق در و پاک
 ز پای آمد و رفت بهوشش ز سر
 که آن سرو بالا بت ماه رو
 بیار گفت کاسخا نشانت دهم
 نمودش بانگشت جای عمیق
 جوان ز زور دل ناله در فناک
 بدل آتشی بودش از سوز و درد
 شکرش جهانی بی سلاب داد
 شد آن جیله گز تابیاران خویش

کئی دوستان در این ترغیون
 نه با کس خصمی در آویختن
 خود این عقده را و آفتاب همی
 نیاید سوی گنگ روزی ترغیون
 فراید بدل رنج و تشویش را
 نشانی ز دمساز جوید همی
 فرود شد چو خورشید تابان در آب
 ولی اندر و عرق شد ناگهان
 بسوگ و باند و نه خسته اند
 براو برسوزد دلش روز چند
 سرخوشین گیرد و کار خویش
 حدیث پریشان بد و باز گفت
 نهاد از غم دوست دل بر پاک
 چو آمد بخود گفت با جیله کرد
 کجا شد در این شرف و ریافد
 نشان زان بت دلستانم
 که آنجا شد آن ماه و سیکر غرق
 در آب اندر افکند خود را ز خاک
 از آب آتش خویش اجاره کرد
 مکافات آن خویش بر آن داد
 بیان کرد تا غیر درستان خویش

<p> که بروی شد این عظم از ما چرا جهان شد چو شمشیر چو شمشیر سیاه که عاشق میناد و حالی چنین بخود برد و بیرون نیاید هیچ که ای یار دست کش بی نصیب ندیده جز اندوه در کوی من بجانت دهند وین اوده تا با بسایت فرودت خار اهل کز می در خور را ستکاری نبود ولی من نگردم محبت کو دست بنا بود خود چون تو اوده ام مرا شهد و بدخواه را ز هر یاد شد از نور خور گنگ و دیوان ز پیکر لبست آن ساسی که بود چگویم کجا خواب آن چشم بست که در دل غم فرقت یار بست ز زیور نخولش آنچه منجو کرد روان شد بکشتی چو خرم بهار دل آسوده از تنگ از دایمه سر و تن لبستد بهر درود ز غمیشان بهر سپید عال خیر </p>	<p> پریشان شدن این مرغین با چرا چو این قصه گفتند با تنگ ماه بجای شد آن بعثت تا این از آن عصبه افتاد و پر هیچ تهمان عذر بست از روان بست زهی داده جان غم روی من ز چشمت و جاو کین برده خواب با خیز نسوس مشت و غسل ز ما با تو این حق گذاری نبود ز من هر چه داری شکایت رود کنون هم بدین کيفر استاده ام ز جام تو کام مرا بعب باد سحر گاه کز چشمه خاوران فلک بند و آساوران ز رفت پری پیکر از خواب نوشین بست ز شب تا سحر چشم بندار دست تن جامه دلبری راست کرد بسی برد از عود و صندل بکار بهراه او رفت یاران همه رسیدند چون برب گنگ رود کشاده رخ آن بعثت و لغیر </p>
---	---

که آنز اندام که سود افتاد +
 اشارت بسز کرده آن حیل که
 پری سبک از غصه به نیاب شد
 زوز یاد در آمد و نشان گسرد
 بسی هر کسی کرد حسر با شنا
 از یون العجب تر در آفاق حسیست
 زمان بین ز مردان سمن جسته اند
 ملی عشق پاک این اثر با کند
 جوی بیم جان نیست عشاق را
 مخوان ماطق آنرا که باشد جز این
 تو شیرین و سر و با عشق گیسر
 یکی از شکر خاطر شاد جست
 تو این خود پسندان نابرد بار
 به ساتی آن در بازوی عشق
 مگر شعله در خود پسندی زغم

کجا اندرین زرت در یافتاد
 که اینجا دورفت شورده سر
 ز تاب آتش گشت مهر آتش شد
 بدریا دورفت با رود گر
 ولی شد بر آتشها آشنا
 که معشوق در بسبب عشاق نیست
 ازین کار مردان مرق شسته اند
 جزینها که گفتسم در گریا کند
 ز مردان زریان نیست عشاق با
 که فروست از دست نا آستین
 نه شیرست کان نقش شد جزیر
 یکی کام شیرین ز فریا و جست
 نه عاشق که از تیغ کتر شمار
 که طبعش ز گرمی است چمن عشق
 بسکنند و در دمندی زغم

بیان عکسی جهان نابشانی آن
 و خوشی و ناخوشی هر یک تو انا و نا تو ان

بیان عکسی جهان نابشانی آن
 و گذر ایندن زخمی زخمی

جان گاه شادی و گاهی غم است
 که آرد فروزندی و که خبر می
 بیک سینه انده بیک دل سرو
 یکی شب فروزد ز جام شراب

همه عم همه شادمانی کم است
 کند گاه زخمی و گاه مرهمنی
 بیک خانه تا بیک خانه سور
 یکی تیره پسند بر روز آفتاب

نه انده نه شادوست مردوست کس
 یکی پنج نابوده بر کج زود
 همه هر چه پیش آمد از خوب بشت
 درین آنجن خامه لزان بود
 نه آن داستان این آنجن
 که این قصه را خواند وزاری نکند
 که باین سخن خاطر می شاد و شاد
 که این قصه خواند که باور کند
 یکی دوستان دایم از تخمین
 ز شیراز آن رشک گلگشت حور
 چه شیراز آن خاک مینو شست
 چه شیراز آن خاک را شش فرا
 چه شیراز باغی همیشه بهار
 نسیمی که زان بویج پرورد مد
 که از لای چویش کفی نقشبری
 هزارین قصه و اندر و بی قصه
 همی با آسمان که در آن افراشتی
 ز خورشید آسمان را ندیدی فرو
 چه پرسی چگویم که این حال صیت
 که ماه خم زان نهم سال بود
 مگر بقیعین روز از مهفته بود

عمر و شادای آید ز یوان و لب
 یکی کج نه باد و هر پنج زود
 بد آنکونه آید که شاد و شاد
 سخن هر چه آرد و پریشان بود
 که خواننده را دل نشوز بین
 چو ابر بهار را شکباری نه کرد
 و کج چو دل از سنگ پولاد
 که نا دیده تصدیق محشر کند
 بدل کار که تر ز خم شیر تیر
 بساط نشاط و سرای سرو
 ز مایه خزانش بار بهشت
 همه جای شادای عیش و نوا
 بوایش ز غله برین یلو کار
 تن مرده را روح دیگر دم
 روان بینی از دست خود کوگر
 چه قصه خزان جای غلمان حور
 که با آسمان همسری داشتی
 بغیر از نگوئی و شد سرنگون
 سی و نه فرزندان از هزار دوست
 سوم عشرت از ماه سوال بود
 همان چه خورشید نهفته بود

بشیر از آمدنیکه زلزله
 زمین چو دریا در آمد بموج
 و یا همچو کشتی که بر روی آب
 بجنبسباند دست تضا حد خاک
 چنان شد بر افلاک خاک سیاه
 فلک بر سر خاکبان خاک نخت
 ز بروج و ز بازو ز ایوان کاخ
 پدر برده از یاد محراب سپهر
 چو کوکبک بباد در آویختی
 فراموش کرده جلیس قدیم
 گران سنگها آمد از که بنیر
 همانا ز بس خاک غبار اشکاف
 بر افروخته شعله از هر متاک
 بطوفان آب از تهور آمد آب
 شده یاره هر کوه مانند طور
 بسا سنگ کز تیغ که شد رها
 مانند از کربوه بصیر او دست
 همان کاخ پور شده بختین
 امیر احمد آن بسط پاک رسول
 یکی طاق محراب اهل و عا
 چنان آمد آن طاق و خر که بجاک

جهان روز محشر شد از ولوله
 جهان غرق موج اوج فوج
 بنگننده طوفانش در مضطرب
 جهانی در آمد بجاک هلاک
 که شد تیره آینه مهر و ماه
 زمین از تزلزل بر افلاک نخت
 بجاماند دشتی همه سنگلاخ
 پسر نا امید از وفای پدر
 از و نام چون جسم بگرت نختی
 ازین امر عادت و فای قدیم
 که بر خاست از کاو و مای نغیر
 بجاشن دل سنگ خار اشکاف
 تنور نیست گفتمی بطوفان خاک
 بطوفان خاک آتش گرم تاب
 و ز او نار موسی نموده ظهور
 بگنندشش زمین از تزلزل بجا
 که باصفحه دست یکسان نخت
 که بود آسمانی بروی زمین
 چراغ هدایت بر اهل و عا
 در و چرخ زار پشت طاعت و عا
 که ماند آسمان تا لکه که بجاک

<p> کز او نور نبردان بدی در طوبی نو گفستی که شد در کسوف آفتاب مبارک نهادی نگو گوهری فرو آید و طاقش بود طاق که زینت بد از فرخی عرش را که مهر از خجارسش پوشید چهر ز خاکش فلک تو تیانمستی که باشد جهان راز بر بد پناه ز آینه نهاره ما و مهر چنان گشت کاینه ز آسب سنگ که بدی هر یکی آسمان راستون اگر جوئی از چندی جو سراج که کو بانی طاق تا او زند که در محکمی کم ز کردون نبود کی امین رو دیر کردون خواب قیاسی ست بر حالت کتیران کز او نام من بود شد تنگ من که گوئی نبوده است آن سرزمین پس پیش من نانه در دناک زخان در زمان گشته او در کان کز این حالت انشا کنم نامه </p>	<p> فرخ وی آن میج در بای نور فرو بستش آن قهر بر رخ نقاب در بود چون نارین بگری هوای زمین بوسیش داشت طاق و گر کاخ فرخ برادرش را چنان گوشت بر خاک دور سپهر گر شیم اختر ضیا خواستی بر آورده کاخ همایون شاه یکی طاق بگذاشته ز اوچ سپهر چنان کلخ نادیده آسب رنگ زارک کزین شد ستونها لگون ز مسجد ز بازار و میدان باغ ز هر طاقشان مرغ کو کو زند بسا طاق کاند ز مسجد فرود کس آن طاقها چون بر بند خراب نکون کشتن خر که همت بران یکی زان بیان کلبه تنگ من چنان آسمان کو نقش بر زمین من اکنون نشسته ابر تل خاک جگر بار کانهم جگر خواره کان نامه من نوشته و خامه </p>
---	--

شکسته قلم در سر انگشت من
 پریشان ترم ز آنچه بودم پیش
 بگریم خود یا که بر دیگر سے
 گر قلم بر افشانم از دیده آب
 نمیدانم این درد را چاره کس
 شهنشاہ فتح علی شہ کہ باد
 خدیومی کہ آرش جان از تو
 درش آسمانی است چرخ زمین
 ز دستش کہ از اعطای است
 تیغش کہ برق کفش منیع است
 نشدست او تا به تیر افکنی
 کجا ابر را مایه در یاستی +
 ز عکس دلش تا لبش آفتاب
 جهان سایه پرورد و پادشاه
 از و یکسر موی خود کم مباد
 جهان شهر یار افلک چاکرا
 ز ہی از بس پاک پروردگار
 بویره جمع پریشان فارس
 تو چون مایه شادی عالمی
 تو هستی جز نیست اختر مہر
 تو شاہی ملک از تو و آنکہ خراب

سر انگشت من خامه درشت من
 بزخم زمانه فیه برده نیش
 غم خود خورم با غم کشور
 کی از سیل آباد گرد و خراب
 خدا و خداوند دانند و بس
 جهانش بفرمان فلک بر مراد
 جهان بنده فرمان فرمان از تو
 ز جام جهان نیش مہ جبرئیل
 اگر مانده بحری همان است او
 کجی کر بجا مانده ہم تیغ او است
 نشد بیکر چرخ پر ویزنی
 اگر نہ زد دستش مدد خواستی
 ز جو و کفش سحر در خطر اب
 بر این بر سپهر و ستاره گوشت
 جهان چون سر موی در ہم مباد
 رعیت پناہا گرم گستر
 نماز تو واجب ترین کار و با
 شکسته دلان سینه پریشان با
 چرا در ولی بود باید نمی
 تو یاری چه خصم باشد سپهر
 تو ابری گشت از تو و آنکہ خراب

زحمت مگر خاک ننگ زنده است
 ز شیر و زشت بکاوز مین
 نه یک ساله شاها که ده سال بچ
 اگر دیده بر دوزی از حال ما
 اگر لطف عامت شود یار ما
 وصال این همه تار خالی که کز
 و گرنه یکم من که گستاخ و ار
 نصیحت بشایان خود رسی
 غرض عرض خالی است بر شایان
 کسی را که یزان دهد سروری
 خدا مهربان است بر خلق خویش
 صلاح جهان آنچه باشد خدا
 چه هرج آن کند شاه نیر و انی
 من آن به کز این گفته بنام سر
 همی نیست تا سایه از کس جید +
 از و خلق با بیستم و امید باد
 دلچند ازین وحشت و دلوله
 بگرد و این حال چسبج تخم
 بسی بودی از روزگار ان بسیار
 نمائند همی چرخ بر یک قفسار
 زمان بدی خواهد انجام یافت

چرا بار ما خاکیان بزنده است
 که خواند آتی تا بلرز و چنین
 بنخست بر این بوم همیران طوح
 سیه روز ماتیره احوال ما
 ز وصال بیست آخر کار ما
 از آن بید که بودش ملی پرورد
 نصیحت برم بر در شهر یار
 بهانه مرا مغر سو دای است
 و گرنه مرا با حضوری چه کار
 به از ما شنا سدر هم متهتری
 پس از وی خداوند انصاف تر
 همان انگند در دل با و شا +
 بر او بر فرزند ندادنی است
 سرایم دعای شهنشا و بس
 بود بر سر خلق سایه خدا +
 چه اصل خود این سایه با دید
 نه پیوسته خواهد بد این زر که
 باستد بار ام خاک درم
 یکی روز بار و زر گاران بسیار
 بهر دم و گر گون شود در و کار
 زمین خواهد از جنبش آرام یافت

<p> تو بپاش اندر دویچو تا بنده مهر سراسر بماند و سپار دل چناندا ن نه دل برانده مدار جهانی درین انجمن سوختی - دل خسته را تو بشدار و بساز ز سپهر روی را و سر و جوان کوشیر دل کرد لشکر شکن ز غیرت روان نریمان بسوز همه کار نامه همتمن دران همه دستاش خراب ده ز آرزوم خوبی ران افرا سیاب که افسانه شناسد شناس که از دل برد مهول بیکار را دل شیر خنبد بر و باه سپهر بدریا سری آب سوزان شود بجز راستگوی مکن کار خویش اگر چه بر آن بود توان فرزند گر از رشک سوزد عدو کوب سخن با ندم از نختسای گرو ز ترکان کردلش گنیه تو دلیر و نهبر مند و نسی نهاد </p>	<p> و گر خاک خورش کند چون سپهر جگر خوار کی چند باز آرد مخور خشم که دانا بود شاخ و از آن آفتی کردل افروختی چو خستی کنون چاره اولساز یکی داستان گو که بخش روان سعی خد او ندی خبر شکن ازین داستان جان ستان ز با ما دوران و ز ما زندان بسهراب ازین داستان تاب ز غم جان وین تن گلن تبا بیزین سخن خواب خلق از هر آس بیار ای زان گونه گفتار را از و مرد تر سنده کرد و دلیر بر انگشت خوانی فروزان شود که این کار خواهی ز گفتار خویش بنیز بر این داستان آنچه بود تو خود چهره از راستی بر فرو در آغاز این نامه باشکوه که بر خویش ششفتنه کرد روز یکی نامو بختیاری نزاو </p>
--	--

<p>بدان شیرتازی سوار می گیر همه کلام او گوشش و کارزار تبعش ز خون نه خودار با ده مگر رزم را بزم نپداشتی با دیار بدکم ز پانصد سوار بود شیر تنها بدشت نبرد شد از نامور و قهری مستار از ان گشت ماشیل شیرگیر تیزنده بختیاری ترا داد که با هیچک زانند و یکدل نبود که بختیاریان ز دست بزر زمین شد همه چشمه و مرغزار</p>	<p>تجاری پدر نام او کرده شیر بیال و کبویال سام سوار ز می بود ناچار مرد و لیس بزم اندرون نیز می داشتی ز قوش که افزون ازی بر بلی پشت مردست بازوی مرد یل ترک شیر او زن بختیار بیچ اسد راند محمد منیر بختیاری بدالیاس داد چو بشنید این کینه در دل فرود نملان دست با بختیاری سپرد در اندیشه تا گشت خرم بچار</p>
--	--

در وصف بهار تازی شربت و مرغزار مانند بهشت و
خرم زرم با اعدای میمون طلعت سر اسیر شربت

<p>دل با فردز مانند باغ بهشت پس و پیش ترکان کند آورش که خبر راستی در کاش نبود بر امش و آن خرم آرامگاه که بر بازو دشمن چه چیله رسید ز افزونی خیل و مال و حشر و دوشنزل بر اندیم پیش از کرد</p>	<p>جهان شد ز پیونداری بهشت شد آن شیر نر تا با بشخورش در اندیشه دشمنانش نه بود دور وزی بر اسود از پنج راه سوم روز ترکی بویله رسید من چند تن ترک بر خاشخو اندان تا کردیم از انبه ستود</p>
--	---

<p>که از تحقیق ری و از جانک برسم شیخون بمانا خرسند من و چارتن با تبه پنجه نرسند شب تیره و پاس خیل زد و بکشند و برودند خیل و نرسند</p>	<p>همه دور از این مردانگی بیغما و کشتن به پرودا خرسند با پوشش فرودیم با کرد و فر با خضم شد چیره و کامیاب خبر را من ایدر شدم بگفتند</p>
<p>بیان بزم و عالی همی و جزوت مرد و لیر بر فوت و شیخون زدن بر خضم بد انجام رو باه خد لیت</p>	
<p>بر آنست زین گفت مرد و لیر بر آن شد که تنها بر اند سوار از آنجا که تا آن سراز بود به نردان نهانی و لشکر شمشیر و دیگر میاد که غوغا شود کسی که در بار خسر و دور است پدر بر پدر خدمت سالیان بر آن شد که از خضم سرش اگر پوشش آرد پذیرد ز روی و گرنه چو حجت بر او شد تمام بشهباز پیکر روان که در زو از دست زو این کار شربت است بداندیش و کیمیا دست برد ز خون و لیمای گنم باز حجت</p>	<p>نفرید همچون بر آنست شیر بر آرد خضم بد اختر و مار مرا و را خرد چیره بر آرز بود نمی رفت در کشتن بگناه یکی فتنه در ملک بر پا شود نهد تهمت مرد خسر و دست دستی شود بار و برش بیان ز خون و لیمای گنم باز حجت همان خون و برده گیرد روی بکیفر کشد تیغ کین از نیام کز الیاس در پایه بودی فرود وز آن پنج این شاخ ز شربت است که نهان ز ما بوده این دست برد فرستم به بیان و عهد دست</p>

<p> به نر می بر طعمه از چنگ شیر که گنجیدش قاف در هر کجاف بنامش که ریک بر خواندند چو موریش بگرفته اندر دهان که با گرفته در نیمه راهش سپهر پذیریم از و آسمانی خبر شد از معدن آن کوه آراسته که برین کجا دست یابد کسی ازین کوه مساران کجا برود که شهباز سیخ آن قاف شد که با ما چنین عهد و پیمان رفت در راه سیلابت خان خویش ز نامی چرا شاهبازی کنی که از اود شاهبازی کن که با نر می من درستی کنی که نم خاک خاکش فتانم سباد که بر ما فرود آنکه از ما رلود چو آتش سوی طعمه شیر بود به پیوده بر خود میفرمایم فرستاده آمد شهباز گفت که آب ز جوی رفته ناید بر جوی </p>	<p> همی خواست بروی کند روزی یکی کوه بودی فروزن ترز قاف دلیران کزان داستان آندند زمین زیر او از بزرگی نمان ز معدنش لعلی است غلطیده هر کس از گشت بر قلعه اش اسپهر نهفت اندران که ز رو و سخته چو این کوه لایق بد بر جوی برود آنکه از چرخ اختر برود کو ترک آگاه ازین لاف شد دوباره فرسته فرستاد وقت مکن حیله رحم آرد بر جان شیر بشیران چه رو باه بازی کنی تو خود صعوه شاهبازی کن اگر از کوه ریک پشتی کنی من از سم اسپان تازی نرو تو را بخت بد دست بر آکشد چو رویه که بشیر نخچیر بود سخن با ترا زوی دانتش بیخ ازین در پس گفتند باز گفت چو بشیر گفتند برود باز کوه + </p>
--	---

من آنروز بچشم نبود از غرور
کنون چون کشیدم بدین کجاست
ز خود بگذرد باب خود گریه
بدین کوهساران کجا بر شود
اگر روز بگذشته باز آوری
مرا با تو تیرای نبرده سوار
ببینی دم آبیج تیغ مرا
فرستاده کان کوه و لشکر مید
بیاید بر آورد راز از نهفت
که گوشت بگذشته از اوج ما
زهر سوکمر با فزون از قیاس
ره از جاوه مور بار یک تر
هجر جا کمان برده کز وی مان
حصاری بر آورده آنجا رنگ
ز پنجه فزون سنگ بند اجساد
بدان کوه از سواران هزار
همه زمین پوش پولاد اول
اگر ممکنستی بدان ظفر
ز ترکان کسی گر بر آن که رو
ازین داستان چه نماند ار
ببخندید و با مرد کونیده گفت

که از شیر ز طعمه بروم بزور
چه اندیشم از تو بمن شور و خجست
شود زنده با آن همه کمیاب
و گر چون عقاب آسمان شود
ز بر برده از بختیاری بری
بدان این که بود کارزار
همان کوه گردون تیغ مرا
تو گفستی ز سر موش او بر پید
بسالار ترکان سر اسب گفت
بر او بر شدن را فر و بسته راه
کز او فرخ اندیشه دارد هر اس
در او پیک و هم اندر آید بس
ببالاشد از خود بیاسی کمان
در او صد تن از شیر مردان جنگ
در آن کوه چون آشیان عقاب
سند باره فزون از در کارزار
ز شمشیر پولاد آهن کسل
معال است رفتن بر آن کوه
گمانم که مرغ گردون بود
بر او دشت همچون گل اندر ما
که با این حد و باید آسودم

در بیان کوهساران

توشیزریان راز انبوه گور
 نه بیم این نویدی است بپنک
 اگر پیشه یکسر شود نیزه دار
 بیسنی کز انگوه روز نبرد
 یکی برهماگتسرم پهن خوان
 بگفت این یکسره سپه نشانند
 ذرا انجامد مان همچو چشند نیک
 برادر می دشت سالار گو
 جوانی ببالای اسفندیار
 نیاد روه همنامی و چرخ پیر
 بدامان سواری نه پروخته
 به تن پرتوان در برج پرتاب
 حرف وی از کوه خارا شدی
 ز مهرش بر اور دل افروخته
 از بود روشن دل پهلوان
 ابانام فرخنده مصطفی
 جوان چون بدامان آن کسید
 نیارست و جنگ دشمن رنگ
 نپراخت از گنده سر و جوان
 چو شیری که از گور میندگله
 بل نامور چون بر اور بدید

مترسان که بر شمشیر شست
 که دشتی غزالانش آید جنگ
 ز پیکار آتشش یک شرار
 چگونه بر آرم بخورشید کرد
 کتم سالها تخمه شان استخوان
 بجای آنکه بدل افغان براند
 سه رانداد امن کوه کسک
 بر آن شرف لشکر شده پیشرو
 جهان را بر روی از و یادگار
 بدامان مادر بده شمشیر گیر
 هم از کودکی خوشترین سار
 بدامان که در برج شیشه افتاب
 از انگوه تنغیش گذاراشدی
 نه نامی ز زمش بیاموخته
 چو از پهلوان دیده ایمنان
 که از نام او یافت کیمی صفا
 بچو شید و روشن دلش رسید
 که نام نیار برده بود شش تنگ
 بدستوری نامور پهلوان
 همی کرد خوش دمان رانله
 که مانند بیرومان برود مید

کلمه نامور چون بر اور بدید در دستان کسید و شمشیر شست

فرستاد چندی ز ترکان سوار
 یکی رای باید درین کار دنگ
 پراندیشیه باید دل ببلوان
 باسان بدین کوهان نیست
 هنوز این سخن برب نامدار
 بدشمن در او نخت چون نیست
 ز تیغش جهان بر سواران سید
 بهر کس کز او تیغ کین بدی
 زمین آسمانی بر اختر شده
 بیک حمله بردشمن نابکار
 بسی خست و شکست افکند و
 جوشبهار دید آن نبرد و ستیز
 نه میت کسان دل پرانده شد
 دلاور هم آهنگ بالا نمود
 سپید چو دید آنچنان دست
 که جاننش ز فرخ برادر نخت
 ابا ماند از آن بر انگشت اسپ
 دو نیمه بفرمود گشتن کرده
 خود آمد بر او سر و جوان
 همی گفت شادار و ان نیا
 خوش آن باب که پوزخز شد

قصه از جنگ ابراهیم با

که اندیشیه باید درین کارزار
 که تا دامن دولت آید بچنگ
 که جلدی کند تیره رو چون دل
 بلند آسمان چون زمین نیست
 که آن شیر ز چیره شد بر شکار
 یکی تیغ الماس یکدیگر بست
 که از برق بر کوهساران سید
 ز مغر که شستی زمین آردی
 همه اخترانش دو سکر شده
 هزاری میفرودشان هزار
 چو دشمن چنین دید نمود پشت
 همی بال حبت از برای گریز
 ابا لشکر خود بر انکوه شد
 چو آن شعله کاید بد بنال و
 شگفت بدل نام نردان برد
 دل بد سگالان در او رسیده
 بی پای که آمد چو آذر کشید
 چپ راست رفتن بجای گوی
 پدیدار او کرد در روشن وان
 بنیره که آسود جان نیا
 خنک زمین نهال برهنه شد

قصه از جنگ ابراهیم با

خوش آن نامورش برادر توئی
 مرادیده روشن بروی تو باد
 دل ناموز همچو گل بشکفید
 که چون پهلوان هتتری به قرن
 همی گفت شاد ابروان تخت تو
 سپاس خداوند بالا دست
 بخوردی گرم بر نفس چادر
 دو بال بهاسایه برین فلکند
 اگر زال سماع پرور شده
 دو بال همدو برادر مرا
 کراز باب برین دری شد فر
 بروی آن ای باب بسته مباد
 چنان خواهم ای سرور نیکنام
 تو ای در بدانان این کوه باش
 من اکنون پیاده بر ایم بکوه
 نخواهم که شهباز آید بلافت
 بر این که من امروز سامان شک
 تفکیش بر کف پهلوان
 شدی تا دوزن سنگ آواز او
 از آنجا که آتش برافروختی
 چو بر می بد از آهن افراخته

برادر توئی پشت ویاورتوئی
 دو گیتی بیک تار موی تو باد
 همی خواست گفتی نشادی پڑ
 بر دلش بستود و کرد آفرین
 بگردون سیر پایه تخت تو
 که برین درخشش خود به لب
 بزرگی مرا داد روشن گهر
 مرا پرورش داد و کرد از میند
 بمن بر بهاسایه گستر شده
 بهرنیک و بدیار ویاور مرا
 دو باب کرامت من گشت با
 جهان جز بر ایشان محبت مباد
 که این کارزار من آید تمام
 روان خرم و دل پرانده باش
 بدانند لیش را سازم از جان شو
 که من با تهن شدم در صف
 همی خست خواهم با این تفنگ
 چو بر کو بسار از دمایان
 خود از بیخ من بیشتر ساز او
 سه پانصد قدم دور تر خوی
 بسا قلعه زیر دوز بر ساخته

باز و چنان پاشنده گوفتی
 شنیدم که ترکیش بر از من
 تھی کرد و دست ناخسته
 تھی کرد و پیکر دش آن نادر
 ز دامن کون آن بل شکوه
 کلوله بر او نخت زان کوه سار
 در آن گیر و دار آتچنان ای دید
 نشست از پس سنگ درین کوه
 تفنگی کزان کرد بشکستن
 بسی نخت بندق زان دست
 ہی سنکر دشمن بد نشان
 چو سنکر شکن را تھی ساختی
 چو پر خسته کردی عد و سد
 ببالا چون معج در یازوی
 مباد اشود غرق در یابی او
 چنین میت سنکر دشمن گرفت
 بناگاه فوجی ز ترکان کرده
 جابر بلا بر سر از آمدند
 برید دشمن ز جان پاک مهر
 بلائی بدیشان ز بالا وزیر
 دژی بدیشان محکم اندر دوه

کز و مغز جنگ بر آشوفتی
 ابا بازوی همچو ران میون
 همان بازوی پهلو ان بسته
 در آن روز پیش از سه نجاه با
 چو پیر و مان کرد آهنگ کوه
 چو زاله بگل برگ ز ابر بهار
 که از سنگت خود حصاری کشید
 همان آرد شعله با شش سنگ
 نقش کرده ام نام سنکر شکن
 بهر بندی دشمنی را انگشت
 نشان کرد و شد بروی آتش نشان
 عد و سنکری را سپر داختی
 در و جان ترکان شدی بیدر
 هم از بیم دشمن ببالا زوی
 همین بود ببالا ز و نهامی او
 ستاره بد و مانده اندر شکفت
 که ببالا زشان گفت فتن بکوه
 کیلی سئل گشتند و باز آمدند
 چو دید آتچنان کینه بار و سپر
 هر زنگو بر و جان شود ستیم
 کشیدند خست اندر و کسبه

بیغای ترکان رومال بخش
 بیغان بیزخت آن سهر واز
 پیاده پس پشت آن نامدار
 خیز شد بر شمن که آن نامور
 زن و کودک خویش بگشتند
 در آمد بذر پهلوز مسازید
 بناموش دشمن بیروخت کس
 بدانیش چون شیر دیده کله
 سپید چو دشمن بدانگونه یافت
 جهان دیده پیردی شیوارورد
 همی گفت کامی نامدار گزین
 چو دشمن شکستی بر ایشان متناز
 چو زیان تور کرده بر خصم چه
 مکن کاین همه ناسپاسی بود
 تو کوی گرفتگی که از رفت خوان
 کسی بر بلند آسمان از زمین
 بدین که شدن تاکنون بچکس
 بو تیره که از خصم کین توخته
 بر آتش بدینان سیاوش بر
 سپاس از خداوند بخشنده ار
 بید رفت مرد جوان رای پیر

ز یغای ترکان بداد بخش
 غنان راسوی و ز پیر سجد یاز
 بیامد ترکان دوباره هزار
 بکشودن در به بسته که
 لوامی نه میت بر آفرشتند
 سپه با هم از پی رسیدش فراز
 از ایشان بیغامو زد لب
 از ان کو سپهر شد بهامون کله
 بدینال نشان سوی مامون
 بد ز جواه برداشش دست زد
 متناز از پی دشمنان پیش ازین
 که کس باشکسته نشد ترساز
 بشکرانه در خون مروی خیز
 نه مروی و نیروان شناسی بود
 ذرا گاه تر باشد اندر جهان
 نکرد دست زمینان که کردی گزین
 نکرد است بی زرم بستن جور
 یکی کوه بذر آتش آفر وخته
 سیاوش بر کوه آتش رفت
 بدشمن بخشای منت گذار
 ملی رای پیران بود و پذیر

بسیار است

بباز و چنان پاشنده کوفتی
 شنیدم که ترکدیش بر از من
 تھی کرد و دیرت ناخسته
 تھی کرد و پیر کردش آن نادر
 ز دمان کون آن بل شکوه
 کلوله بر او نخت زان کو بسا
 دران گیر و در آنچنان ای دید
 نشست از پس سنگ درین کج
 تفنگی کزان کرد بشکستن
 بسی نخت بندق دران بست
 ہی سنکر دشمن بد نشان
 چو سنکر شکن را تھی ساختی
 چو پر خسته کردی عدو سده
 ببالا چون معج دریا زوی
 مباد اشود غرق دریا می او
 چنین میت سنکر دشمن گرفت
 بناگاه فوجی ز ترکان کرده
 جابر بلا بر سر از آمدند
 برید دشمن ز جان پاک مهر
 بلاتی بدیشان ز بالا وزیر
 دژی بدیشان محکم اندر دره

کز و مغز جنگ بر آشتو فتی
 ابا بازوی همچو ران سپون
 همان بازوی پهلوان بسته
 دران روز پیش از سه نجاه با
 چو پیر دمان کرد آهنگ کوه
 چو نزاله بگل برگ زار بهار
 که از سنگ خود حصاری کشید
 همان آرد شعله با شش جنگ
 نقش کرده ام نام سنکر شکن
 بهر بندی دشمنی را انگشت
 نشان کرد و شد بروی آتش نشان
 عدو سنکری را سپر داختی
 در و جان ترکان شدی بیدرنگ
 هم از بیم دشمن ببالا زوی
 همین بود بالاز و نهامی او
 ستاره بدو مانده اندر گرفت
 که سالارشان گفت فتن بکوه
 کیلی سبیل کشند و باز آمدند
 چو دید آنچنان کینه بار و سپهر
 هر زنگو بر و جان شود ستیم
 کشید ز خست اندر و کیسه

بیغهای ترکان رومال بخش
 بیغمان نیز خست آن سهر و از
 پیاده پس پشت آن نامدار
 خبر شد بدشمن که آن نامور +
 ز ن کودک خویش بگذشتند
 در آمد بد ز پس او ز مسازد
 بناموش دشمن نیز خست کس
 بد اندیش چون شیر دیده کله
 سپید چو دشمن بد انگونه یافت
 جهان دیده پیوستی شیوار و در
 همی گفت گامی نامدار گزین
 چو دشمن شکستی بر ایشان متاز
 چو زبان تو را کرده بر خصم چه
 مکن کاین همه ناسپاسی بود
 تو گویی گرفتگی که از صفت خوان
 کسی بر بلند آسمان از زمین
 بدین که شدن تا کنون بچکس
 بو تیره که از خصم کین توخته
 بر آتش بدینسان سیاوش بر
 سپاس از خداوند بخشنده ار
 پدید رفت مرد جوان رای پیر

ز نیغهای ترکان بداد بخش
 عنان راسوی و ز پیچید باز
 سیامد ترکان دوباره تراز
 بکشودن در بد بسته کمر +
 لوامی نیز میت بر افراشتند
 سپه بهم از پی سیدش فرار
 از ایشان بیغمانو زد بس
 از ان کو به سر شد بهامون کله
 با بنال شان سوی مامون یافت
 بد ز خواه برداشست دست زد
 ستاز از پی دشمنان پیش ازین
 که کس باشکسته نشد رستاز
 بشکرانه در خون مردوخیر
 نه مردوی دینروان شناسی بود
 ذرا گاه تر باشد اندر همان
 نکرده است زمینیان که کردی گینز
 نکرده است بی زرم بستن مور
 یکی کوه بذر آتش افروخته
 سیاوش بر کوه آتش رفت
 بدشمن بخشای منت گذار
 بلای رای پیران نبود دلپذیر

با نیکو اندیشی

سپه را بفرمود تا باز گشت
 ستم زانهمه رزم جونی نبود
 هر آنکس که او باشد از رتبه
 نه این بختیاری که مرستی
 شمانی که بس سنگ داشتند
 از اینان بسی قلعه کوفت
 بلی سبج و بار و نگون ساخته
 ولی دیوشان آخر از راه برد
 فراموششان شد خداوند ماه
 همیشه کردند ما و من
 بگشتند چون از ره راستی
 جو ترکان شدند از پی دین او
 جهان بزرگی بزرگ جهان
 خداوند دست دل فرزندنگ
 کز او بر بیفزودشان آب جا
 و دوزخ برادرش و دیوان
 و چشم و دیار وی و بیخ
 برکان بداد و پیش برهنه
 شده گرگ و شیر از زمان بر
 بعد هر گجا باشد اینکشان
 همیشه بدیشان قوی است

خود آمد تشکارا گلخان تا بد
 چنان بد که در رزم کوی نبود
 ازین دوستانست عبرت ساز
 که هستند گردان با دست برد
 همه زمین و لیران سپه داشتند
 بسا مغز و شمن که آشوبت
 بسی سرکشان را از بون حقه
 ز خود بیسنی از راه در چاه برد
 کز او بودشان زور و در حقه
 ستاد چون دیو در زهرنی
 کیفر فتادند در کاستی
 از آملن گرفت و بانیان بلا
 سر مردمی افتخار محسان
 ز کوهی که من تر بفرستنگ
 بزرگی و پیر فزی و دستگاه
 کرانمایه و براد و روش و ان
 دور کن بزرگی و دوکان
 از ایشان بدانند ایشان
 سگ گله و با سبان رمه
 فراغ می وی زمین تنگ
 کلید و فتح در مشت شان

<p>از آن گفته تم باشو و دستمان که تبولن چنین در گفتار سخت شناور سبی چاکست ایست نهستی ز فزای بلکه هستی ز دا ز دل ز رنگ هستی ز دا ایام را</p>	<p>من این داستان بزه پاشان که داند کسی کو خور و آشفت نگونید گویند و آتابست بیاساقی آن جام هستی ز دا بین ده که هستی ز دا ایام را</p>
<p>بیان نایب از جهان مس بمیان متنوع از صحبت ناکسان بدل نامل بودن با بنه مندران آسیرین با نجران</p>	
<p>جو انم روی انوریت و دوا چه پرداز از این ناکسان ناکسان نیزه پنج این سرای سنج منه دل بر او در نه حسرت بری و فاداری و حق گذاری خواه نیاید چو از دیو رسم پری ز پروردگانش مجور استی خردمند خواندش سنجی سرای و فاجوید و یاری چاودان ز سوزنده آتش خزانش نژاد بیانی در نشن مجنذ کیمیا تو گر با رستی بجایش نشان شه آبا و ترانه بود و تخت به بخشید جانی ز لوسیهانش</p>	<p>دلا بشنوا ز من جو انم و دوا ز بهر کسی کسب از ناکسان سنجی است گیتی چه آفتی پنج سرای که بگذاری و بگذری ز اهل جهان ستگاری خواه ازین دیو مردم و فاداری سپهرت بنیانش از کاستی جهان را که بینی چنین دیر پای ز بهی نا جو انم و کز اهل آن ز شور و زمین چشمه خورش نژاد گر از اهل گیتی کی با وفا که از کیمیا کس نخوید نشان با کلاه آراوه چون جانی است به بخشید جهان کن میرانش</p>

من از بخت ره خفته رنجور وار
 درستی نمانده در اعضا من
 دل نامور پر ز تیسار بود
 مرا مهر پانیش نشنیده کرد
 نمی خواستم دید چون در مش
 سخن در برش را ندم از هر دو یکی
 حدیث فتوت بیا و آدم هم
 شهر و چه نام فتوت شنید
 باغچه را چه دانه من دست
 چه شمع از تیرت گرفته است
 که دارم همه خوب با گفتار تو
 ز هر کس فتوت شنیدم بسی
 گفتم که آن خود مدروت بود
 بگوی آنچه دانی تو و جز در پیش
 بگفتم که ای عقل یکیم بگماست
 اگر هم شکر گوئی که گم است
 خرد با با زاوارا تو بهتر پسر
 ز چه هر چه ناراستی از تو است
 فتوت کنمن شد تو خوشش تویی
 تو بهتر ز من دانی این که بگوی
 یعنی تی جز جو امر و نیست

جو بخت میستم چو رنجور وار
 همه تب گرفته سر پایی من
 کز اول زمین تن در آزار بود
 که مهر و وفا مر در انبده کرد
 شد هم تپو نجت و خرد همدش
 ز خوی ذر فرینگ هر همتی
 که بس را بنوا خرد شاد آدم
 چه گلبن ز باد سحر بشکفید
 بگو شرح این گفته با من دست
 یکی مفضل دوستان بر سر دوز
 خوشم گر چه می جویم آزار تو
 ولی معنی آن نماند که
 که نیکوترین خوی و صفت بود
 بر از من و خوشی تن در پیش
 بدان عقل را تا ناکستی بقا
 هر حق گذار هر پروریت
 که بهتر پسر بر ممتد
 سخن بیش ما یک معنی تو را
 ازیرا که جان فتوت تویی
 ولیکن چگونه چو گوئی بگوی
 جو امر و اکس هم آورده است

که خود دست نیروی خود دست
 که با خلق یارست و با خود عدو
 که جز خویش خصمی نداند همی
 ستم بیند و دوستداری کند
 که با خویش خصمی پسندید پس
 ولی نقش پای قوت ندید
 خدا را بخود رحمت آموزی است
 که جسم خدا خواهد آنکه خویش
 که این سیوه افتاد او پراپند
 که منت بردا گمی سرودید
 سرا و بر آن بار سر بار است
 که ریزند بارش بی سبود جان
 یکی بجز دانسته بی جز رود
 خدا را در آن ناخدا خسته
 تبا همش کند آرزو با در آب
 در آن شرف دریا فروخته
 هم از آرزو یافته وان کوش
 که امین رود کشتی او بر آب
 گرفته در انحال دستش خدا
 خدا کرده ارگشتنش بی نیاز
 چونای در آب چو کشتی بر آب

جوان مرد را کس لبه دست
 عدوی جو انمرد هم نفس است
 کشد تیغ و بز خویش اند همی
 جفا بیند از خلق دیاری کند
 بخویش آنچه خواهد نخواهد پس
 مروت در خلد را شد کلید
 مروت بر افتاده دلسوزی است
 جو انمرد خود را نبیند پیش
 دهد سر نه کورا بود سودمند
 نه کمر سودمندستی بر نهد
 ازیرا که تن بار رهوار است
 نه بینی کشتی چو دار در میان
 جو انمرد نیز از ازل تا ابد
 بکشتی اخلاص جا خسته
 شنیده که این کشتی دیر یاب
 همه آرزو با بر آیمخته
 بکشتی و گردیده تشویش شیر
 دوم باره آنگنده خود را در آب
 چو از خویشین کرده خود را جدا
 چو بشکسته چون خضر کشتی از
 که باشد در آن بجز خطراب

چه گشتی چه باهی که دریا شده
 بگشته فلک کس گفتش فتا
 تو از خویش کم شو که پیداشوی
 جواز سر در افکندی این کندلق
 بنویشت نباید درگوشمنی
 همین نه خود از پیش برداشتی
 تبهو کیمیای سرشته شده است
 تو لاجول خواندی و دیو از تور
 کنون از چه لاجول شد قول تو
 بگفت تیغ از بهر دشمن نکوست
 بگفت جامی تیغ کنون جام به
 یکی جام پر باد و خوش گوار
 طریق جوانمردی این است پس
 چون خویش گشت آنچه کرد از حد است
 از آن ماریت آمد آتشاه را
 پیر وخت از خویشتن خانه را
 چو شنید کایدش می موتمن چه
 بشد رفت خویش از ولایت پیر
 وگر هر چه حکم آید از پادشاه است
 فتوت بسته ملک بسیر و ن است
 تو کشور پیر و از کان شهر پیر

شده کم در اسما سسی شده
 فتی گشت خواهی فاشو فنا
 بعین نهانی هویداشوی
 همه رحم کردی بخویش و خلق
 که افکندی از خویش باونی
 که از خلق تشویش برداشتی
 سکت زان بدل بافرشته است
 چو دیوان همه مکر و دیو از تور
 که قوت فرشته است لاجول تو
 بیفکن که دشمن کنون گشت دست
 نه تیغ و بر جامی آن جام نه
 نبوش و نبوشان که شد خصم یار
 که با خویش بر می نیار و نفس
 نه از خشم کین فی زار و هو است
 که بدگوش بر حکم الله را
 که این خانه وقت است جانانه
 ولایت پیر وخت از خویشتن
 ولایت بصاحب لایت سپرد
 که بر کشور خویش فرمانرواست
 صدای خود و خست خود و ن است
 در آن ملک بخشید تو را کار و بار

<p>نه در نید این ملک آب و گل است هزاران چنین کشور از تو کند که عرشش بود کترین خانه فتی کیست شامش مهل اتی بد لخواه خودنی بد لخواه دوست بنجشد خویش ز اهل کرم از وجوی به گرسبونی دهد فتوت ز دریا بر آور و گرد گواهان شمرعی بناید همی گواه از چه جوید که او خود گوا گو این کرم نه خدا را بجو وزان پس براه خدا پیوست فتی کیست آنکو خدا رحمت و گران بخشش نه تا وان گنی نه بر مگر بگرد نه بر شید زید نه و الیری احسان که ز راق بود که بر دشمنان نیز چون دوست وفا بیند و لطف جان پرور نه بیند ز تو جز به نیکی جزا</p>	<p>که نه تاج بخشش است و در با دست بیک اتغالی که خسر کند نیارش چه باشد بوی را نه چگویم که در وصف ناید فتی که زرد او و سرد او در راه دوست کسی که ز هزاران درم بکد زم بخشش اگر بجز جوی دهد که در خورد سبایه همت نکرد کس از دره حق دهد در می اگر بنید آن کس که گوید خدا و گرمی بیند خدا نیست او که اول بباید خدا جوینت فتوت خدا جستن آمد نخست چو جستی خدا بنمود احسان کنی سر ز ردی عالی از زرق تو نه بخشش که این جو خلاق بود نه برو دست بخشش که نیکوست آن فکر دشمن آید بقصد دست و گرناسپاس آرد و ناسزا</p>
---	--

<p>درین معنی ارم بسیاری شکر تو شکر به معنی نه بر صوت و حرف</p>	
---	--

بمیان پدر و کرد و شاه ای این دنیا بی بقا و نفوس بر
از تجویز وزیر دیگری را پس مانند طفل صغیر بدو گفت

بهندوستان حسرتی دیدی
وزیر قدیش بدر سجده برد
بجامه طفلی ز شاه قدیم
هم از کودکی را دور و نرسد
نهان داشتی مادر از مردش
در همه که دیدی فروماندی
دلبستان بشام از خوش نیروز
بطفلان شب عید روز عید
ز او نینه نشان لپرا ز کینه بود
بر او الفت افکندی روز وزیر
ز مهر و عشقش آن سبق شنبه بود
شبی باید گفت فرخ پسر
که فرخ نهادست و والائبا
وزیرش فرستاد و آورد
چو دیدش وزیر آنج شاهش
بر او مهر فرزند و بلند داشت
به پوز خودش خست همراه و یا

شده دیگر ادر بجایش شست
کلید ممالک بدستش سپرد
بدامان مادر چو در سیم
نشان بزرگی ز چشمش عیان
وز آسب چشم بدرا بخش
بر آوردی آن شاخ نور تبال
لسان یکی سه و آزاد شد
بر او نام یزدان همی خواندی
در او خور و سالان بدر و سو
که ممکن نبود دیدنش روز عید
کز او سبت نشان به او بود
وز او دیدگان را بستی تیر
که بر مهر ما پیش سلق جسته بود
ز احوال آن کودک بی پدر
بقامت چو سر و بوا عرض ساز
فزون دیدش از آنچه از وی شنیدند
دل خود بر خسار او گرفت
چنان بد که گفتی و فرزند داشت
بدرس و به بزم و سماع و شکار

<p> بدر بارش از بندوان گشته گشت بر رسم نیایش بدستور او که همدرس او بود و یار و دیدم بپوشید و بنشانند و تربت فرود زدانش فرود خواند از هر در مرا و را پی شاهی آماده دید ندانسته دانسته را بار گفت که شه را مهو خواهد بود و این که نماید ز میان برشته و برنش نیارند از و یک سر موی گاست نهایش از تن پیر و از سر بدو گفت نوشت بدل شد بر پیر و در کاخ بر دست ولی چون پسند من این پسند بخواری بیفتاد و پرای مرد که مانی عذاب ابد را گرو که تار تو نمشد بر حمت خدای بریدش یک انگشت بهر نشان در اسبجار و ان شد پیشه اندرون نیای اندر آمد خود بد مویس چنان دیدش افتاده بخود بد </p>	<p> قصار اندر آمد یکی روز حشین بر او دستور شد پورا و بهراه او پور شاه قدیم جو انجخت شان دید و پیش نمود در ان انجمن بود دانش ور بر همین چو بر روی شهزاده دید بیامد بدستور این راز گفت چو دستور بشنود این شد عین بدل گفت باید تبه کردنش بدانت کایزد کسی را که خواست بدرخیم گفت این پسر را پسر به نامون کشیدش بحیلت بر شهر چو قصاب دستور شوم اخترت مرا گفت کارم بجانست کردند پسر که خوان این سخن گوش کرد که در خون این بکنه در مرو بمن برنجشامی و رحمت نامی بجانش نجیثو و مرد دعوان بیانود پس عامه پس را بخون پسرکان همه خون پیشش زد رئیس دهمی بر پسر مرگشت </p>
--	---

پیوه برود و بشود بر حال او
 مخور گفت غم کز بلا اینی
 توئی بی بی پدر چون منم بی پسر
 همانا که این مرز و ستور بود
 هر ساله یک بار بیجا گران
 نگشتی شه آگه و را که شدی
 که ملک اربچه جز گلشن نیست
 چو دید آنچنان پور از او بخت
 نه مردیست گفتا که همچون زنا
 یکی اسپ و تیغ از پدر بارخواست
 ندادش که تو خردی و خرم چو پیر
 پذیرفت شهزاده آن امی
 جوانان مرزا گهی یافتند
 بدنبال خصم بد اختر شافت
 وز ایشان بسی همه آوردند
 از ایشان گشت و بخت بخت
 همه اهل آن مرز شادی کنان
 زینجا که آورد و پور و پسر
 چو دستور دید آن همه خواسته
 بدل گفت کاین گنج باشد نرباع
 پرسید و گفتند یغماست این

دز او باز پرسید احوال او
 که بعد از خدا در ناه سنی
 مرا تو پسر به ترا من پدر
 که از جان او مرد می و در بود
 برونند از ان مرز مال گران
 تلافی زد دور می نه ممکن بی
 چو از شاه دور است مهورت
 ز غیرت بخود بر به پیچیدخت
 نشینم و باز و بیمار سزنان
 که تاز و خشم از در بارخواست
 بخون خود اندر مرد و غیر خیر
 بسی گشت تا اسپ و تیغی بخت
 ابا او تنی چند نشاقت بند
 از وخت و یغما همه باز یافت
 زرواشتر و مال و بخت و چیز
 بضروری آمد بجای شست
 پذیرد شادندش ز پیر و جوان
 یکی نیمه بردند ز روزیر
 ستوران و اسپان آراسته
 یکی بوم و بران چندین خراج
 که از دشمن خود کشیدیم کین

که اندیشه شد مونا پاک ای
 مکه فات آن محنت فرخ را
 بدستوری شاه دستور شوم
 همان مرز ویرانه آباد دید
 بسالارده گفت بنهای را
 پیاسخ زمین را بسوسید پیر
 چو شهرزاده را دیدش گفتش
 بدل گفت چرخ آنچه بنخواست
 وگر گونه رانی ببايد درست
 یکی نامه نوشت گفت ای جوان
 دران نامه نوشته گامی پور
 ملکه زاده گرفت و در ره نهاد
 شب آمد در شهر راسته دید
 هماغجا یکی باغ بود از وزیر
 عنان خوش رست بیخ در
 یکی دختر می داشت نورس وزیر
 بقامت چو سر وی خرامند بود
 قصار ابراهیم زادگان
 سحر که چون آمد از باغ ماه
 جوانی نه ماهی بد زخفته دید
 چو کشاد و بر خواند دید آن قمر

که انگرز پرواز داز که خدا
 گنج خود آفرید آن گنج را
 دو اسپه بشد تا بدان روز
 کشاورز را خرم و شاد دید
 که سر مایه این فروزی کجا است
 بگفت آنچه را کرد پور ولیه
 پر اندیشه شد لیک نوشتش
 نشان بر بمن همه رست شد
 که تا برم از بیخ شاخی که رست
 پور گران مایه من رسان
 رساننده نامه را سر زین
 همی راند در ره بگردار باد
 تن خود هم از بیخ رسته دید
 ملک زاده از باره آمد بیزیر
 فروخت خشتی دو بزریر سر
 بر او فرو بست چنگال شیر
 شکر لعل شیرش را بنده بود
 دران باغ بود عشق کمان
 که بر لاله عشق کند صیگاه
 بچشمش یکی نامه نهفته دید
 که خط پدر بد بخوان پس

چو روی پسر دید بهوش شد
 بدل گفت باید ز غیش رها کند
 تبدیل خط دوستی استاد داشت
 بهندی قریب است این دو سخن
 صنم و او منشور آوادیش
 نهفتن بحب جوان خواب بود
 رجا بست و آمد بشهر اندرون
 چو پور وزیر آگه از نامه شد
 باین خود سروسزاد را
 یکی را که فخر خدای بود
 چو روزی دو بگذشت آمد وزیر
 سینه بچشمش جهان جان بیدید
 پسر را به خواند و دشنام داد
 چو بکشاد و آن نامه را باز خواند
 بگفت ایزدی کرده را چاره نیست
 پسر را به خواند و پریش نمود
 در عقده آن گفته کرد که از دستیز
 برون بلند بزیارت گوی
 سه سرتنگ را گفت کا بخار بود
 بشب هر که آید و گر آن ستم
 وزان پس پسر را به خواند و گفت

می صوگامش فراموش شد
 چو غیش جامل در آغوش خاند
 که این شیوه را از پدر یاد داشت
 که این را بکش مایه و اما دکن
 بدل کرد گشتن به و اما دیش
 چو خورشید سر زو طاق کبود
 ملک آده با طالعی ز منخون
 بعشرت صلا داد و دشنام شد
 به پیوست مر شایخ شمشاد را
 بکشتن گشس که خدائی بود
 بشهر اندرون بد طبل و نفیر
 که داماد دختر ندیره رسید
 پسر نامه اش را بشش نهاد
 فرود رفت و نختی در اندیشه ماند
 بیوسف کنون چاره گرگ آبی
 به تشریف و بر با یکا امش فرود
 بیوسف کشی کرد چنگال تیز
 ولی گشته ویران و غار نگوی
 شبانگاه تا صبح دم نپنوبید
 کشیدش بخون کان لود و ستم
 که اکنون که با ماشدی یار بود
 گفت

که روشن کند جان تاریک تا
 زیارت کنی تا سحر لغتوی
 بسکین دبی و نیاز آوری
 بکامش بماندیش او ز نمون
 یکی طاس حلوانان کوش
 پسر سید و گفتش همه حال چو
 بخان بازر و طاسن با من کند
 نیاز آورم تا سحر لغتوم
 بهم خوابه تازه و مساز شد
 بجای پسر شد بدستور او
 شد اندر بی را و پور جوان
 از دست تقدیر گزیده کند
 بجای که خود کند شد گزین
 جهان تا که خدا این سگفتی ز دید
 بگوش دلش آمد از غیب از
 بد اما و دستور ده تاج و گنج
 چشم اندر این کاخ را خاک گیر
 که شد بخت بیدار و گفتا شب
 ازین پس ز من تا با بهی تو را
 بدو شاد و بسپر دخت و کلاه
 با او از در آفرین آمدند

زیارت گوی هست نودیک ما
 باید هم مشب بد انجاری
 یکی طاس حلوانان بری
 پذیرفت بر نا و آمد برون
 بشانگه برون رفت از خانه خوش
 بره پور و ستورش آمد پیش
 بگفتا غریبی تو در این دیار
 من اشب بجای تو انجاروم
 جوان شد جوان بخت هم باز شد
 خب شد بدستور کان پورا و
 سراپا بر نه برون شد دون
 مگر تازه و ستانش اگر گف
 چو آمد کشیدند زار شن بچون
 پدر با پسر هر دو در خون سپید
 در این هوشه هندی در خواب باز
 که پدر و دستور این سراپا
 مجرد شود راه افلاک گیر
 طراز او چون بخت من بجواب
 درگاه شه شو که شایمی تو را
 ملک زاده بر حسب آمد بشاه
 بزرگانش همه زمین آمدند

بگفتا غریبی تو در این دیار

نه هر لیس سزاوارش اسی بود
 بی رخواند دستور را با پس
 بسوی زیارت که آمد شتاب
 از ایشان بجز نیم جانی نبود
 چه پیدا شدن مکر دستور بود
 اگر چه از بهره بیداد و آفت
 گذرشته بدل دریا و رود
 بدل گفت وقت جو اندوخت
 بدادین بسزیه نیکی نبود
 بها نخواست پشیمان بخت
 بسی خور و تمار بیهودشان
 جو اندود شهن باز زم گشت
 چه خصم اچنان دید شد یار او
 شه از آنچه بودش فرزون پادشاه
 پذیر خوانده را خواند و اکرام کرد
 کسی کو بیدخواه نیکی نمود
 فتوت کلید در دولت است
 بهشت جو اندوخت خوی او است
 نمی گویند در جهان فرو با
 بد خلق بزخوشن پسندوس
 برده سانی آن گیمینامی قلوب

از آنکه در این بزم وصال است

از آنکه در این بزم وصال است

بلی که خدائی خدائی بود
 بختند و نام از ایشان خیر
 طبعان دید و رخون و پوز و با
 به تن شان تو گفتمی روانی نبود
 که خصم خود و آفت پور بود
 همه نا جو اندوختش با و داشت
 برا و برنج شود و تمار خورد
 نه بنگام بیداد و دل سردی است
 بداد و چه جویم چو نیکی نبود
 بدست خود آن زخمها زشت
 جو بهودشان دیدن شود نشان
 نگشتش شبش و از شرم گشت
 بصد جان و دل شد تیار او
 بدستوری خویش را نواخت
 همان مزد دستورش انعام کرد
 چنینکی رسان کار او تاج بود
 که دولت با نذاره بهمت است
 بهشتی بود هر که در کوی او است
 جهان جوی باش جو اندوخت
 بدخوشن پسند هرگز نگیس
 که هر یک نیک بهر شرت خوب

گزنا که از سرخ بر دزد و میم بر کندر سرخ روی جو انمردیم

دو بر میان جاموشی گزیدن از گفتن سخن سباحت عدم لوجمی
سامعیان فوج و طعن ترغیب حضرت از بنم نمود آمدن رین فرز

بگشت لغمه تازه جان فرای
برین جاموشی در گاران گذشت
که بگدشت تا باید و گریه
که این باغ خرم بود گاه نشاند
چو باشد مجالی بر او زرش
چرا رنج داری روان از خار
سخن گوی اکنون که دوران
بزا نوم او دید نه سده سر
نشسته چو نمنندگان سپیدش
چه شد تا در گونه شد رای تو
نه از شهر یاری نه از ولای
دل از بزم وصلت گرفت این
نجوان تاشی خوش بر آریم روز
که آشفته می نیم این روزگار
چو اندرز کار گمان کم شود
که داری به نیردی در دل
بستم نفس تا نگونید بس
که گفته زینت و نا گفته سوز

سخن جاموشی در نهایت کوی در داری

چه جاموشی می مرد و ستا نشد
فوج جاموشی و نوبهاران گذشت
جهان در گدشت بگشتا نفس
نه پیوسته شاخ آور و سید مشک
بسی بود خواهی گفتن خموش
چو در جام داری می خوشگوار
چو لوج و قلم زیر فرمانت
شب دوش انخضم در آمد روز
نه کلکم دست و نه دفتر به پیش
بلگو گفت که چیست پر دای تو
نگونی چرا قصه از هر دوی
ز بزم و وصلت چرا دل گرفت
از آن نخبه های آن جسم فروز
ز اندرز شایان چه داری بیای
جهانی پریشان و دور هم شود
بدو گفتن امی سالخورده جوان
بسی گستم اندرز نشنفت خس
چو لب نه بندم ز گفت و شنود

بسی ریخ بر دم به بود نشان
 ز دانش چو بار نه بندم نفس
 بافتادگان گویم و نشوند
 تو آن خسرو ترک بنگ یه گفت
 گدائی که مغزش ز دانش تهی است
 چو ایند شایمان سر ایم همی
 خضر گفت که گفته لب بر بند
 نبی را که از سنگ گوهر شکست
 اگر بندگوتی مشو فردجوی
 نه دریا که گوهر ز پایاب او
 نه خورشید کان بر نوافشان کند
 ز نشیند کس بهانه مساز
 وگر نشوند از تو اندرز روند
 من از بند و آرم کی داستان
 که شناسی شدت از شمی از جوی
 مخور عم گراین انجمن شد دراز
 چون گنج گهر نبودت کو میاست
 اگر خودی گوهرت را نخوست
 جهانی خریدار این گوهرند
 در استان شاه بند و ستان
 خضر گفت در ملک بند و ستان

کلی به بصره در جنگ امده در آن دیوار ک سوار نشا معلوم کرده بود ۱۰۸۱ هجری

چو دیدم ریخ اندر از فرود نشان
 که نه خویش از آن سو بر دم
 کجا سر فرازان بدان بگیرند
 در آن دم که اندرز سعدی شفقت
 بشاه را نصیحت کند را بهی است
 در طعنه بر خود کشتایم همی
 بفلس در ریخ گوهر مبرند
 بروم در ریخ گوهر نه بست
 لب بند بکشتای و بی فردگوی
 با میدی آن گوهر ناب او
 زمانه با مید رخشان کند
 که گوش نیوشند گانست با
 گبوی و پیشینیا نش بند
 سرشته در آن دانش پاستان
 بگویم تو را بشنو و بار گوی
 ازین انجمن انجمن با مبارز
 سخن گوی بر عالمی گنج باش
 در گنج گفتار بستن خطاست
 تو بکشتای ننگ که چون مبرند
 در استان شاه بند و ستان
 شعی بود کشور به بند و ستان

<p> به نیکی ز خورشید مشهورتر چه عقلم بوش ز مسکین نشان فلک بنده طبع ازاد او سزاوارشاهی و تخت و کلاه نه پیشه و راد و پرپین کار بصورت دواتا به معنی کی که بی دیگری دیگری نمی تو گفتی دو ابروست با یکدیگر چه خوشتر جواب وی اندر حال بگفتا برادر نه آمار فسق بشمشیر بران برابر بود برادر چه بد شد بکا بد ترا همان نیم ازین یکد نیم از آن دو کشور بد آتایکی شاه بود که تا حال ایشان دگر گوشت همان بر صدف شد صدف پر چو افزون شود دل پر از خون بکین بستن خویش آ ماده اند چو افزون شود کاش آردن همه ملک ایشان ایشان فتاد که ملک بجا مانده تنها مرست </p>	<p> خدیوی گرم تر و وادوگر نبود از کف دست گوهر نشان جهانی بر آسود از واد او دو فرزند بودش چو خورشید ما خردمند و دانا دل و بسیار بفرهنگ پیش بسال انبکی دو چشمند گفتی که طاقند و سر آروده چون دست با یکدیگر چه خوش کرد یاری یاری بگفتا برادرت به یار رفیق برادر که از جان برادر بود رفیق از بد افتد نخواهد ترا مع القصه چون شه نیت از جهان چو رفتار هر یک بد نخواه بود زمانه بر این سالیان برگشت شبستان سرک زن گشت پر چو زن شادون تراوه افزون شود که هر یک طبع دگر زاده اند چو زن و شبستان چو خان بد چو کار ممالک بدیشان فتاد فتاده هم هر یک از چپ دست </p>
---	--

ولی هر چه از پور کمتر بدند
 ولی با خدا آشنا و آشتند
 چه بهتر ز اولادان ز کبر و منی
 از میان خداوند بیزار شد
 اگر کشیم و اگر نبندیم ایم
 ولی سرکشی کار ابر من است
 سرفرازی اندر سرافکنندگی است
 چه فرزند گیر و خلاف پدر
 که مخلوق را چون چنین است کا
 چو شد ملک در پنجه کمتر ان
 بسووند سر بر سپهر بلند
 یکی زان ایران که در بند بود
 بسی کرده بد عهد از رای است
 ازیر که با هر دو پیوند داشت
 بهر یک دل از مهر آینه خفته
 چون اچار شد راه اینان گذشت
 سر انجام بدینک دانسته بود
 خم و نیز آینه بود صاف
 چو آینه بازنگ بست اتصال
 کم از جسم جان از نه گو یا بود
 نه از خوده جهان در گذار

ز مهر نغمه تنگ بهتر بدند
 ز انصاف گیتی بیاد آشتند
 گرفتند آئین آبر منی
 ز رحمت بافتادگان یارند
 همه کرده آفسریننده ایم
 که مزار فریننده را او من است
 نشان سرفکنندگی بندگیست
 پدر را زیانست مخود را ضرر
 کجا بنده و کو خداوندگار
 به چند سر پنجه بهتر ان
 سر سرگشان شان در آینه بند
 بشیوار مروی فرود نماند بود
 که کین از میان نیز دو بر بست
 ز هر یک جدا جان خرسند آ
 هر بای مروی بیاموخته
 بهمه آمان علم بر فرشت
 چو دانی به بیوده باری چه سو
 بشد تیره ز آینه ش که بر و لان
 چه فرقت آینه را با سفال
 کم از نیشک مشک را نوبیا بود
 چو پیر از موده نه بنده و بکار

ولی جمله تدبیر با گشت مست
 خردمند را نیز ندبیر بود
 به نیرومی دانش بسی چاره کرد
 شبه آموز کارش چو در بند دید
 هم او را دم حق او را شناخت
 به پیش خودش خواند و اگر کم کرد
 چو روشن روان دید اگر کم او
 زمین بوسه زد و گفت کامی شهر یا
 رخسار بدت باد اختر سیند
 بشکرا نه این همه آب و جاده
 که باست در وی همه شایهوا
 شهنش گفت قحاج گوهر نیم
 یکی بند بکشای از گنج نیند
 نه پندارم آن گنج کاندستی
 که آن گنج داری بیا و بیا
 بچندید و انا و بردش ناز
 مر نیز این گنج مقصد و بود
 ولی در جهان مانند هم پیشه
 به تن ز زخمهای دارم چه خنک
 اگر حلتی یا بم از روزگار
 آبوشنود و لا آنچه گفتند با

بی آنکه تقدیری آید درست
 ولی سخره دست تقدیر بود
 ولی چاره بیرون بدار دست
 ز شادی برویش چو گل شکفتند
 بصد لابه از بندش از اوست
 ز احسان رسیده ولی رام کرد
 دوباره در افتاد و در دام او
 سبادی شتر ناز بد روزگار
 یکام تو ز هر جهان باو قند
 یکی گنج دارم سزاوار شاه
 بیای شهنش کرد خواهم شمار
 چنان دان که سالار کشور نیم
 که آن گنج جوید دل بهوشمند
 بجز گنج دانش که آموختی
 که آن گنج بهتر بر شهر پار
 که دانم نداری بگو بهر شمار
 که این گنج مر شاه را سود بود
 دل از بود نم در جهان پیشه
 که در خود نه بنیم جان
 بگویم تو را آنچه آید بکار
 نه بداری آن هر روز گفتند با

خستین بدو گفت کامی شه یا
 گراز پاک نیروان فرمش کنی
 سحر که چو برداری از خواب
 چو برود که این روی رخ کنی
 درون از هر آلاشی پاکد
 که از خاکی و خاک خواهی شد
 و که مرد بیکاره را خوار دار
 به بیکار مردم خدا دشمن است
 ندیدم به از مردم پیشه ور
 شناسد که نیروان بدان او
 ولی داشت پیوسته خود را بکار
 هر آنکس که بینی بکاری سزا
 شه و عالم و لشکر و پیشه ور
 بگویم شایان چه باید نخست
 در قوع از همه بذر شایان تیر
 که هر پیشه را که سلطان کند
 اگر از رعیت زبانی رسد
 ز شایان که آید کمی ناپسند
 و اگر پیشه خسران بخش است
 بود پیشه یکی چشمه خوشگوار
 بچشد چو برداری از چشمه آب

دل خود همیشه به نیروان سپار
 چرخ دل خویش خاموش کنی
 نیایش بی برورد دادگر
 بخود روز آینده فرسخ کنی
 بردادگر چه بر خاک دار
 چو پاک آمدی پاک خواهی شد
 که بیکار مردم نیاید به کار
 که از پیشه نیست اهرمن است
 خداوند را بنده بنی ضرر
 کم و بیش و آمد بفرمان او
 که خوش نیست تن بر درد مفتار
 اگر خود رعیت و گز باد شایان
 همه هر یکی راست کاری دگر
 بود عهد و پیمان گفت دست
 که آن عالمی راست بیم خطر
 رعیت بناچار نیز آن کند
 ز یالوش گنج بر جهانی رسد
 جهانی برنج و بخت رسند
 که این پیشه و نهاد شایان خوش
 همه تشنگان که روش از مکنار
 و گرنه بخوشد شود چون سراب

چه باید بگل چشمه انباشتن
 و گر شاه را خشم کارست مهر
 چو شمشیر جله خشم است غوغا شود
 جهاندار باید بطبیع جهان
 چو کینه درستان پالیز نیست
 ولی باید بخش خشم ندان کند
 جهان دار را بسیم و مهید به
 ازین هر دو چون یکی در عمل
 بناید به نرمی نشود از سخت
 و گرنه چو بشناختندش سلیم
 و گرنیز کیسه بود دشمنانک
 بدر بار او ره بخوید کس
 و گر لازم آید جهان دار را
 تبه گشت چون در تن آینه می
 یکی چون تباهی بود خوی او
 و گرزین دو از سر ز نقش ستیز
 اگر چه بود خویش پیوند وزن
 و گر شاه را پیشه خلق نکوست
 چو شاه جهان مهربانی کند
 دل شاه با خلق اگر بد بود
 زبردست باز بردستان خویش

که آتش فزاید ز برداشتن
 کن این هر دو بر خاست و سپهر
 و گر مهر بس فتنه بر پا شود
 که گاهی بهار است و گاهی خزان
 و گر جمله کربا بود نیز نیست
 که خود را نه آخر پشیمان کند
 گهی خندد و گه برابر و گره
 نباشد باک اندر افتد غفل
 که کامل شمارند او را است
 گر آتش شود زوند از ندیم
 از و خلق دایم تبر بندوبست
 با و راز کشور نکوید کسی
 که راند ز کشور تبه کار را
 بداروست در مان و خونریزی
 ز اندرز و بیم است داروی او
 چو خون تباه است خویش بریز
 چو عضو تباه است او را بزین
 که خلق نکو سازدش خلق دوست
 جهانی برا و جانفشانی کند
 بگویش که او دشمن خود بود
 چو شد خصم شد خصم با جان خویش

که گر چرخ شان است کفر بیست
 دل باز منی است و خورده است
 نه ممکن بود تخم کین کاشتن
 و اگر کار شده در بر آوردن است
 سه قلعه بکارست مرشاه را
 یکی زان سه سازند از آنگل
 و اگر قلعه از آهن وزر کنند
 سوم قلعه شان بندگان خداست
 کزین باره شان نیک محاکم بود
 چو زین بگذری قلعه لشکر است
 چو این بر دوشه را مهیا بود
 و اگر نه بکودست از انهم شبوی
 و اگر آنچه شته را نیاید بکار
 که آرد فراموشی از کار ملک
 در صید آهو چو شته رو کند
 شکار شهمان در کند و سنان
 حیث قرار نه همس بود
 شته آن به که بازمی چنان آورد
 به پیل و سپاده با سپه زیر
 شترابی که شته را نباشد و بال
 انشاعی که دزخون دشمن بود

لشمنه تا او شو او زیر دست
 دهد آنچه گشتم از نوب و نیت
 و ز او خرمن مهر برداشتن
 کز ان امین از غارت دشمن است
 پی چاره جسمه بد خواه را
 بیاس زین مرد تر سنده دل
 که بغیرش از جمیع لشکر کنند
 که سامان بیکار ایشان دعاست
 بر او دست برد کسی کم نبود
 که بنیان آن مرد کند آورست
 سوم قلعه اشش نیز بر جا بود
 که از آب و از گل نخست آبروی
 ز نیا و قمارست و شرب شکار
 از و بشکند روز بازار ملک
 بکود کشور اول بی آمو کند
 دل دوستان به سر دشمنان
 نه دزخور دسالار کشور بود
 که از همسر ان تاج و کشور برد
 سپروز و از با دشان بازن سیر
 بود خون دشمن که با دشمن جلال
 کجا در می صاف روشن بود

که سالار کشور چو پشیا نیست
از آن در دور و سر شاه بس
که شاهد بود شاه را سازگار
بوی هر چه کم کترش در دسر
بسیج از یک چو بگدشت بیج آورد
دل شه ز راه خسر و کم مباد
که پیوند خلق است فرزند شاه
شه اندر میکن باید وارجمند
که در خیره خندی بسکاستی است
بدون عمل دادن و بدگاه
زبون پروری آفت خیر است
چه باد دولت پادشاهی کند
و اگر کشته چیست لشکر کشی
که گشته پی زمش از پشت
چو هر روز گیسور دره تازه
و دیگر که آرزوم و تن پروری
چون خوشتر که روزی دوشی برنج
ز ویرانه خیم دولت کشان
ز مال عبد و کنج باید بخشاد
ز مال عیبت چو مخزن نهند
بخونی و دوز و ارشته آسان گرفت

ز احوال کشور خبر دار نیست
می صاف تنه خون بدخواه بس
یکی زن یکی دولت پایدار
یکی هر قدر برش شیش شمش
چو کشور فزون گشت گنج آورد
نیاز شستن پیوند مردم مباد
بفرزند خوش نیست پیوند شاه
نه بسیار کوی نه بسیار خند
همه مرد و راما به خواری است
کند با نگاه بزرگه تباه
ز پیرانگان پشت دولت توست
چو در خانه خود تباهی کند
ندادن بکس مهلت سرکشی
تبار و برادر دشمن زیر دست
از و هر کسی گیسور و اندازه
هم او ماند از کار و هم لشکری
ز خود بیخ برگیری از خیم گنج
با بادی بوم خود بر نشان
که در ملک خود گنج باید کشاد
بنا کامه آخر بد دشمن و بند
و اگر کامه از آن ملک نتوان گرفت

چو بسند که ز بر برد و کین بر برد
 چو خبر برد و باز ارگان بگشت
 و گرشه که افزون گرفت از خراج
 بگرفت ازین ملک بیرون ببرد
 چو در میان بفتشاند تجمی که داشت
 بدو یکستان کوچی خواهی از آن
 و گرشاه را را می زن در خور
 زده تن چو یک امی گشت هوا
 چو را می پریشان زند بهر کسی
 از آن هر چه شه را بنجا طرشت
 ولی تا نگردد هست باید زینت
 بساودا یکی زان همه انجمن
 بسا از بارها در میان دو یار
 و گرشاه باید که در بهر دیار
 ولیکن نبایستش ازین گشت
 خدیوان که بودند کارا گمان
 بسا محرمی گشت بخد شکاری است
 من از محرابان پیش گشته نفور
 چنین خواندم از دو گوشتها
 یکی اصل داشت و گرشا گری است
 بود هر یکی پیشه را سزا

۱۴۰
 ۱۴۰

ز لش غزا که بار و دیگر نه برد
 که او را نکشتی جهان بگشت
 تو غارتگرش آن خود ارامی تاج
 که ده یک و معاش افزون
 تبه گشت یعنی نگر و آنچه گشت
 که خود گشت پیاره ده یک تاز
 که از تیغ زن را می زن بهتر
 به از تیغ شمشیر زن صد هزار
 بهر یک بباید فروشد بسی
 ببايست بگرفت و بر کار بست
 که بس از یار یار بیا گفت
 نهانی دشمن رساند سخن
 که زان انجمن کرد خلقی هزار
 امینی فرستد گذارش بکار
 که از اینگونه در ملک و غیرت
 ز مجرم نهفتند راز نهان
 چو خوش بگری محرم دیگری
 که ز جسم ز نزدیک آید دور
 که شه بخش کرد و خلق جهان
 سوم هر که پیشه منقری است
 که آن دیگری را نباشد روا

بسیار از اینها در کتابهاست

سلسله در علم اعراب

ازین هر سه هر یک نگرانی
 فقیه ار کند ساز سامان جنگ
 چو ساز قضا بخت کند لشکری
 و گمراه اینان رو و پیشه دور
 شنیدم که در عهد نوشیروان
 ز روسیم بسیار و ربندها و
 بسرو داشت سودای کا پسر
 نینخواست بازار گانی کند
 بدستوری پاک دستور شاه
 ولی دست از امید دستور
 چو نوید شد ز آرزوی که داشت
 بی خوست بستن شه نکینت
 ولی خویش را بازار از آن کاشت
 چو بازار گان روز فرصت بیست
 ز شه در پذیرفت آما یه زر
 پذیرفت سیم و پذیرفت شاه
 تو خواهی که پور تو گردد دهر
 چو دستوری شه کند پور تو
 تو چو چوینیا شتی سیم وزر
 تو بازار گانی دار مشتری
 رحمت کجا سر فرمان نهند

بنا بدگر قن ره و دیگر سے
 کند ملک ایران شود نام تنگ
 به ساز و آیین دانشپوری
 بخلق زیباست و بر خود ضرر
 یکی مایه و ر بود بازار گان
 ولی از یک افزون فرزندان
 که سودای سودا بنوش سپهر
 که با مسکنت زندگانی کند
 بسک و ایران همچی است راه
 که کامی نه بروق دستور است
 نشست و نظر سوی میت گشت
 که بر خلق آسان شود در است
 که زر کم بدو کار بسیار است
 بدربار سلطان ایران نشست
 که شاهش بخدمت پذیرد پسر
 بگفتا شود کار کشور تباہ
 و پیر از این گشت گردد دوز
 بنویدر بی جز بدستور تو
 ز ضرر وار بخشی چه داری خبر
 شوی شادا انکه که سودی بی
 چو اندک ستا شد و افزون شد

بلی باوستانان که بنمیده اند
 وصال از چنین نظم همچون
 دوز بنده تاج تخت و تکیه
 دو دور گرانمایه از یک صد
 بفرق فلک یب چون قیدین
 یکی آقابی در ایوان بزم
 یکی جوهر خورش جان گرامی
 یکی زیوری تخت جمشید را
 خرد گفت رسوائی خود مجواه
 که گفت گهر سوی عمان فرست
 تو خود را به جهود و نجه مساز
 دو آزاده کز اختر زهنهای
 تو ز آئین انیان شورا جوی
 بلی گفتم این هر دو فرزان شاه
 باین نیکان پذیرا شدند
 کنون هر قدر پایه شان شیر
 نه بازار کانی که کالا خرید
 تناع من از بست ناسودمند
 بیاساتی آن سود سود اینان

بدو نیک گسوستین دیده اند
 تار و دوازده بدو نظر
 خداوند شیراز و کرمان زمین
 سپهر جلال آفتاب شرف
 حسن شاه غازی و سلطان شهنشیر
 یکی شترزه شیری بمیدان نهم
 یکی گوهر افسرش چرخ ساسی
 یکی زینتی تاج خورشید را
 کز اختر کنی زینت مهر و ماه
 و یار نیزه ز می ملک مان فرست
 که هستند زاندر ز تو بی نیاز
 کتابت هر یک فرستگار
 چو جستی باند ز شاهان بگوئی
 شنودند از بخردان رسم و راه
 باین نو کشور آرا شدند
 باند ز درویش درویش تر
 همان را خرد کاندرو سودید
 زیانی ندارد که واپس دهند
 که عیش ندیدم سود و دین

بده تا ز سود و زیان وارسم
 ز تشویش سود انیان وارسم

خطاب قلم راستی صم و تنبیه برین معنی که تا از حقیقت حال
پیشین ننگند رقم و بسوی مطلوب خود توجه آرد و برود

مکن با چو من خاکمی آتشی
ز تیغ یل ترک اندیشه کن
سخن غیر فتح سپید ز کوی
نه ناورد پیلان و غیر ان بود
ز نیروی کرد جان باز کوی
حصاری ست گفتی خدا آفرید
وی از نیروی پهلوانی کشود
که بگذشته بیخ است نابوده با
بزرگ زمین آسمانی گرفت
گرت نیست با و بریا و پین
بند آسمان تا که گاه او ست
ز ترکان کسی ره بگردون کرد
که بهرام از دمانده اندر شکفت
ز پیودش خسته پیک نگاه
ندانم بران کوه سپهر چون بود
سفر سنگ ره دور آن بیشتر
نیارخس برج و باره بنود
بر او از بند می تابا بسد مهر
که خشنده پیکان تیر روی است

بیا خامه از سر بنه سر کشتی
کجی را بنه راستی پیشه کن
سخنهای پیشینه هرگز گوی
که این رزم رزم دلیران بود
نیسگویم از بهفت خوان از گوی
سپید ز که گردون بگردون کشید
آه تمن بی بازار گانی کشود
بر قهقهه بهفت خوان راز یاد
اگر رستمی بهفت خوانی گرفت
بلی آسمان بود بر زمین
خطا گفتیم این که کشان او
گنو غیر بهرام گردون نور د
که سالار ترکان حصاری گرفت
حصاریت سر برده بواج ماه
هر آنکس که آسان بگردون د
نشمن گمی بد بر آن کوه سر
بر او زه بیماری ستاره بنود
جز آن ترک یل کور لغز خفت
بران کوه سر جامی اختر گشت

بر او بر شدن کار کس نبود
 ازان رفت کس آنکه هر
 بر او بر زنی کرد جای نشست
 چه شد مایه در کشت گروش کرد
 چه کارش ازان مایه بالا گرفت
 با و ارغمان آمد از هر دیار
 چه خوش گفت گوینده نیک
 سر خسته شاد گرفت تن بیل
 ز نشیندن ناله داد خواه
 پور شهنشا ه شد جامی تنگ
 زری شد چو در پارس آورد
 چو نمود از وی چکس با رحمت
 ره بر سو فرام شد سباب او
 بکشور زهر سو سپه تا ختی
 ملی هر که او را حصار می چست
 بسی بیم و امیدش آمد ز شاه
 تنی مغز را سر بر از باده بود
 چو پایان کارش زانده شد
 سوی نیویل شد انشت شاه
 بفرمود کان لاف خد حکری
 بر او چهارید چون یک تنید

اگر رفت کس غیر کس نبود
 که بر طایر بر شش بست بر
 سختین بازار گان راه بست
 ز انبوه دزدان بر آن تیغ کلاه
 بشد سیلی و راه صحرای گرفت
 که بخشد بر ایشان بجان نینها
 که بر جانش باد آفرین از خدا
 چو پر شد نشاید که شتی سل
 بکلی طمع کرد در ملک شناه
 نماندش در آن بود جامی تنگ
 ز شه کس نه پرداخت بر کار او
 قومی ترش از آن شاخ شکر گشت
 چنان شد که کس را بند تابو
 همه کشور شه بته ساختی
 نه ترسد ز کس که همه آسمان
 که آید براه و نسا مد براه
 دوران بیم و امید از اده بود
 همه کشور از وی بر آواز شد
 که از دیو پر داز و آن جایگاه
 نخواهد بد از استغافی بری
 همه بیارایگان ملک بند

گزین گاه مردی و پلانیازی است
 همه بر سپید ز کسین آورید
 بکشید و آن قلعه ویران کنید
 چو فرمان سالار خواند ایلخان
 ولی چون خردمند و سنجیده بود
 نبی جسته یهوده کین نوقتین
 بدشمن فرستاد و اندرز کرد
 بشد لشکر آرای باسی سوار
 چو آمد بدرگرو لشکر شکن
 پذیره شدش بیست سالار لر
 پرستش گری را بیامی استاد
 نخستین بر سپیدش از ایلخان
 که از دور گردون مبادا نشنند
 هم از پهلوترک سپید باز
 که دل را نیازست بر چهرشان
 جهان دار و اندک نازنده ام
 تو ای نامور پهلو کام کار
 اگر جدا دیده بر راه بود
 ولی نهدستی و هشت گره پهلوان
 در خواند با بستی نام و در
 سر از آن گفت کسین بر پیش

ز بیگانگان ملک پروازی است
 بلند آسمان بزمین آورید
 کس نام پلنگان و شیران کنید
 بسرز چو دامان کین بر بیان
 بکشش و بدانش پسندیده بود
 چو آتش نبد کار او سوختن
 که شتر طست اندرز نگه نه برد
 بدان کاور و در ره آن نگان
 بسی تلخ و شیرینش اندر سخن
 سراز مغز خالی دل از کینه بر
 دوران پس بلا به زبان کشاد
 که چون است آن را و سوزون
 گزندش مباد از سپهر بلند
 ز که تر بر او شش آن سرفراز
 درونم بیا کنده از هوشان
 باین دو دو مان کسین بنده ام
 قدم رنجه کردی و دین کوها
 نیازم بدین جهرد نخواه بود
 نبالست خود رنجه گردان جان
 که تا کردی باسی نخواست بر
 تو را خواند می ای نیکو سپید

خود ایستاد زنی آدم بی شکلی
 ولی حکم شد رفقه بر اینخان
 درین خدمت ار کرد می باز سر
 بر او مرگفته آن نام دار
 که چند نیت کا در شاه این خبر
 همی سپری راه خدمت گری
 دلیری بازار بیچارگان
 ز نور سم نام برومی تازه شد
 اگر تهمت است این تهمت و را
 که کر تهمت است این شهت بر شد
 ولی کربامی خود آئی بشاه
 و کر نه منت زین و آرم بر و
 بنحمدید و سبست بر از تاب کرد
 سه سال است تا من بر این کوه سر
 شهنشاه ایران بدین گذشت
 خبر شد ز من حکم فرامی فارس
 کنون ایلیان میکنند بازخواست
 ز شاه و شهنشاه مرا باک نیست
 باین مردم و باره و پیر کی
 بر این چکر که خود بود دست پس
 تو این در که بینی کشیده ماه

فوتاد می زین سواران یکی
 بن ز ایلیان سر فر از جهان
 ز من بنده خود نبود این قدر
 نه از خود بفرموده شهر یار
 که از راه خدمت کشیدی تو سر
 سر سر کشتی داری و خود سری
 بی روی بسی مال بازار گان
 ز جور تو گمبستی بر آواز خند
 ازین کوه سر بر در و آوری
 و گر هست است از تو کفر کشد
 ز شاه ایلیانست بخوابد کنه
 برانم ازین کوه سیلاب خون
 وزان پس بگفت ای سر فر از
 گهی سوز مردم برم گاه زر
 نیر سید وزین راز آ که نگشت
 تو گفتی در اینست پروا می رس
 کی اینها باین ایلی روست
 که ماشاه کشور دلم پاک نیست
 سپارم چه اول با و از کی
 که من دل پر اندیشه دارم پس
 کسی را بر او بر شدن نیست

از روز نبرد دین

مگر زنده کرده دول سیستان
 و گر هر که باشد آهنگ من
 گو زابل آنروز این در کشود
 نبوده است در عهد پیشین
 کنون که همه دشت رستم بود
 بده تن کا نذار چالاک است
 چو تیمور بند و میان رزم را
 برایشان چنان آتش نشان کن
 ولی اگر کند پهلوان هتسری
 بگویم و بر خود فرایش کنسیم
 زیر دست گرد و چو ازیر دست
 سرفرازیل کاین سخنها شنید
 ازان بیجا با سخن گفتش
 همی دست بروی بشمشیر تیز
 بنحو دگفت ز نهام خا می کن
 زمانه دراز است و در دست
 دگر ره باند ز زلف زود و پند
 سوم ره بملخی زبان برشاد
 چه باشاد ایران کنی داوری
 ازین پشته گل چه پستی کنی
 که اسپید زار بر سپهر بلند

و باشاد تیمور گستی تان
 کجا گیرد این قلعه از جنگ من
 که سامان گستی دگر گونه بود
 که بودی دگر گونه آیین جنگ
 جهان سر بسر سام نیرم شود
 کنم هر که هست چون خاک است
 کشنده دشت و خوار زرم را
 که انبوه ایشان پریشان کنم
 از و هتسری و ز ما کتسری
 چرا دیگران راستایش کنیم
 شود آسمان از چه چون خاک است
 پیچید و روشن دلش برود
 و زان بی اوب نام شه برد
 کزان پیکرش را کند ریز ریز
 فرستاده ناتمامه مکن
 با خزش و موسم با غیبت
 نیاید نگون نخت را سو مند
 که امی ناجو انم و ناپاک زاد
 که اختر سبا و تور ایاوری
 که باشاد ایران درشتی کنی
 به نیروی اختر شوی شهر بند

بیایان تور او سیکر اورم
 تو خود را ازین قلمه سر در بین
 هزاران چون شاه دار و حوا
 کفی خاک بریک ازین توده خاک
 من ایدر زباند ز رو نپند آدم
 بنودی اگر تیغ من در نیام
 درشتی بر برو خسر و پست
 تو با ایلیخان چون مدارا کنی
 نه آن بچلو ترک رفت از میان
 همه بندگان در خسر روند
 مرا پاس ایلی عثمان گیر بود
 کنون رزم را یکسر آماده باش
 بیک هفته مانند اندران کوه سر
 به شتم بیاید بسالار گفت
 بنشت ایلیخان بر در شهر یار
 که گر رای شاه است جنگ ویرم
 بهر چه از جهاندار فسیلان رسد
 و ز این سو بداندیش بی نام و
 بنده نامه از دور بندگی
 شکایت بنده برده از ایلیخان
 کنون یک نظر پیش پایشان کرد

بچم کندت اسیر اورم
 که ازین توده بسیار دار و زمین
 که بر یک نند با سواری هزار
 اگر باز گزید کرد و دغا ک
 فرشاده گی پای نند آدم
 زبان تو ز نیسان گشتی بگام
 کمن پیش ازین تا ز با نشت
 که با شاه کین آشکارا کنی
 که در بندگی بودیش سالیان
 چه خواهد شد از این سخن بشنوند
 چون شنیدی آنرا که گفتیم سوه
 بلندی نمی خواهی افتاده بار
 بگشت و بهر چه بود آن بوم و
 همه هر چه دید آشکارا نوشت
 ز نوحیت دستوری کارزار
 و گرنیت فرمان در جنگ ویرم
 همه گوش داریم تا آن رسد
 بگو و بچیلت بر او نخت جنگ
 فرستاد و اظهار شرمندگی
 که دار و سر کشتی در زمان
 ز ایران کسی را یکس نشرد

گر این در بیفتاد در جنگ او
اصلاح آنچنان بنیم اسی شیدا
بدرست من این بوم و بر سپرد
بر آوردم این راز با از هفت
بود شوم نوزدهم در اسی ن
تقت پیش شوکار او با فروع
دو فرمان رسید از در شهر یار
یل ترک مشکربان طلعه خفت
از ترکان بجز او او شش هزار
سه فرسخ بر او دشمن همراه بود
یکی فرسخ اسپهبد را دلو
یابی پر دلی را د پر مایه
فلک را مدار است با نخواست
بید و بنهد از نوک تیرش بفر
کند آتش از آب تیغش حذر
ندانسته کان آتش آبدار
و گر لشکر آرای سپروز جنگ
بجوانی بیالا چوسر و روان
سپهری بغیر آفتاب بی سپهر
شود دم نبرد او پسخ کبود
از اندم کش از عهد کشاوه دست

چنان دان که گسست همسنگ
که شه داروش باز ازین کوه
بدونیکش از چشم من ننگرد
بگفتم بشاه آنچه با گسست گفت
وز ان شوم تر دشمن را ازین
که فرق است از راستی تا فرغ
بان کس بگیر و باین کش سار
نگین بدانندیش راطقه خست
همه گرد و جوئیده کار زار
که هر یک جانش مو اخواه بود
که در زرم کوهی بر بنیاد بود
بغیر جمی آسمان بایه
که خصم ستاره است هر کوش
چو از پیش تیر شهاب آهن
که در سنگ و آهن فرورده
نماید ز آب در آتش گذار
که آسوده از وی نخسید پلنگ
تبدیر سپهر و به نیر و جوان
بیالای خورش آفتاب سپهر
زیر آردش همچو پیشین فرود
بمردی دگر دست او گسست

بدرست من این بوم و بر سپرد
بر آوردم این راز با از هفت
بود شوم نوزدهم در اسی ن
تقت پیش شوکار او با فروع
دو فرمان رسید از در شهر یار
یل ترک مشکربان طلعه خفت
از ترکان بجز او او شش هزار
سه فرسخ بر او دشمن همراه بود
یکی فرسخ اسپهبد را دلو
یابی پر دلی را د پر مایه
فلک را مدار است با نخواست
بید و بنهد از نوک تیرش بفر
کند آتش از آب تیغش حذر
ندانسته کان آتش آبدار
و گر لشکر آرای سپروز جنگ
بجوانی بیالا چوسر و روان
سپهری بغیر آفتاب بی سپهر
شود دم نبرد او پسخ کبود
از اندم کش از عهد کشاوه دست

اگر دست یک شیرود نیره دار
 سوم شیده فتنه جو خمر گذار
 جوانی هشیوار و راد و سترگ
 که در چشم او زرم چمن زرم بود
 یکایک را سبابه سامان جنگ
 نه خود و سپه نشان نه گسترهان
 نه مغز بسز نه بتن جو شنا
 تو گفتی که با تیغ بازی کنند
 بهمه راه هر یک زگر و ان هزار
 پس پشت شان بود سالار کج
 دو باره هزارش بهمه راه مرد
 بلند اختر می دور از چشم بد
 برخش اندر و تیغ در پشت او
 یکی کز پولاد و جنگ و است
 یکی بابره برق تک زیر ران
 بدستی سپه راه می رانند
 که اندشت خاص از پی جنگ بود
 بسالار گفتا سپه دار گرد
 بلند آسمان ست این کوه نیست
 بو تیره که کوه ست بر یکدگر
 اگر کس جو آتش به بالارود

در اید چو شیر می که در پیشه زار
 سپهر بزرگگی یل نامدار
 بر بخردی تبدیر میران ترک
 تو گفتی همه کام او زرم بود
 سنا نداشتندی و تیغ و تفنگ
 نه پروا می پاس تن پهلوان
 ندل پوش چون آینه روشنا
 بجان باقتن کار سازی کنند
 سیزنده با اثر و شعله بار
 یل شیر دل ایلیان سترگ
 نهفته رخ ماه گردون بگرد
 همه تن توان و همه دل خرد
 چو چرخ می و مهر بر پشت او
 که در پیش کوهی گران سنگ است
 که بودش سر جنگ با آسمان
 کجا وشت زرش همچو اندند
 از ان تا بنگه نیم فرسنگ بود
 که این زرم را خواند توان شهرد
 بر او دست با پای انبوه است
 کسی را بر او بر نباشد گذر
 کجا برسد از خریار و د

<p> هلاک جهانی بمراد اوست بساید اگر پسیل اگر از دما بر آورده آن با کج و سنگ رفت نباشد فراتر شدن راه او یکی از هزار ار بر آید کس است بود چار در دوازه از دستگ دو دیگر شتر خواب با گلستان ازین سز زمین بیشتر گذریم شب و به نگاه باز آوریم کراد و را ختر در گگون شود که این رزم کرد و با بس را نگرد و ز پیکار هر گز نشود بود جسم را سود و ما را زبان بر این که نیارست کردن کله از ان بدگزارین بیشتر برزاند بدشمن زمانه به تنگ اوریم سپه راند باستان تا کمر مگر ز ایشان دست کوتاه شود نیار و گلوله بر ایشان خور بر ایشان شود کار یک تنگ چو یک روز گرد و تبه نیت پاک </p>	<p> کران ننگها در کمر گاه اوست کند هر یکی خصم اگر ز آن ربا بهر جا تو اتد با جنگ رفت کس از بسیر و تا کمر گاه او بر او مرد اگر باز اگر کس است به و چار راه است با ریک تنگ سپه شیر و زین کلاه است آن همین جامی لشکر فرود آوریم بهر روز بر کوه تا ز آوریم بپایان بپنیم تا چون شود بپاسخ چنین گفت سالار باز چو ما بر زمین خصم باشد بکوه بر آن رزم اگر یکدزد و سالیان جهاندار تیمور با سستی هزار سپه چند گاه بی بر این در بماند مگر بر کمر گاه جنگ آوریم اگر سنگ اگر آهن آید بسیر کشان آنجور در کمر که بود و دیگر کز اینهای تا کوسر ولی در کمر با فتنگ و خندنگ ز ما آنچه یکما به کرد و هلاک </p>
--	--

چو صد تن بیک وز شستن دم
 دوروز از رشک و دتن شد بدم
 سپید پسندید این رای و گفت
 همه هر چه گفتی درست آرای
 اکنون هر چه کوی تو فرمان برم
 و گر روز کاین گنبد تیز گرو
 بوی این کوه سر شد بلند آفتاب
 سپید بیامد بر ایلیخان
 رخانش بپوسید سالار ترک
 بیانش که فرخ نعال آمدی
 ز تو باد پیلوی لشکر قومی
 و گر لشکر آرای لشکر پناه
 در احم هم بپوسید و شتاباش گفت
 هر روی تو اختر روز باد
 و گر کمتر این گردهم تر ترا داد
 بپوسیدش مخمخ پر از آب کرد
 سپاس تو چون در میان آورم
 که دادی سته فرخ برادر مرا
 که از همچو من در صباح امید
 بیار این چنین گفت کار و جنگ
 دیدنش از ما رسته مهر بار

بهر کسی که در این کتاب است
 از سزاواران است سزاواران

از آن ره که صدر روز صد تن هم
 سوم روز ترسان شود ز رخو راه
 که دولت نه بخشد کس را بخت
 همی تا زمانه بیاید پیایه
 به مجزاه فرمان بر می نسیم
 شبیه را بدل کرد با لاجورد
 ستاره نمان شد بزیرین نقاش
 زوه و امن پر ولی بیجان
 چنین گفت کای پهلوان کس
 به بخت و بد دولت جمال آمدی
 که هم پهلوان زاوه و هم پیلوی
 میان چیست بر سته آمد ز راه
 که جلالت بر روشن خرد با بخت
 و ز این اخترم سوز فیروز باد
 بیامد بنزد برادر ستاد
 بنالید کای پاک نیردان فرد
 مگر جای هر موزبان آورم
 بهرنیک و بیدار و یاور مرا
 سته خورشید تابان بگیا امید
 سراسر نه از بهر نام است تنگ
 سخن گفته از هروری بشمار

که با این سزاواران است سزاواران

ز اندیشه مرد خسر و دست
 اگر چه به بنمودن نیش و تیغ
 چو ز اندازه شد زشت کوی
 به نیروی بد کوفی زشت مرد
 بگویشیم تا گرد آن گرد پاک
 دل از مهر شه باید آراستن
 چو یاری دید اختر شاهان
 بباست کوشید ز انسان به شاه
 کز اول مبرشته آمد گروه
 بگفتند و بر آسب بستند زن
 سوی کوه بادار و گیه آمدند
 برافروخت چون آتش جنگشان
 چو آن سیل شد بر فرار از شیب
 بسالار داد آگهی دیده بان
 بکینند که بست از آن که دلیر
 گران سنگها کرد از آن که پاد
 ولیکن به نیروی نخت بلند
 به ترکان خمین گفت سالارشان
 کز این سنگها کاید از کوه سر
 گلوله بر ایشان نیار و گذار
 چنین مانبر و یک ایشان بود

بشه باز کونه نمود آنچه هست
 دل خسر آینه هست یک
 ز صد گفته باشد یکی را اثر
 با نینه شاه به نشسته گرد
 و گرفت بایستمان در بلا
 پس آنکه زید خواه کین جستن
 کند چهره بر خصم بدخواه جان
 تو کوفی ستاده سگ در ز رگه
 هماره بود خسر و شمشیر
 چو در باغبان در آمد زمین
 چه کوه آمد از اسب زید آمدند
 چو آتش بسالار شد آهنگشان
 بنخود بر بلز ز سپنج از نیب
 که آهنگ که کرد وسیلی گران
 چنان کاختر نوم ازین چرخ بر
 گو گفتی که بار و ز گردون بلا
 بیک تن ز ترکان نیامه گزند
 چو انداز و گرفت از کارشان
 دلیران مارت به خطم
 با سنگشان آمد از کوهها
 با با همه سستی آرد زور

بگویشیم تا گرد آن گرد پاک

بز کوشش بنیاست از پاشت
 در این بود که گوه رشیدله
 شبان شد بسالاران راوت
 میل نامور لشکر آرای گرد
 که ز این نام بهتر بود تنگ ما
 بهنگام سختی جوینغا کنند
 چو با ما چنین باشد اینکشان
 چو باسیم زین سنان دشمن بون
 سن النون کی ترک ناز آورم
 بگفت این و از جا بر میگفت پ
 بز گردان بهراه اوده سوار
 رسید و همه برده واپس گرفت
 در حمان انبوش از پیش بود
 همی تاخت چون شیر سوی ربه
 برون تاخت هم از کین کاوشک
 عنان و او پهلو بد امان کوه
 گلوله فشانند همچون تگرگ
 تبه گشت از و چار پ و دود
 بدل گفت اگر روی واپس کنیم
 میان در حمان شود کار سخت
 که دشمن نهانست ما آشکار

مگر چار در وازه اقد بست
 گروهی بنیهای گا و گله
 ز نیهای دشمن سخن باز گفت
 شنید و بدندان سر انگشت
 که دشمن بروینغا از جنگ ما
 در آسودگی تاج غوغا کنند
 کی این و ز برون آید از جنگ ما
 از قلعه او ستانیم چون
 فزون را آنچه برود باز آورم
 خروشان و جوشان جو از سپ
 بر قند شایسته کار زار
 روان بدانندیش از و در شگفت
 که آنجا کین بدانندیش بود
 پس پشت ماندان در حمان همه
 شد آتش فشان از و باقی گفت
 بهما بنجانمان بذر دشمن کرده
 بلا از پس پشت و از پیش گ
 ز مردمی ولی روی واپس کرد
 تن خویش در کام کرگس گنیم
 که بار و گلوله جو برگ از دست
 نخواهد شد از ما کی رستگار

از کوشش بنیهای دشمن

دلی که شمشیر خنک آوردیم
 ز جنگ تنگ است ما ز این
 عنان داور بار و تیر گام
 بسی کرد از انبوه دشمن تباه
 ز بر تاسی که ز مغفرت یافت
 چنین تا پیش عهد واداشت
 ز انبوه دشمن بهامون فست
 عنان را به سپید و باز ایستاد
 سپاه شکسته به پست باز
 که بشکافت دریا و آمد بهم
 دو نیمه شد و باز با هم فست
 به پیش سپه راند پشت سپاه
 بکش برد آن کرد لشکر سخن
 همی سخت باو خزان خشک برگ
 پرانده شده دل گشت اسیمه سر
 سپه واخت کاید بیره سپاه
 بر آمد بزین تیغ کین میان
 هم او نام شان بود و هم گام
 همی تاخت و آمد پشت ببرد
 همه آتش افشان بر گمبار
 نزد بر سپه خویش امید رنگ

همان به که از پیش جنگ آوریم
 چو خصم از پس پوشش مادرین
 بگفت و بر آورد تیغ از نیام
 همی راند تا در میان سپاه
 گذر داد آن تیغ خار اشکان
 همی تیغ راند و همی مرگشت
 بی تیغ از پس پیش لشکر گشت
 همی تاخت که خصم کیسوف باو
 چو جست از میان پهلو زرم سا
 نهنگی گذر کرد گفتمی مجسم
 پیمیز انگشت مهر اشکافت
 چو امین شد از پشت لشکر ناه
 ننگی که خواندیش لشکر سخن
 بر ایشان ببارید همچون سنگ
 سپه شد از لشکر آرا خیر
 بشیر زنگ نشست و آمد براه
 چنین چون خبر وار گشت ایلیان
 که بی او بند و دل آرام شان
 سپه میان بیلی حست کرد
 شاده کی دید و کردش هزار
 جنگ اندر آورد و بران برنگ

برایشان شده دشمنانشان
 چو خود را بر لشکر آرا ساند
 رسید از پس پشت شان ایلیان
 چو فرخ برادر بد انگونه دید
 دور خسار او را بپوسید گفت
 سه پهلو که پهلو بر اختر زدند
 بسی زرم کردند و خون بستند
 که آن که تترین گرد لشکر نپاه
 بیک حمله شان دشمن آهسته
 بیک موج کان زرف در گنبد
 چو لشکر شکست المغان گفت باز
 مباد اوچو بالاروند این گروه
 بگفت این در بر شد بکوه بلند
 سپهدار با لشکر آرا پیش
 همان که تترین کرد هتر تراود
 سپاه از پس پشت و از پیش رو
 ویران درم گشته زان راهت
 دو کام ارشدندی بچگال و پاک
 چو موجی که بر که زور یا شود
 ز بالا همه سنگ غلطان بسیر
 نگر دی کس از کوه آهن گشت

سوی از تیغ پیر آبش نشان
 ز زگس بگلبرگ جوی برانند
 جمنده نوندیش در زیران
 پیاده شد و در برش کشید
 که بی تو مینیا دینده نخت
 بیکه بدریای لشکر زدند
 بسی خاک بانون بر آختند
 بهمراه لشکر بیامد ز راه
 بیالاشد آن سیل کامد ز کوه
 خس و خاک کیسه بر بالا گنبد
 باید هم اکنون شدن زرم
 با سخت کرد و گدشتن بکوه
 چو جزو حایل بگردن گنبد
 که گیزندش سبب بر جان لشر
 که گردون مدار و چنان کرد
 همه زرم سازان بزخاش
 در امید و بیم از یک نیک نخت
 ز لغزش فرو آمدندی بچاک
 زند لطمه باز بر جا شود
 پس پشت گرزیل نامور
 که بدر فتن آسانتر از باروت

باسودن از سبج بودی درنگ
 بشد ابری از گوه بن تا مگر
 بنجاک ابر باران ز گز و ن بود
 همه سیل از گبه بهامون رسید
 چو سیل بیلا دمان باشکوه
 از ایشان همه در پر آوازه شد
 چو دروازه بیرون شد و گشتان
 شد این چار آزاده از چارسو
 نشستند هر یک بدروازه
 سپید سوی گلستان خردون
 شتر خواب را لشکر آراشت
 سیه شیر گرفت شیر سفید
 بزرین مکر ماند زرین کلاه
 همراه هر یک ز ترکان هزار
 چو آسوده شد لختی از دار گهر
 ششی خوشن با سودگی رود شد
 بر اینچنان شد سه روشن دل
 سپید بگفتاد و روزه درنگ
 دوروزی که آسوده ماند سپاه
 که اینچا فراتر شدن راه نیست
 نه مرد و اندر آن پای توان نهاد

همان بد که آماده کرد و تفنگ
 همه بر قش از زیر و باران بر
 شکفت است چون کار و زبون بود
 بکه رفته سیلی ز هامون که دید
 ز خویشان روان گشته سیلی کوه
 ز دشمن همی چار دروازه شد
 بر آنکوه سرگشت آهنگشان
 ذرا ایشان همه در پر از انگلو
 که گیرند از دشمن آوازه
 که گل بود و آراشیل گلستان
 که گشت بر بود صید شیر است
 که باشیر خورشید کس نارسید
 که هست آن مکر و زور این کلاه
 همه از موده بکوه و شکار
 سپاه از دور و زبلا و زره
 سحر که چو خورستی افرو شد
 بدان تاجه را می آور و دیوان
 به است از منبختی رفته بخت
 بیلا با سان توان جست راه
 باید فروفت تا چاره هست
 نه زبان عقاب نه گردنده بگو

اگر بود مان تا کنون بیم سنگ
 چو مرور زنده کند پاس غم‌خیز
 گراز خویش بگذشت فزه پتیار
 نه بسیم درین کار رای در
 پذیرفت از آن نامور ایچان
 سخن هر چه گفتی همه مغرور گشت
 درین کوه اگر هست نه بودی
 بدشمن مگر کار تنگ آمدی
 ولیکن با کار دشوار گشت
 بشد لشکر آرا پیش گروه
 اگر در من مانده شوش نیست
 بگو شوم که این دژ در آرم چنگ
 همی گفت وز در بگردانمش
 بی شیر گیر ایستاده دلیر
 گرفتش بکش مرد روشن نهاد
 بکسار رو کرد خندان خوش
 بشد فرخ اسپهبد از جامی جویش
 بگفت امی عدوی تن جان خود
 اگر فرتم دلیری در آویختن
 نه این کوه زرم دلیران بود
 که آسان در آئی و آسان بود

کنون بیم سنگستان بافتنگ
 تیار و یکی کام نبهاد پیش
 که ماند بجاتا رو در بر سدار
 درستی همه رای و فرمان گشت
 بدو گفت کای را و روین آن
 که این که گشت تن کوی مغرور گشت
 که چندی در آن لشکر اسودنی
 بزر نیز را بچنگ آمدی
 که جامی اندک مر بسیار گشت
 که من خود به تنهار و م تا کوه
 و گرنه که امرگ در شوش نیست
 که بیم سنگ بار و پتیار بافتنگ
 دلیران تنی چند پیر منمش
 سپهبد بدو گفت کاین را بگه
 جوان همچنان رو بسا لا نهاد
 جهان کشش بکش برده او را بکشت
 گرفتش مگر بنده و بنشاید پیش
 چه خواهی بجان من جان خود
 چه بکشاید از خون خود رختن
 نه کام نهنگان و شیران بود
 همی خون بریزی خوش لغت

نه مردیت پیوده جانباختن
 تو نماز نموده کن بیج کار
 نخست آزمون کن بهالبت
 بر اول بچراه گردان سپهر
 چرمی نبی بنجود پامی گردون خرام
 مبادو گمان تو نماید درست
 فیرب یانه مجور زینهار
 نه گیزد زمانه ز تو اتقسام
 روستش شده بود هر یک توه
 باهی که یکتی بران نگرود
 این آسانی طلسم است این
 براهی که اندیش نیه بهساند
 برایشان باین کوشش مشتوز
 کنون چار ماه است تا خود سپاه
 شدن باچنان نعمی از دست زمر
 کنون ز بیمش است همیشه شوم
 نه شست است کوه است و کوهی شگرف
 آینه بنامی آن را چه بارنده تیغ
 باند ز رهتر جوان داد کوشش
 اگر قند آن کوه را در میان
 مگر کوه کوه بر آن کوه مسار

در این
 کوشش
 است
 در این
 کوشش
 است

محال است بر آسمان تاختن
 خرد را به کار در پیش دار
 بنا از موده فرن خویش را
 وزان اجل بگو کینه ماه مهر
 ز حسن سرازونه اشت با آ
 بریز افقی از با مزان تا شست
 که بر همه گلش بسته و غنا
 بنیایش در زیر دانه زو ام
 نه من بست بود و بخندین کرد
 خردمند مردم کی آن ره رود
 کشادش تبذیه باید ز کین
 به نیرومی تن چون توانی را
 نشد بارمان احشرد لفرود
 از ایمان در این دژ بود کینه خرا
 برین کوه سر سبز را بود و بزم
 ز خواب جوانی قوبید ارشوا
 نه دریامی نشن نه سحر ای برت
 گدازی ملین را ز بارنده تیغ
 گرت هستری باید اند ز زلوش
 بکش هر کی از دمانی دمان
 فزون نخت از براند ز امید با

چو غنچه تند رخ و شان فنگ
 ازین یک هوا پزیر تیر شهاب
 ز سرب فنگ و ز پیکان تیر
 سپید ز تو گفستی بگوشن شدت
 بناگاه فوجی ز ترکان گروه
 یکی راه دیدند باریک و تنگ
 بنیز انداختش خوری ز روف دست
 که چون آب کم گشتی از کوه سر
 کله نیز کردند می از گه یک
 بیامد در آن باد او بگاو
 گمین کرده ترکان برون رفتند
 شبانان بگشتند یکسر همه
 بسالار ترکان خبر شد که آب
 باین آنجورشان نیاز او قنار
 بفرمودشان بستن آن راه را
 چو دشمن چنان دید آمد ستوبه
 گرتابند بر او افسون جنگ
 تنی شد ز دشمن چو این سوئی
 ز سوی او که بشکر آرامی گردد
 بر تنی که دشمن خبردار شد
 ز بیسی آن شعله بالا رسید

چو پزیده شامین شتیمان فنگ
 وزان چرخ پنهان بخرعاب
 که بارید برومی ز بالا وزیر
 یکی معدن سرب آهن شدت
 که بستندی از هر طرف ره بگوه
 در آن سخت کوه از میان دو سنگ
 کز انکوه سر سایه از برف دست
 ببالا ببرد می از آب خور
 وزان آنجور د آب خوردی کل
 یکی کله با آن شبانان براه
 ببردند و گشتند و انداختند
 ببردند از جنگ ایشان تیر
 در آن کوه گشتند بسنگیاب
 که دشمنان ز ماخن بکار او قنار
 چنان چنان ره چاره بدخواه
 سپهر اند یکسر بر افسوسی کوه
 همان آنجورشان در باد جنگ
 سپهر روان گشت خود با گروه
 بر رفت و بهر تنی چند برد
 که شیر و منده بکنسار شد
 بی بر سرشند سد سواد

که شد و دودانش پمخ کبود
 همان راند دست قضا بر سرم
 هم قلمه با پمخ انبار بود
 ستاره بناید هم این نشست
 زمینی قضا از آسمانی به تر
 ولی بود بالا تر از دست دست
 بزهار پاس روان دشتن
 بروی بسی کرده ام آزمون
 ولی گاه مهر آگینه است شان
 یکی را بگردن یکی را بطن
 بچشم از غوان و بچ شنبلیله
 چو بید او کرد بر و او کرد
 همت دست کین همت بست مهر
 نه نیم سزای بجز سوختن
 ندیدم ز تو رای کیف کشی
 مرا نم که ز نهار خواه اندم
 هم ایدر بکام پلنگ سپار
 که باشاه دوران چه کردم شتر
 و گزشتدم شرمساری کشد
 بدین بسکنه خرد سالان من
 کن با من آنرا که بینی ز پیش

بگفت آب تدیرم اکنون چه سود
 نمی آید از هفت خوان با دم
 همی چشم چون اخترم باز بود
 ولیکن باین دشمن حرمت
 همه ز آسمان می نمودم حذر
 نیارست گردون مرا دست
 کنعان بایدم هم جان دشمن
 من این چار از او راه تا کنون
 دل از سنگ هنگام کمینت شن
 همی گفت و از است تیغ کفون
 بشده تا بسالار ترکان رسید
 بر آرم و پیش آگنده سر
 بگفت ای به نیر و چو گردان سپهر
 ازین ناسپاسی کین توختن
 ز من بار باو پیش سر کشی
 کنون نیز اگر پر گناه آدم
 کرم برو خواهی بر خصم بار
 که من دانم و کرد و گشت خویش
 کرم شاه سپه مند خواری کشد
 به بخشای بر جان نالان من
 کرم و پلنج آخاز من پیش

سپهبد بختیند آمد پیشم
 برخواه با ایلیخان گفت راز
 نویدی سوی شه فرستاد گفت
 هم از خواهرش ایلیخان گفت باز
 بپاشش خدمت کند آرزو
 شنید این سخن شاه گیتی نباه
 بگفت آبرو ایلیخان را بگو
 کبومیش شه مرد خسر و پرست
 پرست تو دوام کشاد و گوهر

فرو ریخت از دیدگان آب گرم
 سلفراز از دو در پذیرفت باز
 فرستاده آمد بگفت آنچه رفت
 که دار و بد با خسر و نیاز
 که شه بدگنش را بچشد بدو
 به بخشود بر مرد ز نهان خواه
 که این پیشتر هر چه خواهی بگو
 از نهان بی رتبه اش برترت
 نه بند خویش و یکپیر و پده

در بیان فیروزی لشکر عدو کن و عذر خواهی دشمن
 و بیخ شاه ذوالمیزین ازین نظیر نیم عشرت همیا کردن

چه چندین در نامرادی ز نیم
 نشنیدم شاد و گساریم جام
 سز زلف گساقی دست آوریم
 بارام دل با دلارام خویش
 نشاید سپردن بغم خویش را
 تو در جام بنگن می لعل رنگ
 یکی انجمن دارم از عیش و نوش
 ز نیروی اقبال تو بایند بخت
 شه داد که حکم فرامی فارس
 خدیوی که دست سنجاپر در شر

بیایا دمی هم بنیادی ز نیم
 در آیم سیمین عشرت بدلم
 پنجهامی باقی شکست آوریم
 نشنیدم نقل و موی جام خویش
 بنیادی سپردن بد اندیش را
 حسود از نخواهد کبوی جام سنگ
 اگر بر کار و زین پوشنده گوش
 وز انصاف دارایم در تخت
 بدست بدهد کسور ارایم
 سحابیست بر نزع کشورش

شاه با ملک ۱۲

بیاره عیال است در آن

سپهری که مهر و منش را می اوست
 چنان قدر دان خسروی در جهان
 سوختن دوشش بر در است
 یکی خواست کافر نهد سر نهاد
 کسی کش کند خدمت از راست
 اگر مور باشد سلیمان شود
 چنان کای لیان آن خدا و بخت
 بصدق و صفاتش بشکوه کرد
 سرش را با وج تناره رساند
 بنغمی کشایم من این راز را
 چنان بد که آن سرور نامور
 بجز اهل فرسنگ و بنش نبود
 مهر خدمتی نامزد ساختش
 همه کشور از وی بر آوازه شد
 بکاری که تدبیر در کار داشت
 بجائی که حاجت بیروش بود
 یکی چون بدریای لشکرزند
 یکی چون بگردون کمین آورد
 همیشه خوش این عقل نیر و بهم
 چو شاهش چنان بصلت گشت و بد
 یکی مه که زین بستانش بود
 زین و لوده بدلیک چنان جان

سپاس نامه ز لای اوخت
 نزاروز کار آگهان کس زمین
 ولی هر کی از ره دیگر است
 یکی سر نهاد آنکه افسر نهاد
 کراید با فرونی از کاستی
 و گره مهر ز نشان شود
 گراید ز می آن خدا و بخت
 بجز ایزد از کس نه اندیشه کرد
 مراوراد آبادی خویش خواند
 بطاق فلک جسم او از را
 سرافراز بخرد پیر بر پیر
 بر دوشش در آفرینش نبود
 سپر ما گلی پایه افراختش
 ز کار کشور بر اندازد شد
 خود از فضل نیردان خود یاد است
 دفرخ بر آورد و بازویش بود
 بدریا تو گوئی که صبر صبرزند
 بی خشت تا پشت زمین آورد
 که ز سیا بود دست و بازو بهم
 هلاکتش بدامادی خویش
 زین و لوده بدلیک چنان جان

یکی نازنین وخت آزاده نخت
 ز چهر آفتابی جمانتاب بود
 بیلاچوس روی سرفراز بود
 ندیدش مگر در نقاب نقاب
 دو کیسوش دام ره مهر و ماه
 بقدر طوبی آن ماه خوراسشت
 و فخر پرورد هموش و لغزب
 بفرموده شهر یار استرگ
 روان گشت کابین جاننده جبار
 وزان پس چنان فت فرمان شاه
 یکی جشن برپای کرد ایلیان
 چراغان چنانگشت گیتی فروز
 تو گفتی قنوقیل کاندز مهو است
 و یا مجلس از لاله های بلور
 ششاخل زده شعله بر آسمان
 ششعبد ز بس کرد هرگون میگفت
 همه چرخ گفتمی گرفته شهاب
 زخم پاره کان نستران بار شد
 شده تو پیز زینور آتش فشان
 کلاخ و شبستان میدان کوی
 و دل بانگ برزد و چرخ برین

که دیدار آن خسروانی دور
 بلبل اندرون و خوشنایب
 مگر سرور ایسوه از ناز بود
 و کردیدی از سرمستی نقاب
 دو یاد ام او بی سیاسی ساه
 شبستان شاه از خورشید نخت
 بهشتی بقدر ایلیان را نصیب
 به بستند عقدش بسالار ترک
 که این یک دیده آن یکا دشت
 که خورشید آید سوی مهر ماه
 که رفت از زمین طغنه بر آسمان
 که کس باز نشاخت شبناز بود
 بهر یک ستاره سپهری جدت
 بود لاله زاری بدامان طود
 فلک را تخم خوشه و کلمکشان
 فلک بست بغیرت بدندان گشت
 شده دشمن دیو دل نران کباب
 خیم آسمان نستران زار شد
 زده شعله در خرمن آسمان
 ز شادویی آن مرد درهای موی
 که گر جشن خواهی همین بر زمین

یکی حمد زین سوی کاخ شاه
 دو فرخ بر او رش چون شیر ز
 هم از کتیری و هم از پاشن عهد
 چو دیدند دیگر بزرگان چنین
 چنین تا با یوان رسیدند باز
 رسید ایخان و گرفتش ز عهد
 سوی منزل مشتری یافت مهر
 چنان با همان کینه از سر نهاد
 یکی سالها منزل ماه جنت
 با لیلین رنجور سے آید طیب
 فسره نسی را بتین جان رسید
 چو این دولت آمد لکاشانه اثر
 در کجهای درم باز کرد +
 یکی پهن خوان گرم گسترید
 زمیش و بره آنقدر گشته شد
 نرس استخوان نخت بالاسی هم
 سلیمان که هستی زیزوان
 بگستر دی از پهن خوانی چنین
 مگر بزم نزهت سرای بهشت
 بهش صفت مرد همان در او
 هر انکو در آن جشن خدمت نمود

ببروند و در عهد کردند ماه
 بخدمت گذاری بسته مگر
 بشادی برتسند و زیزیر عهد
 برتسند و زیزیر عهد گزین
 همه ره بساط و همه ره نیاز
 بد انسان که از موم کیزد شهید
 بازادگان مهربان شد سپهر
 بجز خصمی آیین دیگر نهاد
 سوی آفتاب فلک راحت
 به نگاه مجوری آمد حبیب
 بکام خضراب حیوان رسید
 چراغ فلک تافت بر خانه اش
 بشکرانه بخشیدن آغاز کرد
 که تا مرغ طوبی از و دانه چید
 که تا اوج جدی و حمل نشسته شد
 بهاد در هوا پر نمودی شکم
 که روزی و پدر روزی عالمی
 بیکاهه شان طعمه و ادوی تعین
 بدل آرزوی بهمان بهشت
 همی یافت چیزی که کرد آرزو
 در مد داد و تصرف خدمت نمود

بزم وصال

فلک دیدم و دیده ز زنگار
 بگفت از چه ناد زورم و زورم
 بدو گفتم ای صبح تا دیرگاه
 پس از تو نشان چشم روشن تر است
 جهان را سرپای می کردیده
 بگفت آنچه گفتمی فرو نیده ام
 بگستی نه شایم چنین دیده ام
 مرا تا که نیروان گردش بخوابست
 بر این شاه با و آفرین خدای
 چگونم چه در کرده باد شاست
 همه پارس را بنده خویش کرد
 جهان را ز خود کرد امیدوار
 جهان را پر از بیم امید کرد
 همه خسرو یا را این شاه باد
 همین پاک پیوند بر ایلمان
 چه برسی ز تا رخس ای زارجوی
 نکوئی که این داده و دوست
 به نیروان کند ندید خد شگری
 بخدمت فرمای و بخدمت گرامی
 چه از پاک نیروان چه سلطان او
 بگاه و به بیکه پرستندگی

عجالت از نشانگان ۱۱

بگفتم تو را تا چه افتاده کار
 دو بزی درین پیش چشمم
 بسیر و سفر بوده سال و ماه
 تو و ای جهان طفل دامن نور است
 بگو تا که عیشی چنین دیده
 جهان را همه در نور دیده ام
 نه مهری نه ماهی چنین دیده ام
 ندیدم چنین عیش نیروان گوا
 که فرسنگ و تختش بود بر سما
 تبدیر خسرو ستاره گوشت
 یکی ملک بیگانه را خویش کرد
 زهی قدر دوان خسرو حق گزار
 بنجد و ملکت خویش جاوید کرد
 دلش خرم و جانش آگاه باد
 مبارک ز فرخ خدای جهان
 روز از ایلمان سرافرازجوی
 که اینها همه را ده خدمت است
 و بد مرد را آب پیغمبری
 که خدمت بد دولت بود در سنهای
 بخدمت توان کردن ز خویش شاد
 و بد مرد را فرسندگی

<p>چو نبود ملک قدر ز دست شناس زیان نیست گزیده جان بیاخت براین حرف بگشت نهاد کس جهان بردش جانقتانی کند چو بنیامت راه بی راه مرو</p>	<p>بلی بندهگان را کند ناساس ولی چون ملک قدر ز دست تخت و فزاید از قدر دانی و بس اگر خسروی قدر دانی کند بر این ماجرا داستانی شنود</p>
<p>خطاب مصنف با قلم مشکین شیم و بیان آستان بکین رسم بضرب امثل حکایت مذکوره خوشی تو اتم +</p>	
<p>که داری زبان خامش با بچند سخن کوی گزول زدانی نمی ولی جای گفتن خوشی بدست مکوناید از سر بریده سخن که از لفظ گفتار جان پرور که شمع ذرا این شمع گیر فروم تورا بر سر دست پرورده ام سخن کوی و از من سخن برید بنه سر کشی کار دارم تورا تورا ایندی خامه این بر تو که در نجه قدرت اوست کار چه سازد قلم در کف داوگر ولی بگینا سم من ایندی گوست نه کافر و لم حق شناس تو اتم</p>	<p>بیا خامه گفتار را در بسند چنین چند خامش نشینی همی خوشی اگر چه ره بخودست بریده سر می را بهانه مکن تو آن سر بریده زمان آوری نه سر نیز نندت ز لاف و دروغ چو از کودکی با تو خو کرده ام کنون خوبی خردی زمین بگیر بگفت بهر یکبار دارم تورا که ای خامه دل گیری از سر تو تیزه مکن با خداوند کار تو توانی از رای من تافت سر گرازم من شکایت کنی حق تورا من ای خامه اندر سپاس تو اتم</p>

که پیوسته سر پرده خلم داشتی
 کرت سر بریدم ز بانم شدی
 ولیکن منت از جندی دهم
 بکنجینه خویش را بهت دهم
 دراز دولت آگر نری نترسد
 چو قدر شراب از لثنا خند
 من اینها تورا بر سر آورده ام
 بدین داوری با تو استاده ام
 یک امشب کرم سازگاری کنی
 یکی نغز بهنگامه بسرایت
 بکارم روایات بو شهر را
 بهندان سفر جستن خویش را
 باندر زوانا نه پر دستان
 بشش ماهیه بودن به بند رایه
 نه و انودن بهر شناس
 که عرضه کردن بان مشتری
 چو نشاقتن از زکالای خویش
 و گریونه رانی بسیار استن
 بکیستی بانم یک یادگار
 گرای خامه این پایم دی کنی
 ازین پس ترا قدر خواهم شناس

مرا یک زمان باز کند استی
 باب بقا ز نهام شدی
 سرت برم و سر بند می دهم
 فرون از فلک استگامت دهم
 تبس زار و لاغر بدل درسد
 نه بر پایه ات دستگاستند
 که بهبوده افسوس شان خورده ام
 به کفری داری آماده ام
 میان راه بندی ویاری کنی
 زول رنگ اندوه نبرد میت
 شمارم ره کینه و مهر را
 نخستین شمار کم و بیش را
 ز دشمن همی دوست نشستن
 در آن شور و غوغا در آن آریه
 و ز آن ناشناسان ندیدن شناس
 که ز انگشت شناخت انگشته می
 زول پاک شستن تنهای خویش
 بگوهر فزودن ز زر کاستن
 گز او هر کسی باز گیرد شمار
 بهر ابهر ره نور دی کنی
 کرت خوار کردم نجوا هم نواخت

دلایاوری کن بدین خامه را
 وفا خواهی از هند کم راز گویی
 ازین شکر پارسی نوش کن
 گز ازنده راز گردان سپهر
 که چون شکر هجرت هزار و دویست
 مرار می تان شده از دوشان
 ازیرا که از آنکریزان بسی
 همه موبد وزیرک و هوشیار
 نهر و نهر مندر پرور همه
 مر بود نیوسته اندر نظر
 و دیگر گز اینان نهر بردجا
 مع القصد بسپرد ختم شتاب
 همی من شتابان و همراخت
 چه بندریکی باغ آراسته
 زهر شهر چندان که کالای
 زهند فروروم فرین و نیک
 ولی جامی تسبیح شان از فروش
 بزکش که دریا خداوند بود
 روان از دل دست آید اندر
 اگر هر چه بودش زخواستند
 برآور شک برودند از هر کرده

نهر و نهر

مگر گوهر آگین کنی نامه را
 ز بوشهر و منگامه شش بار گوی
 شکرهای هندی در اموس کن
 چنین گوید از گردش ماه مهر
 بر او بر فزوده چهار و دویست
 بیرم کنم رو به هند وستان
 بایران زمین دیدم از بهی
 خرمنند و انا و آموزگار
 به نیروی دانش تا در همه
 که چندی بانیان برارم سپهر
 متاع مرگشته بدشتر می
 از ایران و بران بنده خراب
 چنین تا به بندر گشدم رخت
 در ویافته آنچه دل خواسته
 فراسم در او بهر سود آمدی
 بر هر روز کالاشده راه تنگ
 بگوش ملائک رسیدی خروش
 بدید ازین جانش خرسند بود
 دو دریای جوشان بر یک کتا
 هم از روی خواهند شنبه بود
 چه انراب شست چه الوار کوه

نهر و نهر

هراج او فرود می بهر و وفا
 بنزدیک آنم ز شمع زاده
 کجا نام شهزاده تیمور بود
 بشخصش بر آشفته کردند رای
 گریبان بکین از روی مهرش
 زهر شو بیامد به شیخ آگهی
 که از خدمت شه گزیرش نبود
 بشی بود بسته بزوان خویش
 ز چشم بد اختران بے خبر
 که از باره غوغا بر آمد بلند
 بناگاه پیکلی در آمد ز راه
 سپاهی بکین برده را ختر گرو
 چه فرمائی آتش تبوب آگینم
 ازین کار سالارشان باز داشت
 همی گفت کاین رای نبود در
 مبادا کز این کار نادل بسند
 اگر چه ملک زاده طفل مستحق بود
 همانا کز این شاه را آگهی است
 بداندش مانا بشبه برده راه
 مراد ز چشم شه تاب نیست
 بر یا شوم کار تا چون شود

میفرودشان جز بمجور و جفا
 بباغ شمی سر و ازاده
 که از دور بینی دشمن و بود
 بنیرنگ ایشان بر آمد ز جای
 در اندیشه کار بو شمع شد
 نپنداشت جز تسخیر و الهی
 بشهزاده رای تیرش نبود
 منش با تنی خید همان پیش
 وز اندیشه دشمن خیره سر
 که دشمن بیکباره غارت کند
 که اینک رسیدند شاه و سپاه
 ملک زاده تیمور شان سپهر
 بر ایشان چو اهرین تش زیم
 همانا ولی آگه از راز داشت
 کز ابران کسی کین شاهان محبت
 بجان ملک زاده آید گزند
 بملک پدر چون زند دست
 ستیزه بشاهان خود از الهی است
 مرا زشت کرد دست در چشم
 ازین آتشم چاره جز آب نیست
 مگر دور اختر و گرگون شود

در کارهای نصیب سلامت زینت کرد

چنین دست پورنهر و ر دست
 ذراتش بشهر اندرون لشکری
 ششی بود آستین استخبر
 شب چاروه بود و مانده سه
 فلک چون چراغ ره زد و خشت
 ز شهر می که کم از جهانی نبود
 ز هر سز زمین بود کالای او
 چه مایه ز کالای بازارگان
 کسی را که هیچ از خوشی کم نبود
 ز صد تن کی را که بدیک حصیر
 در آن مزر سالار شه پور شاه
 وزیرین سو بشاه آمد این آگهی
 امیری کزین کرد و فرزانه
 که کار آگه در او و سنجیده بود
 مگر تا براه آورد پور شاه
 شد آن ناموز تا به بند رسید
 گروهی غسل دید با پور شاه
 بران رامی کانمرد بخرد زوی
 نش چاره از گفته رهنمون
 چو شته یافت آگاهی از کار پور
 برش آمد و در رکابش روان

بزم وصال

بر ایوان درآمد بدر پشت
 کتوده همه دست غارت گری
 وز او اهر من جسته راه گریز
 چراغ ره زد تا صبح که
 زور و کله دامن می فرود آشت
 ششی چون سحر شد نشانی نبود
 بهر سز زمین رفت بیغای او
 که بروند بجا یگان رایگان
 نیازش نبانی شد آن هم نبود
 بر دیگران بود صاحب سر
 بدستور خودنی بدستور شاه
 که چون سر کشتی کرد سرو سی
 مشیوار مردی و مردانه
 بدونیک گیتی بس دیده بود
 به بند و دزنا که داد خواه
 همه کار بارادگر گونه دید
 به نیزنگ در خاطرش جسته راه
 ز نیزنگ ایشان گرگون شد
 که نهان بر او دیو خواندی
 پرانندیشه دل شد ز تیمار پور
 گر انمایه دستور بلای جان

نام خوانده شده در این زمین

وگر لشکر آراسه پهلوشکار
 همی رفت و فیریش همون
 ملک زاده را آگهی شد ز شاه
 همی گفت این کار نادل سپند
 یکی چاره باید سکایسد باز
 بسی بر کی گفت پانج پنجهفت
 کز این شهر باید که سنار و د
 تو پورشی بر تو نارد و گزند
 ولیکن ما بزیران آورد
 تو زاید بر و تا بدر بار شاه
 نه بند و برویت در مهر را
 هر پنج از تو خواهد پدر و پدر
 ازین گفته آزادی خویش خواهد
 ز جنگش میجو است بیرون جسد
 بسی خواندان دیو آدم و فریب
 به نیزنگ بیرون شدند از جنگ
 بشد پورشه تا بر شهر یار
 ولی گفت از ایدر بشیر از رو
 خود آمد همی تا بدر یا کنسار
 زد پوان سلیمان نشان باز
 بشه گفت دستور صفت نهاد

بهره تنه چند مردان کار
 سه روزه ز شیراز تا کار زد
 یکی را می زد با سران سپاه
 بشوید بر ما سپهر بلند
 که بر باشد آن کار کوه دراز
 با خریکی ز انبیا باز گفت
 برون رفت و هر کس از آنده
 کز انگشت خود چشم خود کند
 اگر دست یا بد ز ما نگردد
 نیاز آرزو ما از او باز خواهد
 سپارد بدست تو بوشه را
 چو آئی دو چندان ز ما باز گیر
 نبودش بکیش اندرون سیر است
 مبادا که در جنگ شامش دهد
 ازین دمدمه بروش از اول شکست
 نکرند تا بنگه خود در رنگ
 شه از مهر و ادش بجان نیما
 بسا و اشوی چشم ما را کرد
 بدل جوئی مردم آن دیار
 نهانی ز هر کس همی را جوت
 که منشان بدام تو آدم چو با

<p>بدل خستگان بر سرم مهر شد بپوشهر شد شاه با فوج جاه بر بنه تن و خوار و در مانده و بد فراموش شان کرد گین سپهر که چون شد بکشتی در اول باد تن نه آب و نه نان و نه خج و نه تنگ بسی شست کشتی ولی در سفر که دریا بزورق چنان جا گرفت بیاسود خوش در پلاس حصیر همی شست در اول نیزوان چسار کوئی راز داننده مار و مور چو او دهوه تست با دمی شوم ژمانی دگر در کف اثر و ها که با خود مراباز نگذاشتی همه بر امید تو دل بسته ام کیم من یکی بنج پست تو بلا بل ز تو نوش جان من است نهانی بکوش می از راه پیش دل آسودش ز تمار خویش دگر گونه را چون دگرگون کنم چه جاها که پیوسته در کار است</p>	<p>جاندار باید بر شو مشر شد زمین بوسه داد و شد پایش شاه گردی زن و مرد و خواهنده و برایشان پنجشود و افزود مهر زور با خداوند کشتن سخن گرامی بر او رش و فوج پیش از آن کوش بودیم خط در آن زورق معجز از دور گفت تنی کان نیاسودی اندر حریر وز اینجا که بدم زیزوان شناس که ای برف ز زنده ماه و مهر اگر آب پیش آرمی از ششم کهم در کف خصم کردی رها خوشم ز آنچه بر من روا داشتی کنون نیز اگر خوارا کر خسته ام تو نام تو و کار و دست تو پلاس اردی بر بنیان من است همی گفتی و گفت فرخ سروش که چون با من افکنده کار خویش بدین چاره کار تو چون کنم نهانی چه دلها به بیمار تست</p>
--	---

یکی زان وصال است که لبش نیاز
 نخورد غم که کارت خدا ساخته است
 بلی ایزدی فسرده اینها کند
 دو هفته چنین بود دریا نورد
 بدریا همه کشتی خویش یافت
 بدل جوی آو فرستاد شاه
 از کشتی در آورد و بنواختش
 وزیران سوگر نمایه دستور داد
 همی گفت ثنا باش و فرخنده
 مگر در دل شسته تر راه بود
 شه این را ز بیرون نداوار نهاد
 تو کار می گز این با خطا کرده
 هم آسان شود لیکن از شنیدی
 نهانی در آئی بز نهار من
 من این ملک خواهم خسر و گشت
 گرامی پسر دارم پنجبایگی
 سپارم باو ملک و اورا بشو
 بستند عهد و بگردانچه گفت
 ولی گشته خویشتم را در رود
 چند رفت از مردم بر گشته روز
 گذرشته سخن با همه باز گفت

بزم وصال بزم وصال

در آسمان بر قضا بسته باز
 جهان بان لکار تو بر داشته است
 درمی را که خود بست خود و کند
 سوم هفته نیردانش در بار کرد
 گرفت و دو مان سوندر رفت
 هم از تن لباس مهم از سر کلاه
 فزون را آنچه بد پایگه ساش
 بردشمن آمد زبان بر کشاد
 که دستوری شاه رامی سترجی
 که در سیت کاین ردل شاه بود
 بر آنم که نخت این درت بر کشاد
 جز این نیست کور را با کرده
 باند ز روانا بجان بگرمی
 ولیکن نهان داری از آن بجز
 نخواهم کند بر تو یک جو گرفت
 بدانش فزون و بسال اندکی
 که با کس ندارم دل الا تو
 کنون هم بدریا کند خورد و خفت
 که چه کند کوردین چه نه بود
 طلب کرد پس لشکری گشته نوز
 و زان پس بیارای مساکت

بزم وصال بزم وصال

گزاید بر باید بوشهر شد
 با که مهرست دور سپهر
 و گرفت بر کام ما دور همور
 و گره بوشهر خارت بریم
 شمار بشهر آمدن نیست رای
 و گزود نیام فرستم پیام
 بگفت و بشد پیش دستور شاه
 چو دستور آن ژرف لشکر دید
 همه ره به پیچیدش اندر سخن
 بدو گفت باید مرا رفت پیش
 تو کیسه مباد که آمی به شهر
 فرستاده من بود که فلان
 جزا و هر که آید بر و بید رنگ
 بگفت و بیاید بشهر اندرون
 بدر با خداوند هم در نهفت
 بظاهر آشفست در با خدا
 تو زاندم که دستور خسرو شدی
 کنون نیز بجم من ساختی
 من آیدر نام تو دور کارش
 چرا بایدم با چنین حال نیست
 بگفت و دور آمد بدریاشتست

دل آگاه ازین کینه و مهرت
 دور وزی رشادی فرودیم چه
 بماند چکس بر نیاید بزور
 که نیامی ناورده باز آوریم
 بماند تا من خود آیم بجای
 که آخته به تیغ یا در نیام
 دمان لشکری کشن با آوراه
 بدل کار گفتا بفرغنا کشید
 بر او تازه میکرد و عهد کمن
 بشاه آگسی داد از راز خویش
 جهانست و دارویی نوشن زهر
 بدان کان رست و نیکو نشان
 چنان دان که تیر من آمد رنگ
 بشه گفت رازی داد بر من
 یکی راز گفت اینجان ختم نهفت
 که امی شاه را بر بدی همسا
 همیشه بجان دشمن من بدی
 دل از مهر من باز بردستی
 من خصم و با خصم من یار باش
 بدر باشوم با بی من لبسته نیست
 جهانی بدندان گزان پشت و

در این اثر کلماتی که در
 حاشیه است از کلام
 است

گزاین پس باغش تا خوش کند
 نبفرین جهانی زبان باز کرد
 وزیر آن شنید و نمی گفت هیچ
 همی گفت اگر رفت وی کو برو
 بنشاهش کنون غدر خواه آورم
 نباشد بر مرد خسته دل پسند
 بدشمن فرستاد که ز جای خیز
 بیایا بیای زشت دستگاه
 شنید این سخن مرد برگشته تر
 چو آمد به بندش اندر قفا د
 زمانه سراسر همه کین فرست
 چو هر چه آن کنی پشت آید همان
 بکار آنچه بتوان از او بر خوری
 سخن کوتاه آن دیو چون شد بیند
 بفرمان شد باز در باغ سے
 بشاه آگهی آمد از شکرش
 بهسم بر شد و ایمان را آنچه اند
 چنین سود بر خاک سالارینو
 من این نرم را خود به بندم کم
 بجه برم لشکر آرای را
 بد ایشان یکی ترک نماز آورم

همه آب دریا پرش کند
 در دو گرم و لب پزرا و از کرد
 ظفر خواهی از رخ رود در هیچ
 من و مهر دریا خداوند تو
 سرش از بلندی ماه آورم
 یکی خوش دل و عالمی درو مند
 که دریا خدا جست راه گریز
 و گر گونه منصب دگر گونه جاه
 روان گشت و از مرگ خود خیز
 بجای می که خود کند با سر قفا د
 کس از کین کرده خود دست
 بد بسته بر خود میا در زیان
 نه حفظ نشانی و خسته ماری
 اباده تن از دستیاران اند
 ز دریا بد بار شده جت جای
 در آن در سر اندیشه افسوس
 سخن باومی از کار او باز ز اند
 بکفت از بود رای گیسوان
 بفرجه اندار سپهر و زگر
 سپهر و از م از سر کشان علی را
 بر شاه شان خسته باز آورم

بفر تو زین خمبهر آنگون
 بنیذ رفت شاه و بشد نامدار
 سرشگر آرامی و خواب بود
 بگفتا برآردگر از خواب سر
 بفرمود بر رخس بستند زین
 ز آوای اسپان و بانگ کون
 یلان و بدآماده کارزار
 بیار است پیکر مسلمان جنگ
 بپا نه بنزد سپهد رسید
 چرا گفت ز نیکونه رنجور تن
 کس ای پلتن که چه مرد ثویت
 من امر و زجای تو جنگ آورم
 زمین بوسه زو لشکر آرامی کرد
 من اینجا وزین تو پشت نش
 که من باشم و این تن نامور
 بدو ای یغان گفت لرزم برین
 ز پست که آمد به پشت کرنگ
 تو بر من چرخمان من بهتری
 تی که چه بجان نیار است پست
 کم خوابی از خویش خشنود کرد
 بسو کند گفتش بل شیر گیر

بدریا فرستم یکی سیل محول
 همه شب شد آماده کارزار
 که امی تنش در تب تاب بود
 کند بر شجر آن سپکر نامور
 نداد آگهی جنگ جور از تن
 بر آمد ز خواب آن سر پهلوان
 سپهر سپید و شد آکه از کارزار
 روان شد پی ای یغان بیدنگ
 بر آشتت چون ایلیانش بدید
 بر زم آمدی ای گو صفت سخن
 چنین روز روز نبرد ثویت
 جهان برید اندیش تنگ آورم
 که نام مرا تنگ باید بشم و
 خدا یا تو این جرم بر من بخش
 کند رو بهنگامه بر خط
 که لرزد و هنوز این تن ناؤین
 کجا جبت رنجور مسلمان جنگ
 کجا چشم که ز جان من بهتری
 مرا هست از جان شکیباز ثویت
 بس منزل حوشتن باز کرد
 که از من نیاز من اندر پذیر

بفرمود

بفرمود

بفرمود

مراجان جز این می نیاید بکار
 بکین جوئی شیخ بهت بود
 بدین گفته بوسید خسار او
 برتسند از نیم شب تا برود
 بسی ره سپردند گردنشان
 چو شیرازی طعمه در جست جوئی
 چو لختی برانند ز آفسوسمند
 چو دیدند خصم از لیس شیت بود
 چنان بد که آن لشکر بی شمار
 همه بر امید می که سالارشان
 سحر که بیغامی ایشان ز شهر
 بهراه برده بسامان جنگ
 چو دیده که انقوم شوریده سخت
 بجای غنیمت در آن سوزیان
 هم آنان که رو کرده سوئی بار
 سپید چو نزد یک ایشان سپید
 پست از روی هر یک آتش نشان
 تو گفستی ز دریا دلاور نهنگ
 گلوله نشان چون بهار آن گور
 سپیدی خواست رفتن سنگ
 مرد گفت نارفته جانم ز تن

که سازم براه برادرش
 که مار بجای برادر بود
 که بر من بستی ره گفت کو
 سحر چون برافروخت گیتی فرو
 بخشند ز انبوه دشمن نشان
 به نگاه ایشان نهادند روی
 ز پس ناگهان گشت غوغا بلند
 در همای کم کرده دشت بود
 همه شب ستاده پیاپی هم
 از ایشان سحر باز جوید نشان
 سوار و پیاده برفته دو بهر
 همه خنجر و تیغ و توب و تفنگ
 سوی نیکه خود گشایند سخت
 غنیمت شمرده تن بی زبان
 بره بر فنده ایخان راد و چا
 یکی باره از سر ب پولاد دید
 پس پشت خود کرده بگردان
 بهر آن بسته و کرده آهنگ جنگ
 و یاد خزان شلخ ریزنده بر
 نزد لشکر آرا غناش سنگ
 دگر نه زخم و شند بر خورشید

<p>جهانی چکوید بمن خود بگو کلوله نشاند چون نگرگ محالست جستن بر انسان ظفر نبرد می بسان دیران کنم بایشان همه کار در هم شود دینغ است بیهوده جان باختر در آفریند هم چو آذر کسب که حیران بماند در آن کارزار بان پهلوانی در روین تنی بچندین کلوله نبرد اخت بین چنان چون بلا باره از آسمان ببال کرنگ و بقر بوسین از دست بدخواه کوتاه بود تینغ سرافشان بر آورد دست تو گفتی ز دریا بر آور و گرد که شد آب دریا همه عمل گون شده دامن تیغ او پر گهر تو گوئی صد فهای بی گوهر است روانی نجم کندش بست رها کرد خاص از برای خدا که خرسند باد معنی رحمت جوان</p>	<p>من اینچاشود ایلمان زرم جو و دیگر که این دستیاران برک خستین تو را کوشش کرد و فر من ایدریکی زرم شیران کنم چون سرب و بار و نشان کنم چو شد مایه شان کم برم تا منت بگفت و بچولان در آور و آب کجا بود روین تن سنف دیار که یک چوبه از سر بروش منی جوان گرچه بودش تن نازین بایشان همی شد کلوله نشان بر او بر بیامد و تیر از کین چو با اینهی شتره همراه بود چو از تیر باران دشمن بست بچستی برایشان یکی حمله کرد چنان راند الماس سیلابان ز پس گشته خواص بحسب ظفر در اشک بس پیروان بیکرست بر آنگس که از پیش سفین بچست از ایشان تنی چند بی دست و پا بر آورد بس آفرین ایلمان</p>
--	--

زهی از تو بر آسمان خفت من
 دل از رخ گمبستی از شدت مباد
 بیامد بر شاه فیروز مند
 زن و مرد شهر اندر آمد زجا
 که امی زخم تو چاره و روم
 مرزاد آن بازوی کفینه توز
 خم اندر مباد ابا لاسے تو
 چو شاهش بیدان پروبال
 همش بوسه ز رخ و در بر گرفت
 بگفت ای ز فرقت تویی مشت
 سپاس جهاندار فیروز کر
 ازین زرم کمبیت اگر کم شدی
 مباد اتوان این بر برون مال
 بشکری که دیدار او دید شاد
 همه مرز دشمن خداوند داد
 همه بد سگالان بزنجیر کرد
 لقب دادش از خوش نانیاب
 بشکر آن کش خدین پایه داد
 که از راستی او هر کس دهد
 ز رخت خور و مال و آب و چمن
 جهانی نمود از جهاندار شاد

نارنگی و کجاست

بگفت ای

رخ تو سر سبزی نجت من
 چشم ستاره کز شدت مباد
 سر بد سگالانش اندر کند
 بسی پر شتا و و سے پروعا
 غبار سمندت ره آورد ما
 مباد خواه پر و بر بد اندیش
 دو بالاکند از د آلامی تو
 بد و آفرنیهای شا پاکت
 بگردید و خلقی همه در شکفت
 کلید در فتح درشت من
 که رفتی و باز آمدی بی خطر
 چو موسیت مرار و در رسم شدی
 بدین سفت دیال ایجان گویا
 در جهان بدروش و خواننده داد
 گرفت و بدر یا خداوند داد
 ربا کرد ز زنجیر در دست مرد
 سرش سود بر طارم آفتاب
 بپذرفت شیخ از جهاندار داد
 ز خلق آنچه بردند و افسد
 بسی داد و اکنون بکار شد
 که او را جهان آفرین یار باد

کنون حال گوینده باید شنود
 که با اهل آن شهر و مساز بود
 در آن دم که چون آه ساز سر کو
 ز اهل وطن شد یکی آنجن
 که از آفریننده محسوس ماه
 همه کار تو در خور آرزوست
 بغیرت چرا بایست ساختن
 ز شاه وز دستور دشورش
 زوالی و الا همین پور شاه
 هر آنکسین جان دو مسازد
 ازین گفتهها ششم گشت تیز
 که ایشان هر آنرا که من دیدم
 بویره خداوند تیغ و قلم
 که زاندم که آمد بایران
 همه هر که را پایه نیکو شناخت
 و گر آن خردمند فرخ نهاد
 که ز ایران مرا خواستاری نمود
 از آنم بنهد وستان دل کشید
 به بندر چو قسم پس یکدیگر
 ندیدم کسی را که بایست دید
 نیکویش گوهر در نه بود

بعبیرت شمر دو بحیرت فرود
 بان بخت و اندوه انباز بود
 بهشتی چو شید از اول آشت
 همه دل پر از حسرت و زخمین
 هم از فرو آرای دیدیم و گاه
 که روزت خوش و روزگار گشت
 دل از آستانیاں در رفتن
 هم از اینان هم ز سر نشکرش
 ز دیگر بزرگان با آرزو جاه
 ز بند وستان رستم باز گشت
 که میل و لم بود با آنکس
 ز خوی فرودانش پسندیده ام
 گو رز این مهین ما تکم
 ز ایران بنید خست جز آفرین
 با نذاره مایه نشان پایه سنا
 بشیوار و مردانه جرد پس را
 شنیدم که را دو جوار هر دو بود
 که بوی و قاف و قوت شنید
 بدیدن شدن در بر مایه نور
 نه ریباست زین پیش گفت شنید
 ولیکن هنر مند پرور نه بود

بزم وصال

میسر از من احوال آن کشته
 سه هشتان ندیدم بخوبیک نفس
 بخود گفتم ای دل ازینها مریخ
 اگر رفت خواهی بهندوستان
 وفا کرده در عهد ما کیست
 ز شیراز چون شه بو شهر شد
 چه سخن وزیر و چه رادایمان
 هم از شاه کرمان نوشته سید
 زوالی و الاغش پور بود
 تنهای یاران هندوستان
 ولی ماند نم شدیو شهر دیر
 قضا را یکی گشتی از آن روز
 فرستاد ز من که گشتی روا
 از و همتی خواستم چند روز
 ازیر که زادم در آن خندگاه
 نوشته فرستاد ما روگر
 سه ماهه زریان تو بر آنگریز
 سه اسر نوشته بخواندم همی
 بخود گفتم ای دل ازین ره بگرد
 فرستادش پیش کاشی بو الوفا
 نغیر سیدت این خروشن نغیر

خیار از روح و صفت امر او کوسا
 اینهمه در آن روز
 اینهمه در آن روز

از آن پس که بسرو دم از همت
 مرا میمانی همین بود و بس
 سنج است بندرتو مرد سپنج
 بخواند می جوئی از دوستان
 جفا جو کسی کش ز بیگانه خواست
 دیگر ره بمن بر سر مهر شد
 بمنعم کش دند هر یک زبان
 ز هر گون بشارت ز هر گون نوبت
 هم از بجهان یکی آمد راز
 برید پیوندم از دوستان
 که بودم گرفتار آن دار گیر
 هندوستان می شد از بالونور
 روان شوگرت رای هندوستان
 که کارم نبود بی سامان هنوز
 ز غوغای بندر همه شد تباه
 که بر مازیانی و بر خود ضرر
 نیار و بدست تو بر یک پیشیز
 بلب نام نیردان بر اندم همی
 بکیستی مجومر و و میباش فرد
 ز مردی نباشد به مردم جفا
 گرم داده یکد رم ده گیر

اینهمه در آن روز
 اینهمه در آن روز

مزن چنین بجا بر بروی خورشید
 من اینجا نمودم چه بیایگان
 نه من مفت خوارم نه کش منفت
 کجا ملک بخشان منت کشان
 کجا نامداران بانسرت و جا
 کجا آن بهر شد پرور همان
 برفتند و مردی ز عالم رفت
 مع لقصه چون دیدم آن مرد
 ز بند وستان دل به پر خاتم
 دلا ملک هند وستان بدید
 مجوه همچو طوطی ز رشک ز نشان
 ز بو شهر آسنگ شیراز کن
 بده ساقی آن دست پر زور دم
 شربانی بیاسی خسرو بند از و
 مدیره نداری بده خستری
 بده تا کنم رو بملک عبس
 که کفغان اگر چه حسد پرور است

بر آنکو خورد نان بازوی خورشید
 که نان کسی را خورم رایگان
 تو گر لب به بندی ازین گفت
 که در ملک از ایشان شبان نشان
 نهان کنج بخش عیان غدر خوا
 که نام نکو خواستند از جهان
 همین نام نشان بود آنهم برفت
 چه عقاب نهان آمدم ز آدمی
 بویرانه خوشتن ساتم
 نسجیده چند سنجیده گیر
 بایران سخن کوی و شکر نشان
 قناعت کن و بر شهبان مار کن
 که بر بند از ان ناز دار و عجم
 همه دست برنج نهر مند از و
 که آن آفتابست و این مشتری
 بنامم بکاخ فریدون و جم
 بر پوست از مصر فرخ تو است

شکوه کردن از دست زانند خدای و بی راهه رفتن این با نیجا
 و نام مساهدی و ابستری کا از این روزگار بد کردار

تن سهر کشان دو دیده اش بر بو
 بر این بیوفانام فسد زند کش

سپهر سپاسیت کردان خون
 منه دل گرت هیچ را سستی او بر تو

درین انجمن کز بود هیچ کس
 همی خامه کبیرم ز بهر سخن
 قلم کبیرم و سرکشی میکند
 چرا خامه از نامه بیزار شد
 نمی بینم این خامه هم پشت خوش
 چرا شیر طبع چنین کوشش است
 مگر طبع افسرده سرکش فتاد
 چرا طبع را رای گفتار نیست
 کجا طبع بانده چون تو بهار
 چرا با خرد مغنه بیگانه شد
 مرا با خرد و آشنائی و سپید
 اگر دل فگارست جازا چه بود
 اگر در دل من به تنها نمی است
 چمن را چرا رو بشیر مرده گی است
 چرا لاله پیمان از کف نهاد
 چرا باغ خرم چنین گشت زرد
 چرا زانغ یار چکاوک شد است
 چرا رفت از چهره گل صفا
 چرا رفت آن خرمیها از باغ
 چرا سر و بانده از باشت
 چرا ابلیل از باغ دل بر گرفت

سخن نای این انجمن نپند بس
 در آتش افتد ز سرتا بهین
 منسش خاکی او آتش می کند
 دلم در سخن بید و کار شد
 قلم سازم نگشت درشت خوش
 مگر در فی خامه ام آتش است
 که کار درونم باش فتاد
 چرا خامه را پای رفتار نیست
 که گل خواهم و او دبد خار بار
 چه افتاد دل را که دیوانه شد
 چرا غم ما رو شنائی و سپید
 و گر من ملو لم جهان را چه بود
 فسوده چرا خاطر عالمی است
 برغان باغ از چه افسردگی است
 چرا ز گس از جام قرفین نهاد
 بجهت بنفشه شست از چه کرد
 چرا غنچه در دیده ناوک شد است
 چرا دم فرو بست مرغ از نوا
 چرا نوبت از ابلیل آمد بزبان
 تدر و غزل خوان را در آشت
 چرا سترن چادر از سر گرفت

<p>که از روی چوپیران جوانی رسد که در خطاشه و بر خط آورد کرد غزای سپهدار دارد چون از دهر چه بشگفت بر باد رفت جلوه خزان ره کند در هشت همان به که دم در نیار می می نمان کن که آتش زنی در جان دل ما و ز خسار خود کم خراش که می بینمت با عمه دور و حفت کت اندر سخن سوزشی دیگر است ز پامی اندر آورد شیر دیر ز پامی اندر افکند سرد چون سر آمد همی روز جنگی پلنگ بز و کوه البس زر را بر شگفت ازین گفته خواهم گریبان درید که باز آید و دیده روشن کنند تبه خیره کوئی نکو فال باس زیان ناورد کوه البس زر همه از روی او در بنان ز رفتار او سر و لستان محل زمانه چنین کینه هرگز نگرود</p>	<p>مگر باغ مرگ جوانان شنید مگر سبزه از نوخطان شست ورد مگر دماغ سسوار دارد چون کش آرایش و روش از باورت چه میگوی ابدل فرن لاق بست سخنی آشفته داری همی خیر بامی بنیبت در نهان دروغی شنیدی مکن راز فاش مگر سوگ سوار داری نهفت مگر کان شنیده تور با باور است اگر گفت خواهی که هنوز تیر اگر گفت خواهی که برق جهان اگر گفت خواهی ز تیر لنگ اگر گفت خواهی که بر تی بنایت مگو که توانی اینها نخواهم شنید همه دیده بر راه و روزن کنند نذار و شگون این سخن لال باس اجل هر چه سنگین کند گرز را نبرده همان به خویش از جهان ز شمشاد بالا چه سر و چغل تو گوئی تبه شد بدشت نبرد</p>
--	---

دلیری بر آورد چرخش با بر
 تب چون یکی باره آهین
 ز تیغ و سانش باورد گاه
 سپه بکنند هر کجا رو کند
 به پیوهده با چیز گرد تپاه
 یلی دروغا همچو شمشیر بیان
 دلیری تشار که در دست کین
 کوی جنگ کاند راورد گاه
 زرقه به تیغ سرفشا نشست
 ز زامده ز شمشیر سیلان خون
 مکر نه سه سنج برادرش نشست
 مگر خنجره ایلیان در نیام
 مگر تیغ اسپهبدی در غلام
 مکر کان گو کینه جو بد خواب
 مکر باره تهمتن گند رو
 چه شد زور بازوی کند او را
 مگر سکر اشکن نبودش بکنگ
 چه افیون زمانه بجایش نمود
 بکرمان زمین از غم رواند و بر
 در تیغ آن بز و بر جنگی سوار
 در تیغ آن کران مایه برین

از همیشه پر دخته جنگ هنر بر
 بلای یلان در کش او کین
 هم سبب مایه هم از ننگ ماه
 جهان ریش از پشتی او کند
 نیاید بکوش کس این گفته راه
 که شیرش ز پیکار دیدی زبان
 سپه رختی از سر کشان پشتین
 ز خون غازه بستی خسار ماه
 بیکنده شیران جنگی نشست
 تن او بخون غرقه افتاد چون
 فلک با که امین دل او بر پشت
 که خصم بد اختر شود شاد کام
 که دشمن چنین سر بر آرد بلا
 که سیل آمد و بند را بر داب
 که پیران تبوران بماند کرد
 که دست زمانه ربود افسس
 که آن سنگش جام بنگ سنگ
 که خوابی چنین جاودانه نمود
 که کرمان خوزدش چون حریر
 میل و گرد و گردن کش نامدار
 سوار سرفراز فتح محمد

در رخ آن بر و بازوی پهلوی
 در رخ آنخون رفته نادیده کام
 کجا آن سرشمن انگند نفس
 کجا آن دل صبر پرور و او
 کجا آن گرامی دل با وفاش
 مرا اشک سرخ است و خسار ز
 بلی آسمان است و اینها کند
 چگونه نشاید که باور کنیم
 مگر نه سرفراز سهراب کرد
 مگر نه سیاوش خشنده هوش
 مگر نه یل اسفند یار جوان
 مگر نه سیامک بچنگال دیو
 زمین و خمه شوم ناخوش هوا
 یکی روسر و همها بر کشا
 زمانه یکی سیل ویران گراست
 که اندر ره سیل بینان نهاد
 چو خواهی و در افتاد سرکش بشمار
 بر آن کاین جهان بر سر کیمیا
 چو ایوان نگاری در یورگنی
 نویسموده بر نقش ایوان کوش
 جهان نوعی است ز پیاوشنگ

جهان کمن را ز فرس نوسه
 فرد بر دوتک و بر آورده نام
 ز زین آن همار و بر کندش
 بنازک ولی سخت نادر و او
 کجا ناز پرور تن بی بهاش
 ندانم بیاران دیگر چه کرد
 چنان کینه جوئی چنین با کند
 که باور بسی زین فرقت کنیم
 به بیخ پدربان شیرین سپرد
 تهوران بر آور و دنیا را بگردد
 به تیر می کزین داور و فن دان
 تبه گشت و بر خاست پیران لو
 که یکسان کن باد شاه و گداست
 که فرق از گدا نیست تا پادشا
 رسیل بلا بر کران بهتر است
 که خست و تن و سر بطوفان نهاد
 چو آخر شوی خاک آتش بشمار
 ز راند دود کاح گلنیت گوا
 بر ایوانها چند سکر کنی
 که خست کاخ تو خشم است کو گور
 فریبده دلهای بوی و برنگ

<p>فرزین خوشی که شوهرش هست همان به که رنجه نباشی دیگر نمش زنده کردم بنا دم کوی همان در و درخ و بلای حسین از امش کنی کشته خوشی را</p>	<p>اگر با تو خود چند روزی خوش است تو ای ای همان بهتر نامور نکوئی که شد گشته آن جنگوی بیاد آور از کر بلائی حسین اگر بشتوی قصه پیش را</p>
--	---

<p>لوامی شهاوت در میدان لا افراسین و ابلای بلای کر بلائی و مصیبت و ماتم امام بهام حسین علیه السلام کاش</p>	
<p>کز آن اشتم در نهاد آمد همه انده جان همه رنج دل بکوشنوا این داستان با کوی که این داستان است آن نیست زغم روزگار است بگد اختم که گویند ویریت تا سوخته است که هست اشس این گفته ابدار بهار است و هنگام آرمش است که پیفار از باغ برد می بهشت که هم و لفر دست هم کوش است می ورد و رمش طلب میکند زهرانده از لوباید شست بیایدز دل راه افغان کشود خروش غزالان نو اگر رس است</p>	<p>یگی داستانم بیاد آمد است روان گاه و غم پرور و جاد کر اول ز آهن بود جان رو نه با آهن و ردی این تاب من از بنی این قصه پر و ختم تو ننگر که این اشس افزونه است همند رشود گوش با من سپار اگر چه جهان دوزخ را شست اگر چه بود ماه آرد وی بهشت اگر چه چین چون بهشتی خوش است جهان اقتضای طلب میکند اگر چه کنون شاد و بای شست ولیکن بجای سربور و سرود دل و دیده مینا و ساغر است</p>

زخون درون خورد باید شراب
 بهای گل و از عنوان و سخن
 جوانان حیدر بیاد آوریم
 بافسرده باغ نبی رو کنیم
 خیابان زهر آب پرسیم گویم
 ازان سوخته خیمه یاد کن
 بر بنه تنان را بیاد اندر آرد
 اسیران بی فرسش را کن بر باغ
 ازان نودطان کوی گلگون کفن
 بکو جوق پروانه سوخته
 ولی روزها سوخته ز آفتاب
 عروسان بیخست ذریه رگماست
 دریده کلی کوشش کی گوشوار
 ماسنبره خنجر بود لاله داغ
 زمرگان ابروین نشتر کنیم
 کشایم ره خستت از راه گوش
 بجان تماشائی آتش زخم
 که شد خون دل آب آن بو جان
 تن چاک چاکت پیکان در او
 ولی خسته بر خاک از باد او
 سنان نبره و خنجر ناوک در او

زخست جگر کرد باید کباب
 بل چون بود آرزوی چمن
 ره که بل را بدل بسپریم
 چه گلهای سیراب را بوسیم
 چه باید شدن سر و شمشاد جو
 چه آسانی از سایه بیدن
 بین جان و اطلس شکار
 خرامی پنجه زش و بامی باغ
 شفاق چه جوی بی بزم چمن
 مگولاله را شمع افروخته
 عجب ترکه بی شمع شهاب تاب
 عروسان باغ ارچه پیش خوش است
 بنفشه ست یا بر لب جویمار
 اگر چه بسی دلفروز است باغ
 چو یاد از جوانان حیدر کنیم
 تو نیز از سپاری بمن گوش موش
 ز دفتر کی باغ دلکش کنم
 گلش لاله و سوری و از عنوان
 بجای گل و برگ ریجان در او
 صنوبر قدان سر و شمشاد او
 معانی نو اسه چکا دک در او

<p>هزاران در او ناله در دواک کجا یاد گلگشت رضوان کنی که ره سوی رضوان نماید ترا بس آسان نباشد سخن پروری چنین ببرزند آتش اندر نهاد بدل داشت پروای شاه شهید که بیعت ستاندر سبط رسول که پیمان مرا نیست بانامترا کجا سرهنم کور و دسروا ابانامها پر امید و نوید ز فر تو گیتی بر آوازه است در آن بوم و بر عکسایت حجاز از نبی با مخالفت روست قدم رنجه کن خلق راره نما بدل کرد آهنگ آن سزین یکی پاکدین راز خویشان چو داند مرا نیز آگه کند قصا خنده زو کانه میجو شد سخنها بدو گفت بی کم و کاست همه آزمون وفاق و نفاق پرستار کیشند یا نیستند</p>	<p>شده گلشنش سگر چاک کجا اگر گشت این تقربتان کنی فسرده داین باغ خرم دروا خبرهای تازمی بلفظ دری سراینده و معان تازمی ترا که چون شد خلافت بکام زید پیشرب فرستاد آن با قبول به چید سپور شیر خدا پریشو احب پیمبر مرا هم از کوفه پیکه بان شهید که شتاباز زمین وزمان تازه است بیشتر چه بانی که یاریست عراق از حسین این زمان پیکر است همه کمر بایم و تور همنما چو آن نامها خواند سالارین ولی گفت باید فرستادیش که تا از موشان زهره کند سپور عقیل این سخن راست پس آن مسلم پاکدین را بخوا بدو گفت باید شدن با عراق بی بینی که انقوم برپیتند</p>
---	--

چو تیرانکه او یکرناست بر است
 چو تیغ از دور و بینی و گزند
 مرا که از راز ایشان کنی
 که با بزین سایه و اورم
 تو باید که دین راحت کنی
 من ای دربراه توام و دین باز
 همی گویم و رای سنانان کنم
 بوسید مسلم زمین پیش شاه
 شکون نامی بدگر چه در راه دید
 ز تیرب به پیود تا کوف راه
 بکوفه درون وقت پنهان گشت
 گروهی نه بر راه آزر م دید
 چو آمد شد مردم انبوه شد
 همین بود و پیمان ز هر کس گرفت
 خورشید زبان در زبان تا دمشق
 چو آمد بکوشش نیرید پلین
 که با بیعت با بکیر از حسین
 در او سر تا بد نشانش بهت
 و زانسو بگفتا به پور زیاد
 و هدیم و ایسد بر نا و سپهر
 حسین را بکوفه است پیمان از و

بدانی که میل کوش سوی است
 نه نیر راه کیش است و آیین و
 بکوشی و از خود ولی نشانی
 همه یادگار پیام آوریم
 ره داد و دانش رعایت کنی
 همه کوش و هوشم به بیغام از
 که تا هر چه کوفی بکن آن کلام
 شهش کردید رود و آمد بر
 ز مردی بهریم گفته ای
 بیای خود آمد بفرجام گاه
 کجا مهر پنهان شود زیر طشت
 درون سخت بیرون بخود نرم دید
 دل پاک مسلم بی اندوه شد
 ز انبوه مردم گذشته در شگفت
 که مرفوفه را با حسین است عشق
 یکی نامه نبوشت نزو ولید
 که این کار روی کنی فرعون عین
 نیز که انتقامش فرست
 که تا کوفه پوید بگردار باد
 که اسر به میچید کند و سنگیر
 ستاند و کرده سر و جان از و

بسیار است که در این کتاب است از این کتاب است

از این کتاب است

وگر در ره است آن شده من پناه
 به نیز نگ بر وی کند کار تنگ
 همی راند ناپاک پور ز یاد
 بکوفه درو نشد نهالی شب
 و راندم که خورشید نهفته بود
 یکی طیلسان بر سر خود کشید
 بیامد بدار الامارت ز راه
 بی بیجا درود آمد از هر کشتش
 ز غرت فرو و هیچ گمانی نداشتند
 کشتش باز شناختگان چو پسته
 نبنزل شده و کرد در باقراز
 همه شب بخت و در اندیشه بود
 سحر که بر آورد راز از نهفت
 چنان کرد که جیسه و دمدمه
 ز آفسونش خلقی ز ره در شدند
 ندیدند و نیاد و اوند دین
 گرفتند او را و بر وند زار
 برید سر زان تن نامور
 تن پاک مسلم ابردار کرد
 نهفت آن مهر و شمشیر زینج
 همانا بخوبان بدی گیش تست
 امانت نام غیب جهان

عنه انما یبوء علی

ای صفت بجز غرق نشسته اص صافی

در بنیاد

بر انگیزد از کوفه پیر سپاه
 گر از آشتی ره نیاید بچنگ
 دلی پز ز آتش سر می پز با د
 چنان چون بود رسم و راه عرب
 فلک زفته در طیلسان کبود
 که کس چهر همی او رانندید
 نموده بر دم که این است شاه
 همی رفت و خلقی روان از پیش
 که سبط همیش بند استند
 دلی اند غای هر کسی را شناخت
 در مکر و اندیشه را کرد باز
 تو گفستی یکی دیو در شیشه بود
 بر دم ز هر گونه اندرز گفت
 دل ساده مردان تخی شد همه
 ز مسلم بگشتند و کافر شدند
 نیاید ز ناپاک مردم جز این
 نمی چون کند چاره صد هزار
 کز و کیفر بد بشد داوگر
 بسلم کجا کافر این کار کرد
 از و جزا در یعنی نماند ای دریغ
 همه تیر بید او در کشت تست
 جتنی پز و ان

بود زیر هر مهر تو کفر سے
 جمانا چه بے مهر و خو خواره
 گفتم که باکر دشت کام نیست
 یکی مهر بسند ز تو گاه جنگ
 که این جفای تو را بشمرم
 همان به که این گفتا بگذریم
 به شیرب چو از پیر و ان بزیب
 بنا چار از ان بوم دل بر گرفت
 بهانه حرم کرد و احرام بست
 بل گفت مانم در ان بوم و بر
 مرا چون نه بیند در پیش خویش
 زن و کودک دوخت و خواهر را
 چه بیشتر بینی که شد پیش ازین
 حسین از دین سوئی کعبه خست
 پنا ازینا دیده جوری که دید
 ره کعبه قرب در پیش دشت
 همی رفت و در راه فرخ سردار
 که قربانیت گر چه در خود هست
 یکی طوف این خانه مروان کن
 که این سرزمین گر چه کوئی سن
 که این خانه خشت از آب گل است

کلاهی نه بستی که فرودی سرے
 چه فرزند کش نام پتیاره
 ولی مهر و کنیت بهنگام نیست
 یکی جای شهد از تو نوشد تنگ
 که آرزای دل خود شد سرم
 مگر گفته خود بیایان بریم
 جهان تنگ شد بر امام شهید
 تبرک و یار پیمبر گرفت
 چو صید حرم کشت از ان داجم بست
 که از سلم و کوفه آمد خبر
 بخوانند بیوده در کش خویش
 برادرش و پور برادرش را
 سوی شیرب از کعبه بچرت گزن
 چو دشمن با و نرو جملت بیست
 نسیره جفای نسیره کشید
 همه فکر قربانی خویش داشت
 نمانی فرد گفت هر دم بکوش
 نه اینجاست فریا گمت که است
 چو قربان کنی رو در آن خانه کن
 ولی سوئی آتخانه روی من است
 مرا آن خانه رخت جان و دل است

بزم وصال در روز عاشورا
 در کعبه خست
 نام سوئی در آن خانه که در آن شکار است
 در آن خانه که در آن شکار است

در این خانه فریان ز جویان کند
 درین خانه شور آید فرم خوش است
 در این خانه از جامه عریان شوند
 مرابطه ای یار بازار است
 سخن کوتاه آمد بشام آکھے
 حسین از مدینه به بلخ شافت
 پراندیشه شد خشم ناپاک بلخی
 تی چند را سیم وز روادو گفت
 بهانه بود حج و اشرافان
 زد دشمن خبر بیشتر شد بشاه
 بهر اسی او ز نزدیک و خویش
 گروهی ز اعراب اوی دوست
 همه بهر یکی بنده آرز بود
 بی آرزو نماند جلوه گر
 گروه خوشی یار بسیار بود
 پیاده یکی پیش آمد بر راه
 برون نامدم گفت از کوفه من
 بگفت از بدی هر چه آمد بدو
 بگفتا پس منی است ملک جهان
 اگر یکسر افزود اگر جمله کاست
 سر ما چون کوی بست و چو گان از

در این خانه فریان ز جویان کند
 در این خانه شور آید فرم خوش است
 در این خانه از جامه عریان شوند
 مرابطه ای یار بازار است
 سخن کوتاه آمد بشام آکھے
 حسین از مدینه به بلخ شافت
 پراندیشه شد خشم ناپاک بلخی
 تی چند را سیم وز روادو گفت
 بهانه بود حج و اشرافان
 زد دشمن خبر بیشتر شد بشاه
 بهر اسی او ز نزدیک و خویش
 گروهی ز اعراب اوی دوست
 همه بهر یکی بنده آرز بود
 بی آرزو نماند جلوه گر
 گروه خوشی یار بسیار بود
 پیاده یکی پیش آمد بر راه
 برون نامدم گفت از کوفه من
 بگفت از بدی هر چه آمد بدو
 بگفتا پس منی است ملک جهان
 اگر یکسر افزود اگر جمله کاست
 سر ما چون کوی بست و چو گان از

در آن خانه قربان ز انسان کنند
 در آن خانه چشمان پر غم خوش است
 در آن خانه از جامه جان شوند
 چکارت بشیرب تو را کار است
 که بشیرب ز آل نبی شد تھی
 که این چاره کار بهتر نیافت
 یکی کیمیا ساخت بارش نامی
 که تا مکه باید نخورد و نخت
 ولی قتل صید حرم کاشان
 حرم از حرم بود و آمد بر راه
 بدی از نو دم زشتا و پیش
 نه از راه پیش بر او کرد گشت
 بسیم و بز چشم شان باز بود
 ز ندر و به ماده بر کشیر نر
 بگور و بد بایدش آرز بود
 ز مسلم بهر سپید و از کوفه شاه
 مگر دیدم از خون خویش کفن
 شه از دیده سرد او سیل بر
 چیز از پاک داور نماند دران
 مراد همه آنچه او خواست خواست
 پذیرفتن از ما و فرمان از او

همی رفت بر لب زردان پس
 وگر روز کاین تازی نیزه باز
 هر آنکس تا شاه می خوار است کرد
 ز لشکر که آن شه ارجمند
 همی هر کی داد شه را نوید
 شه از گفت ایشان شکفتی نمود
 چه بکپاش ازین گفتگو در گذشت
 بدست لشکر که خرمستان
 که همه بر یاجی است سرتنگ شن
 ملی نامدار است و خجسته گداز
 پیاده شد از اسپ و آدم ماو
 ششش دید و پرش نمود و نوا
 بفرمود بهر چه کار آمدی
 ملی آدم گفت پر خاشخو
 برای نیزه باز تو پیمان برم
 ششش گفت من نامدم خوشین
 نوشتند تا آدم از حجاز
 گذارید تا سوی بطحاروم
 بدو گفت حرکاری شه موتمن
 سپیدم گرفته که جانی خویش
 مگر که تو پیمان ستانم بمن

ملی این بود مرویزوان کشاکش
 بر این تو سن ابلق همی شد فرا
 پیدیده اش نیزه راست کرد
 شد او از استدا که بلند
 که از کوفه خرمستان شد پدید
 که خرمستانی درین ره نبود
 ز انبوه شکر سیه گشت دست
 سواران بود بر کشیده سنان
 پی کارزار است آهنگ شان
 سواران بگوش و باره مهرار
 بیای خداوند سر بر بنیاد
 یکی پایه اش در خور یاه خست
 بز نهار یا کارزار آمدی
 که نگذارست پاتمی پیشتر
 چه سرتابی از تو سرو جان برم
 همه نامهانان بود پیش من
 کنون نیز آن ره نه بسته است باز
 همانجا که بودم هم آنجا روم
 کنون نیست این کار بر دست
 تمامم تو براتانی پای پیش
 جز این رای را نمی نامم همی

علاقمند
 در روز بیستم ۱۲

شبهش گفت مادر بگریه تو با ما
 شناسی که نو باوه چیدم
 خلافت نه زان نرید از من است
 تو نیز ای جوان نجات آذاده مرد
 اگر پیر و پاک پیغمبر
 یکانه خداوند داد و آفرید
 کسی کو بآین من بگرود
 بمن کرسی زونه بنید بهشت
 من آسوده بودم مرا خوانستند
 جهان گرشود جسم من باش کو
 نگهدار من کرد کار من ست
 کز این نیت برگرد از تیغ زن
 اگر جان ستانم و گر جان دهم
 نیارده ام تیغ بیرون ز لانا
 چو کافر کشد تیغ کبیر کشم
 بیاران بهشتی شوم و لفرور
 زمین را بپوشش بوسیدم
 بگفت اگر کسی جز تو سرور مرا
 من و او یکی ز آسمان کشته بود
 منت نام مادر چگونه برم
 بنویم جهان راه آزر مرا

طیبه
 بنیم وصال
 بنیم وصال
 بنیم وصال

ازین گونه گفتار کم کن تو یابد
 سرور دل پاک پیغمبرم
 نگین از سلیمان نه زان بهر است
 که راه خطا آمدی باز نگردد
 چرا دشمن دوده چید ری
 مرا آزمون بد و نیک کرد
 چو بگذشت از اینجا بی نور و د
 دروغ ست مشاطه و روی نیت
 کنون کدام حیله راستند
 کجا پیچم از یک جهان جسم رو
 حصار من این ذوالفقار من است
 فروده ست بر طعمه تیغ من
 بفرمان دارای گهیان دهم
 نه از عجز کردستم اندر خلافت
 کشم کبیرا ما ز کافر کشم
 ولی دوزخم چون شوم کینه تو
 دل و چشمی از خون آراشنگ بر
 بر روی چنین نام مادر مرا
 ز خون یکی خاک اغشته بود
 مگر نه بود دخت پیغمبرم
 بشوم چگونه ز رخ شرم را

مگر مول دوزخ فراتش کنم
 اگر سرکشی و اگر بکر و سے
 ولی با تو این سز زمین و نمند
 که اینجا بمانی شوی و تلگیر
 بگفت و بان شاه سو کند در
 بیکزیده یاب و پستوده مام
 که باین ستم پیشگان کم سیز
 و لم بر تو لرزد که کردی تباہ
 شش گفت کز ملک تر سایه نم
 مراد جهان میمی از مرگ نیست
 اگر بد نوشته ست بزوان من
 نه هر جنگ را در برگ است بار
 بسا زخم کش عمر با بندر پس
 چو دم را شمار است چون نم زخم
 چو باید سر آورد در زرتنگ
 به از جامی در کام شیران کنم
 به کافر کجا سر در آید مرا
 بگفت و با سپ اندر آور دپای
 گرفتش عثمان گفت مرد دلیر
 دمی باش کاید سپیدار ما
 کمانم که او را دل و جان بست

بدست خود اندر خود استم برم
 ستم بنده فرمان بهر چاروی
 بکینسو با خوی اهر من اند
 شوند این کرده و غابر توجیر
 بزوان که بنیاد کیستی نهاد
 بجان نیا آن شه نیک نام
 مزن خویش را بر دم تیغ تیز
 بنه خشم و بز خویشتن بدخواه
 ازیرا که چون خویشتن دایم
 بکیستی که دیدی که جاود است
 نبسته نکر دایم از خویشتن
 نه هر آستی را ستیم دراز
 بسا لقمه کو بست راه نفس
 ز پیشم کم آن به که دم کم زخم
 که افزون کنی دوزمانه درنگ
 که با ناخدا ترس چمان کنم
 بهل تا زمانه سر آید مرا
 کز آنجا که آمد شو و باز جامی
 که نگر نزد از جنگ رو باه شیر
 به بند عیان یا تو بازار ما
 مگر بر تو این کار کرد دست

بزم وصل

و دیگر که برمانه گیر و گناه
 بمباد شود کار پیش امیر
 چو بشنید گفتار او را ز سپهر
 بشه گفت این قوم تا اندک نام
 بترسم که چون لشکر افزون شود
 بفرمای تا تیغ کین بر کشیم
 چو این ظارین شد تنا و خردت
 نشد شه با این گفته همدستان
 من اول نکو شتم بکین سخن
 دل روشن من نشد کخ دیو
 مرا امتحان همان کرده اند
 مرا باید اینان شناسند باز
 بمباد اجاز دین کرانه کنند
 که بیگانه بود در کیش ما
 ز بیگانه اش باز شناختیم
 چو فرس و از هر سو شوند آهنگ
 میان دو صف بایدم استاد
 که رازم بر ایشان مانند همان
 اگر من شوم کشته بر بی گناه
 و گر من از ایشان کشم پاک نیست
 بیاران همی رفت و میگفت راز

این را در حدیثی از پیغمبر صلی الله علیه و آله
 در بیان این قصه مذکور است

که چو نش بدید و دادید را
 زن و کودک ما شود دستگیر
 نیامد از آن گفته اش بوی خوبی
 توان رخ نورسته از جامی کند
 بمباد که اختر و گرگون شود
 که ایشان چو خارند و ما آتشیم
 بناچار بر ما شود کار سخت
 بگفت این نباشد ره رشتنا
 مگر آنکه دشمن کند خستن
 که باشد نظر گاه گیهان خدیو
 جهان مرا امتحان کرده اند
 مانند بر ایشان نهان هم راز
 بر داد که این بهانه گفتند
 رو ابو در بکار او پیش ما
 بخوش ندانسته پیرد آتشیم
 همه دشمنه آهنگه بر خون من
 همی نام خود گفت و آواز داد
 مرا آن زمان نیست پروا جان
 نجوم بود پاک یزدان کواه
 چونیم از ایشان یکی پاک نیست
 ز هر سو زمین نام محبت باز

بدستی رسیدند از آب دور
 زیاران بر سپیدکاینجی است
 چو از کربلا نام شنید شاه
 برون مازین پس سودست
 چو سرخشم آسوده باشم زنج
 پیاده شد و گفت کاید فرو
 بگفتا سر پرده بر پا کنسید
 همه روی مامون سر پرده
 پس بار که خیمه های حرم
 بدو حرم جای خویشان همه
 بگرد سر پرده خندق بکنند
 چو شد کنده باخارا نداشتند
 چو زین طشت پیروزه زین تیغ
 طلایه برون شد ز هر دو سپاه
 همی تاسخو پاسب هم داشتند
 همه شب ز بیمهری روزگار
 زبجی گهی گفت و مظلومیش
 ز مردان که جام بلامی کشند
 بدین شب یکی نامه نبوت نغز
 کزین خاکدان دل سپرد خیمه
 ز گیتی بچشم چو تیر از گمان

بگرمی مو آیس چو سوزان بود
 یکی گفت کاین سوز زمین کربلا
 بگفتا سر آمد مارخ راه
 ز نان را که ریخ و فرسودست
 که ریخیده ام زین سر می پیچ
 بغرفاش از یاوران هر که بود
 سر خیمه را تا اثر یا کنسید
 سپهر برین سایه پرورده شد
 بر افراخت یک یک سپاهوی هم
 همه دو دو خویشان سپاه و سر
 چنان چون گفتند از در شهر بند
 بدشمن بخود راه نگذاشتند
 همان گشت آسوده شکار تیغ
 چه از خیل دشمن چه از خیل شاه
 یکی را نیز و یک نگذاشتند
 سخن گفت آن سرور کامکار
 ز عیسی گهی خواند و مهر و پیش
 ز خوبان که زهر فغانی چشیدند
 بر آورده یکبار و دایره پست
 وطن کاوسی از لامکان سامان
 سپردم جهان را با بل جهان

در این کتاب
 در این کتاب
 در این کتاب

در این کتاب
 در این کتاب
 در این کتاب

در این کتاب
 در این کتاب
 در این کتاب

جهان راز سر بیخ بند استیم
 بر ارم که گیتی نبودار نشت
 چو آن نامه انجام پذیرفت شاه
 نیا سود از بندگی یگزبان
 چو چشم زمانه بر آمد ز خواب
 دو لشکر سر از خواب پرستند
 بر آمد چو یک نیزه گیتی فزوز
 زمین ار سپه شد چو دریای قیر
 شمار سپه چار پاره هزار
 پس شبت او شش هزار دگر
 سپه دارشان شیش بر روی شبت
 وزان پس بیامد سپاهی بزرگ
 همه رو به آسا و لے دستینز
 بکین خواهی دین کشاده مکان
 سمران سپه پوزنایاک سعد
 فزون گشت آن لشکر از صد هزار
 چو آمد صف آراست از بهر بنک
 به پیش صف استاد و آواز داد
 که از بسط پاک نبی نگذریم
 تو نیز ای یگانه بزرگ حجاز
 اگر دست بیعت و بار می بر آرز

این سخن را در کتاب تاریخ طبرستان در کتاب تاریخ طبرستان در کتاب تاریخ طبرستان

ره ملک جاوید برداشتم
 نه زمین بیخ شامی چون سیرت
 وضو کرد و آمد با رام گاه
 چنین تا بر آمد سپیده و ما
 بر اینخت کافور با مشک ناب
 پرستش گرمی را بیاخاستند
 پدیدار شد لشکری کینه توز
 سپه دار لشکر حصین نمیر
 همه گرد و خنجر کش نیزه دار
 رسید اندر آندشت پر شور و شو
 که در دل همه تخم بیدار گشت
 که از ان همه چون دم آبیخ برگ
 بشیره خدا کرده چنگال تینه
 خداوند دین را نموده نشان
 که در زرم بودی خمی و نشان چرخ
 چه چنگی پیاده چه تازی سوار
 نه اندیشه دین نه پروای تنگ
 که سالار ما گفته پوز زیاد
 مگر زیر حکم بریدش بریم
 مکن کار بر ما و بر خود دراز
 و گر نه نیه بامی و کار راز
 ای آنکه در جنگ شوی ۱۲

اگر خبک جوئی من آماده ام
 ولی بهتر آن دامن ای کیش
 بجز سر نهادن ترا چاره است
 شش گفت کای کوه تیره را
 میازار از خود پیمیش را
 تو بر من از میان شناساری
 مرا نام ز برادر چید رست
 نه بهیوده زین دوده خراورم
 تو زوان نمی زار هم من کو نیم
 همانا که از کیش برگشته
 بنه پور سعدا سر کینه گفت
 جهان را همه بایز بدست روی
 همه دستهاشان بدست یزید
 جهانی بدین کار هم داستان
 بر شفت و گفت آن شمه ریز
 بپذیرفته مردم ار سود بود
 نه آخر پذیرفته بودند لات
 بیزدان بستی چه بودی نیاز
 چه بودی همبزرگستانش
 ببت گرنیایش رو بودی
 اگر سبوح و خور و کوساله بود

خطاب حضرت فاطمه زهرا علیها السلام

وگراستی نیز استاده ام
 که این سیل دور افکنی خست چو کشت
 براه بلاتا توانی مایست
 بخیره تیزه مکن با خدا می
 مگر زان زانده من عشق را
 چه این گفتها در میان آوری
 ز یاد گرامی پیغمب است
 که پورش بر پور صحرایوم
 دلت چون دهد کاین سخن گویم
 چه خوروی که آسیر بر گشته
 که این گفتگو با خرد نیست جفت
 تو تنها چه خواهی شدن کو کوی
 چرا پنج خود را کنی بر فرید
 تو نیز آنچه نمان شو که باشد جان
 که ای بهر دنیا ز کف داد و دین
 بخود رانی ای سبج بهبود بود
 میل را نیایش کنان بابت
 بر پاک داور که بروی نماز
 جهان را بخوشی آگهی دانش
 کجا بت شکستن سزا بودی
 چرا آن کلمه مش بدیناله بود

خطاب حضرت فاطمه زهرا علیها السلام

نوابل بساخواستند آفتاب
 چو با پذیرفتن آن کرده
 نه هیچ آدمی کرد بر خود پسند
 چو در ره بود دیو و رهنر نبی
 ازینها همه بگذرای مرد کار
 شمار مرا خواستند اینمه
 چرا سبج تان شرم و آرزومیت
 یکی شرم را پیش چشم آوردید
 تو ای پور سعید این همه بخواره
 مکن دوری با خداوند خویش
 من اینها که گویم ز تو نشین نیست
 دلم بر تو لرزد که کافر شو سے
 و گر نه در آردان در تن ست
 علی را همانا تو با ذوالفقار
 مرادید خواهی درین زرگاہ
 غریبان برون آیم از پیش صف
 چو فرود آید کارزار حسین
 درین نشت با کوشش حیدری
 بچندق نیز تابی فسخ پذیر
 بلالی بدیدارم از ذوالفقار
 کز اینها که گفتسم ندازی بیاد

هم آن کبرانش هم آن سندی
 در آب در آتش نماندی شکوه
 پسندد بر او زیرک بپوشند
 به تنها نشاید شدن هر کس
 نه من مر شمارا شدم خواستار
 کنون کا دم صیت این دود
 ز من تان جیا و ز خدا شرم نیست
 مبادا خدا را بخشم آوردید
 بخود بر کن هر دو گیتی سیاه
 بنشای بز خویش پیوند خویش
 که خرمگ کس را بهی پیش نیست
 گرا ز کینه با من برابر شو سے
 زیزوان نه پروای امیرین است
 بسا دیده باشی تو در کارزار
 بکفت تیغ رختان پیش پناه
 علی مبنی و ذوالفقارش بکف
 بچشم آردت کارزار حسین
 کتم تازه بهنگامه خست بی
 همی دید خواهی ز فسخ پسر
 تا ایم چو خورشید بدر آفتکار
 چرا زرم صفین نیاری بیاد

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران

ز هر کس به پرسی بیاورد
 که من در رکاب گرامی پدر
 همه دشت پر لشکر شام بود
 ز مردان باشنگی برده تاب
 ز لشکر برون تا ششم تک تنه
 بسا شرط که از خون و آن ختم
 پدر بوسه سازد بر خمار من
 با فسوس چندی من بگریست
 که می بنیست کاندین سر زمین
 تنی و ستیکه هزار اثر و هسا
 شود بوسه جامی نبی جامی تیغ
 نوشی جز از چشمه تیغ آب
 صبا برنت پرده داری کند
 چو لاله جوانان شکننده موسی
 پیمبر نژادان بطحا مقام
 بر آن خرد سالان بی با هم و ما
 گرفتار کردند آزادگان
 تو را ایزد آن روز یاری بود
 که آن روز دل بایدت استوا
 چه نازی بن چون دلاوری است
 بد گفت و گفتش همه بود راست

بی کوک حسرت و شماروت
 چاکردم از کوشش و کوفت
 که در زرم شان و زلف نام بود
 که زان سو بداشش زان سو بد آب
 پس پشت کردم سپاه و بنه
 که این شرط از ایشان سپردم
 چو دید آنچه آن گرم بار من
 همی خورد و فسوس بر من گریست
 چه شیری و گرگانت اندکین
 نشان غدنک این تن پر بها
 بر روز تو کریان شود ماه و سیخ
 پوشی کفن جز بر عقاب
 هوا بر سرت اشکباری کند
 ز خون کرد ز کشته ز سوی بود
 که ایندی بی پرده چون خورشام
 زمین همد کرد و چراغ آفتاب
 قریشی ز زمان با شمی زادگان
 بدنا دولت استواری دحد
 نه مهر جا بود نیروی تن بکار
 که اول بکر زود دلاوری است
 سنجی جهان جاودانه گریست

این بر سر نفس
 بماند در روز
 بیست و دو روز

چهارم کابز و جهان خوسته است
نفر و امن دست و صدان کین

که افزوده بر آنچه او کاسته است
بر آن تاج خواهد جهان آفرین

مالوسی نام نوی الکرام ز مکاری
امادگی بر از هم کام نام شریک شدن

یا و علیه السلام و
و اما آن که در آن است

چو خورشید ازین سینه خیزد گشت
ز باران یکس انجمن کرد نغز

بیاید بجز گاه از آن پهن دست
نمان کرد پید اچار پوست نغز

همی گفت بسیج از نیا و پدر
از ایشان را فرود هست راست

بجز راست نشنیده ام سر سهر
که فردا ز عمر آخرین روز است

من و هر که همراه دارم ز مرد
بجز پاک فسر ز دنیا من

بجز آنم جان باخت در این نبرد
کز او در جهان ماند آثار من

زبون نیستم در زبونیستم
بکیستی اگر شاه اگر بنده بود

منم نهن اینم اینم او نیستم
بجز پاک یزدان که پانیده بود

درین ره کسی کو بهمه راه است
ز ما هر کرا دیدن باشد بزر

هوا خواهد خود یا هوا خواهد است
ز راز دشمن ماست کو پیشتر

وگر با خداوند کار است زوش
که مرد و دل وی آن شه نیت

من اینجا و اینجا بود آرزوش
کجا روی شه کرد این ره نیت

چو یکدل شدی سوی عالم کرا
چو این پاک لفظ از لب شاه است

ز سیر همه دل سوی جان کرا
مگر هر یکی بهر راهی به نسبت

هر آنکو خسر دیدار و پنا براند
ز رفته چه پرسی که تنگ آورم

هر آنکو طلب کار موسی بماند
ازین دوستان دل تنگ آورم

بجز نام این نام این عالم این

بجز نام این نام این عالم این

بجز نام این نام این عالم این

گر از صد هزاران یکی در میان
 یکی از هزاران رگفتارها
 چو برگشت چون نیت خود سز
 بر قند آنان که جستند سود
 قضایین که جستند راه نجات
 چه مرگی که از او مرگ خوشتر بود
 چو آن نیکبختان آزاده دل
 برایشان درمی بازگشت از دست
 سگافات هر خوبی و هر بدی
 چو از نوردل چشمشان باز شد
 کسانی که گشتن بند بهر شان
 یکی خور و شمشیر شریان کشای
 در آسن مگر دوست شد ملوک
 ...
 ...
 ...
 چو شد که تو ای شاه گشت نیت
 زمانه چو انگ بر ما گرفت
 حرم گریبال بجز تنگ بود

مانند هنوز شس تو بسید و دل
 بر او بر کم افتد مگر دارها
 زیاران بر شاه مانند که
 ولی چون جستند خبری نبود
 سوی مرگ رفتند از بیجا
 بجز تهنیتش مرگ شکر بود
 ستاوند بر مرگ مشکوره دل
 که دیدند انجام هر خوب و نیت
 گذشته از آن داده ایروی
 همی هر یک از شوق جان بافتند
 اسیری گوارا شد از دهر نشان
 یکی بر دوز بخیر گردن گزای
 که عشاق پیشش نهادند سر
 زیاران بد بند پر دخته جا بد
 گرفتند بر جان ناکام خویش
 نشستند روی کسان و بر روی
 و دیا قوت ز نیکو نه گوشتان
 سپه ز قه خود مانده تنها درار
 چو آنخته را بر گزیدی تیغ
 که اختر ز مار و ز خوش دا گرفت
 بنایستان در صفت جنگ بود

بیم وصال
 ۱۳۳۳

استخوانی است که در میان کتف است و در وقت بیماری و ضعف در آن درد است

درین بی نیامنی بیایا گو
 بی کو بیانو بهارت بهین
 علی کو بیانو رعینت بنگر
 بگو بر زمین آمی روح الامین
 چه کرده است عیسی که داور کشند
 گناهش چه یوسف که چاشنی شود
 سزائی که که زهره بر بام داشت
 چرا دل نگرود ز غم چاک چاک
 همانا نه این مرفوعه بی است
 کسی را که خود بر شکم سنگ بست
 بیکبار مابت همیشه شکافت
 حسن را که دیدی جگر خواره اش
 یکی پیش ازین دوده نهادم
 بساز آن همه لاله جزو غوغ نیست
 فروش شبستان چه بر شد باه
 بیاید همه خواهران را بخواند
 چنین گفت با مهران خواهی
 که ای در جهان یا و گار قبول
 مگر نه تو تو با و ه خیدری
 مگر نه قبول است مادر ترا
 زهی بود و ستی کشش در گام

درین بی نیامنی بیایا گو
 بی کو بیانو بهارت بهین
 علی کو بیانو رعینت بنگر
 بگو بر زمین آمی روح الامین
 چه کرده است عیسی که داور کشند
 گناهش چه یوسف که چاشنی شود
 سزائی که که زهره بر بام داشت
 چرا دل نگرود ز غم چاک چاک
 همانا نه این مرفوعه بی است
 کسی را که خود بر شکم سنگ بست
 بیکبار مابت همیشه شکافت
 حسن را که دیدی جگر خواره اش
 یکی پیش ازین دوده نهادم
 بساز آن همه لاله جزو غوغ نیست
 فروش شبستان چه بر شد باه
 بیاید همه خواهران را بخواند
 چنین گفت با مهران خواهی
 که ای در جهان یا و گار قبول
 مگر نه تو تو با و ه خیدری
 مگر نه قبول است مادر ترا
 زهی بود و ستی کشش در گام

بیا عرض کو گوشوارت زمین
 یکی چشم بکشا حینت بنگر
 پراننده اوراق مصحف بهین
 چه بد کردیونس که ماهی بود
 در او که جز بهانی آرام داشت
 که شد زهره بر چرخ و زهره انک
 بجان تو کاین کيفر کافر نیست
 زنگش نه زیباست و نه انکست
 دوباره علی از تو کيفر نیافت
 جگر کردی از زهر صد باره اش
 که اکنون بکار و سه افتاده
 که چون بیاید بکشد بی ساه
 جگر پارگان را برادران ساه
 زهره را سینه اش زهره ساه
 زود و زمانه مبادی طول
 مگر نه گل باغ پیغمبری
 مگر نه حسن شد برادر ترا
 باند و دل بچو کوه استوا

بیا عرض کو گوشوارت زمین
 یکی چشم بکشا حینت بنگر
 پراننده اوراق مصحف بهین
 چه بد کردیونس که ماهی بود
 در او که جز بهانی آرام داشت
 که شد زهره بر چرخ و زهره انک
 بجان تو کاین کيفر کافر نیست
 زنگش نه زیباست و نه انکست
 دوباره علی از تو کيفر نیافت
 جگر کردی از زهر صد باره اش
 که اکنون بکار و سه افتاده
 که چون بیاید بکشد بی ساه
 جگر پارگان را برادران ساه
 زهره را سینه اش زهره ساه
 زود و زمانه مبادی طول
 مگر نه گل باغ پیغمبری
 مگر نه حسن شد برادر ترا
 باند و دل بچو کوه استوا

بیا عرض کو گوشوارت زمین

همه زهر نوشان محنت گمان
 همه درد نوشان مینامی رد
 کی از رخ و سخی تپشان شدند
 چو بوندن بکسله جان من
 که با پی پدر مادران و رفقه
 مرا کشته دان کوه دکان را
 تو امی خواهر آماده شام باش
 مزین سنگ بر سینه خورش رو
 پیچیان دل از انده روزگار
 زانده و بخردنه لرز و سینه
 مرا کشته چون پیش خیمه آور
 سر آمد چه با خواهر زان گفتگوی
 بسی گفت اندرز و بسیند
 که از دهنم چون بداید دست
 رو نیست بر کردن موی
 ولی گریه بسیار بر من کنیند
 بگفت این و در شد بچلو تیر
 بیاید رخسار بر تیره خاک
 بتیاید کاسی پاک پروردگار
 همه مایه هست و بودم قست
 بدیدی ز اهل سعادت مرا

سر اسر ز جام بلا سر خوشان
 ندانند دور ول مگر جامی درد
 تو نیز اینچنان باش کایشان شدند
 همین است و بس با تو پیمان من
 کسی نام باشی و گاهی پدر
 علی را بزنجیر خود دستگیر
 بگر خوار و خون دل آشام باش
 ولی مویه راه چه خواهی بود
 که از ناشکیبان شوی در شما
 که گیتی بانده نیز زده
 مبر خشم کاین زو خشم آوری
 بدل جوئی دیگران کرد و کجا
 بهر یک جبار گانه سوگند داد
 بدامان صبر اندر آری دست
 نه از نعم خورشیدن روی را
 که بر آتش سینه آبی زیند
 نیایش کنان پیش بکتی خدا
 همه غنچه آلود شد خاک پاک
 تو دانی که نبودم اجز تو یار
 عدم بودم اول وجودم هست
 بدلاهی نوید شهادت مرا

فصل نهم در بیان غم و اندوه و سستی اندر حضرت امام علی علیه السلام

در جواب غم و اندوه و سستی اندر حضرت امام علی علیه السلام

از آن دم که مادر مرا زاده است
 ز پنج سندیون سال پیوده ام
 چنان می نماید ز سامان کار
 من این خرد سالان نویسد
 غریبان از منزل آوارگان
 یکی راز خاری بفرسوده پاک
 چگونه سپارم بدست بلا
 چو خود را نه بسیند به پهلوی من
 چنان هر یکی را رود دل تمام
 تنی را که تنها پرستنده بود
 بنام آنکمی پیو و راهی سوار
 همه نورس و ناز پرور همه
 ز بیخه قومی و خاچون روند
 خدا یا نگهدار ایشان تو باش
 تو آگاسی از جان غم پرورم
 مرا هر چه گلک تو بر سر نوشت
 بگفت و نجواب اندر آورد
 بجد و برادر بباد در پدرش
 یکی شاخ ریحان بر آفرود بول
 پی پیوده راه دور و دراز
 اگر ت شوق مام و پانچ

بمیان صفت اهل بزم وصال

نیا از تو این شکرده ام داده است
 همه سیر و راز زو بوده ام
 که فردا سر آید بین روزگار
 غریزان نارسته از آب و گل
 همه بی نصیبان بی چارگان
 بنوده جز آغوشش در انامس
 بصدانده و رخ و غم مبتلا
 سرخوشین را بر انومی من
 چگونه رود چشم هر یک بجو
 به تنها تواند چسان بنین بود
 چگونه رود پا برهنه به خار
 نترادگر اس می بیهیم همه
 سوی شام از کر بلا چون روند
 اگر من شدم بار ایشان
 نونی که از پاسک
 نغود
 بر او گشت
 همی در
 که
 سوی نمینا از زمین چنان
 نه بسته است ره خیز و انداز

بمیان صفت اهل بزم وصال

<p>پدر با نیا چشم در راه است بدور تو ز انبوه دشمن حشر ز تیار لیلین خرد سالان بخش که ایزد بهر بد بود یارشان که خود را رسانی با این سخن تو را روز کار صبور ی رسید</p>	<p>را در مینو هوا خواه است چو پائی درین خاک پر شور و شمر بهمانا بر راه تو سدر است پیش سیندش از رخ و شمارشان که کوشش امشب ای گوهر کج من گمانم که هنگام دوری رسید</p>
	<p>نخواهی در دید روی مرا میسنوبری آرزوی مرا</p>

در این شعر کلماتی است که در لغت معنی آنرا میسر است



تمام شد



